

تَبْصِرَةٌ وَذِكْرٌ لِكُلِّ عَبْدٍ مُنِيبٍ

کتاب تطاب

تبصرة الاصطلاحات الصوفية

از تصانیف

حضرت سید السادات قدوة السالکین زبدة الواصلین مخدوم
سید اکبر حسینی المعروف بکبیر پور کدوس اللہ مرہ العزیز
خلف الصدق و فرزند اکبر

حضرت سلطان العرفاء اکاملین امام الاولیاء الواصلین مخدوم
سید صدر الدین ابوالفتح محمد حسینی کبیر پور از خواجہ بندہ نواز
رحمة اللہ علیہ

تصحیح و اہتمام

مولوی حافظ سید عطا حسین صاحب ام، اسی ای

ناظم وظیفیاب سمرقند تعمیرات سرکار عالی

در معین پریس واقع بازار عسلی میاں حیدرآباد وکن طبع شد

وبسلسلہ برکات عہد عثمانی ادامہ اللہ تبارک و تعالیٰ

از کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف شایع شد

ربیع الاول ۱۳۶۵ھ

۱۔ الحمد لله الواحد الاحد لا اله الا هو الازلي الابدی العزیز الحکیم الرحمن الرحیم الذی ارسل رسوله ونبیه سیدنا محمداً المصطفى احمداً المجتبی الخ کافّة الثانیین بشیراً ونذیراً وداعیاً الیه یاذنیه ویرا اجامئیراً وانزل علیه الکتاب العزیز الذی لا ینتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه وحبسه للذین امنوا وعملوا الصالحات هدی ونورا ولادوی الالباب تبصره و ذکر صلواته وسلامه علیه وعلى اله الطیبین الطاهرین واصحابه الطاهین المهتدین صلواته وسلامه وایما کثیرا کثیرا۔

العزیز

۲۔ حضرت امام العارفين قدوة الاولین مخدوم سید محمد حسین گیسو دراز خواجہ شہدہ نواز قدس نے ۲۲ رجب ۱۲۸۷ھ کو دہلی قدیم میں عالم کو اپنے وجود باوجود سے منور فرمایا سلطان محمد تغلق کے حکم سے جب دہلی کی ساری آبادی دولت آباد روانہ کی گئی حضرت مخدوم کے والد ماجد سید یوسف حسین قدس سرہ بھی تمام اہل خاندان کو ہمراہ لیکر ۲۲ رمضان المبارک ۱۲۸۷ھ کو دہلی سے روانہ ہوئے اور ۲۳ محرم الحرام ۱۲۸۷ھ کو قانیزہ دولت آباد ہوئے یہاں ۵ شوال المکرم ۱۲۸۷ھ کو انکی رحلت ہوئی۔ حضرت مخدوم اپنی والدہ ماجدہ اور دوسرا اہل خاندان ساتھ دولت آباد میں مقیم رہے مگر بعد میں بعض ایسے واقعات پیش آئے کہ انکی والدہ اپنے بھائی مستوفی الممالک ملک الامرا سید ابراہیم سے کبیدہ خاطر ہو گئیں۔ اپنے فرزندوں کو ہمراہ لیکر دولت آباد سے دہلی روانہ ہوئیں اور ۲۲ رجب ۱۲۸۷ھ کو وہاں پہنچیں۔ حضرت مخدوم صغیر ہی سے ختم المشایخ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی علیہ الرحمہ کے کمالا سنتے آئے تھے اور قایبانہ عاشق و فریقہ ہو چکے تھے۔ وہاں پچھو پچھو دنوں کے بعد یعنی ۱۶ رجب ۱۲۸۷ھ کو اون کے حلقہ ارادت و بیعت میں داخل و تحصیل کمالات ظاہری و باطنی میں مشغول ہو گئے۔ حضرت چراغ دہلی قدس سرہ کی رحلت ۱۸ رمضان المبارک ۱۲۸۷ھ کو واقع ہوئی اور وقت تک حضرت مخدوم مجاہدہ اور ریاضت اور شغل باطنی میں اس قدر شغف اور انہماک کے ساتھ مشغول رہے کہ متاثر ہو نہ کیا انھیں خیال تک کبھی نہیں آیا لیکن تجرد کا اثر اونکی صحت پر اتنا زیادہ پڑ رہا تھا کہ اونکی والدہ ماجدہ نے نہایت مہنمکاً تعاضا شروع کیا۔ آخر اون کے زمانہ مجبوری ہو کر پیر کی رحلت سے کم و بیش چار سال بعد جبکہ سن شریف چالیس سال سے قدرے متجاوز ہو گیا تھا حضرت سید اجل احمد بن عارف بائند سید جمال الدین سترابی قدس سرہ کی صاحبزادی سے نکاح کیا۔ ان سے حضرت مخدوم کو

۳۔ اس تحریر میں اختصار کی غرض سے ان کا نام نامی چھائی آئی ہے صرف حضرت مخدوم کے الفاظ پر کفایت کہ جائیگی۔

خداوند تبارک و تعالیٰ نے دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں مرحمت فرمائیں۔ بڑے فرزند مخدوم حسین نمودی
 سید اکبر حسینی مشہور بہ سید گئے تھے اور دوسرے فرزند موسوم بہ سید یوسف معروف بہ سید اصغر حسینی تھے۔
 ۳ حضرت مخدوم اور ان کے فرزندوں اور خلفاء کے حالات میں جو کتاب سے پہلے لکھی گئی وہ سیر محمدی
 اوس کے مولف حضرت محمد علی سامانی ہیں جو حضرت مخدوم کے مرید خاص تھے اور اہل سال اونکی خدمت میں
 ۱۰۰۰ میں تیمور کے حملہ سے چند روز پیشتر جب وہ دہلی سے گجرات کی جانب روانہ ہوئے محمد علی سامانی اون کے
 ہمراہ کا بارہے اور اون کے ہمراہ گلبرگہ شریف آئے اور اونکی رحلت ۱۶ ذی قعدہ ۱۰۲۵ھ کے بعد بھی وہ یہاں
 مقیم رہے اور اونکی اولاد و خلفاء کی حالات میں کتاب سیر محمدی ۱۰۳۰ھ میں تالیف کی۔ دوسری کتاب موسوم بہ
 تاریخ حبیبی و تذکرہ مرشدی ہے۔ اس کے مولف عبدالعزیز بن شیر ملک بن محمد واعظی ہیں سلطان علی الدین
 بن سلطان احمد دہلی البہمنی کے وزیر سند عالی ملک اجارتم کے ایما سے اونھوں نے یہ کتاب لکھی۔ ملک اجارتم حضرت
 سید مخدوم مد اللہ حسینی عرف سید قبول اللہ حسینی علیہ الرحمہ بنیرہ حضرت مخدوم کے مرید تھے۔ یہ دونوں کتابیں
 نہایت مستند ہیں۔ حضرت مخدوم المشائخ سید اکبر حسینی قدس سرہ کے حالات انھیں دونوں کتابوں سے اخذ
 کر کے ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

۴۔ حضرت سید اکبر حسینی کے ولادت کی تاریخ اتفاقاً کسی تذکرہ نویس نے نہیں لکھی مگر اس پر سب کا
 اتفاق ہے کہ حضرت مخدوم بندہ نواز متاہل و شوق وقت ہوئے عجب اون کا سن شریف چالیس سال سے قدرے
 زیادہ ہو چکا تھا یعنی ۱۰۶۱ھ یا ۱۰۶۲ھ میں اسلئے صحیح طور پر قیاس کیا جاسکتا ہے کہ حضرت سید اکبر حسینی کی ولادت
 ۱۰۶۳ھ یا ۱۰۶۴ھ میں ہوئی۔ حضرت مخدوم نے اپنی ایک تصنیف میں فرمایا ہے کہ تیسرے بنی اسرائیل میں
 ایک قسم کے سات آٹھ درخت ہیں جنپر تھلی پانی ہر وقت ہوتی رہتی ہے اس لئے اون کو شجر تھلی کہتے ہیں۔ ان
 میں معدوم سے چند پہل پیدا ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک کارنگ اور مزہ اور خاصیت جدا گانہ ہے۔ ان درختوں
 ابدال واقف ہوتے ہیں اور جب کسی خوش نصیب انسان پر وہ عنایت فرما کر اوس کو اپنی آغوش تربیت میں لیتے
 ہیں تو اوسکی نفسانی حالت کے اعتبار سے جو پھل اوسکے مناسب ہوتا ہے اوس کا شجرہ اوسے کھلا دیتے ہیں جو
 کھاتے ہیں اس کی ساری نفسانی کمزوریاں اور پریشیاں فوراً دور ہو جاتی ہیں۔ حضرت سید محمد اکبر حسینی قدس سرہ
 ۱۰۶۳ھ میں روز ولادت ہوئی ابدالوں میں سے چند بزرگ جو حضرت مخدوم سے مستفید اور ان کے فیوض سے بہرہ یاب تھے
 انکی خدمت میں آکر فرزند کے تولد کی مبارک باد دی اور ان درختوں میں سے ایک کا پھل لاکر پیش کیا۔ نومو لو بچوں کو

خرمایا شہد چٹایا جاتا ہے ان کو اس شجر قدسی کے پیل کا شہرہ چٹایا گیا۔ ان کے آئندہ کے کمال بزرگی اور جلالت شان پر اس سے زیادہ واضح اور کیا دلیل ہو سکتی تھی۔

۵۔ جب وہ سن شہور کو پہنچے پہلے انہیں کلام اللہ شریف حفظ کرایا گیا۔ اس کے بعد وہ تحصیل علوم میں مشغول ہوئے اور دہلی کے اوس وقت کے اکابر علماء کے حلقہ درس میں داخل ہوئے اور ان کے استاذہ میں حضرت قاضی عبدالمقتدر مخدوم مولانا خواجگی مولانا محمد بھغرا اور مولانا نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہم علوم ظاہر اور باطن میں نہایت ممتاز اور بلند پایہ بزرگ تھے۔ قاضی عبدالمقتدر قدس سرہ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے ممتاز مرید اور خلیفہ تھے اور حضرت مخدوم بندہ نواز کو بھی ان سے شرف تلمذ تھا۔ حضرت سید اکبر حسینی چند ہی سال میں صرف نحو منطق بلاغت و معانی ادب و شعر فقہ و اصول فقہ حدیث و اصول حدیث اور تفسیر وغیرہم علوم میں درجہ کمال بلکہ درجہ اجتہاد تک پہنچ گئے۔ حضرت مخدوم نے ان کو اوائل عمری میں سلسلہ طریقت میں اہل کر لیا تھا۔ اور ان کی باطنی تعلیم و تربیت شروع کر دی تھی۔ چونکہ جوہر قابل رکھتے تھے عنفوان شباب ہی کا پل مکمل ہو گئے۔ ابتدا ہی میں ان پر انقطاع عماسوی اللہ کا غلبہ اس قدر زیادہ ہوا کہ کسی جانب التفات اور توجہ مطلق باقی نہیں رہی۔ روایت ہے کہ احوال مجاہدہ میں حضرت خضر علیہ السلام ان سے ملے اور فرمایا جو مقصود ہو بیان کرو جو اب دیا کہ مقصود من ازان جنس نیست کہ از شما خواستہ شود۔ حضرت خضر اس جواب سے نہایت خوش ہوئے۔ غلبہ حال میں ان سے اچھا تا کر استین ظاہر ہوتی رہتی تھیں ایک مرتبہ شدید سرما کے زمانہ میں آگ روشن کی گئی تھی۔ اور ان کے ہمراہ مولانا علاء الدین گوالیری اور مولانا بہار الدین امام اوس کے نزدیک بیٹھے تھے۔ انہوں نے فرمایا ”مارا از مقصود بیچ حجاب نیست ہر وقتیکہ خواہم مقصود رایہ بینم و اگر استوار نمی دارید شمارا بنمایم“ ان کا فرمانا کسکو باور نہیں ہوتا لیکن ان بزرگوں نے وقت کو نہایت غنیمت خیال کیا اور عرض کیا کہ دکھائے۔ انہوں نے آگ کی جانب اشارہ کیا کہ دیکھو حضرت مولانا علاء الدین نے فرمایا کہ ”اچھے مقصود بود دیدم“ حق سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عٰلًا وَّ اَشِيْطٰتِيْنَ الْاِنْسِ وَّ الْجِنِّ اَدٰیًا وَّ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا مَعَ الْاِنْسِ وَّ الْجِنِّ اَدٰیًا وَّ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا مَعَ الْاِنْسِ وَّ الْجِنِّ اَدٰیًا وَّ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا مَعَ الْاِنْسِ وَّ الْجِنِّ اَدٰیًا۔ ان کی جماعت اعلیٰ بھی دشمن رہا کرتی ہے۔ ایک مرتبہ ایک بد نصیب شخص شیخو نام نے جو توت بچا کرتا تھا ان پر سحر کر دیا۔ وہ نہایت علیل ہو گئے مگر حقیقت حال کا اظہار کسی پر بھی نہیں کیا۔ آخر حضرت مخدوم نے ان سے استفسار فرمایا اور اظہار حال کے لئے مسموم ہوئے اور موت انہوں نے کہا کہ شیخو نے سحر کیا ہے اور فلان فلان

مقام پر دفن کیا ہے۔ حضرت مخدوم نے چڑا دیوں کو اون مقامات کی نشاندہی کر کے بھیجا اور ان لوگوں نے
 نہیں کھو کر سحر کے اشیا کو ہٹا دیا۔

۶۔ حضرت مخدوم سید اکبر حسینی قدس سرہ تمام عمر اپنے والد ماجد کی صحبت میں فیض یاب رہے۔ سنہ ۱۰۰۰ میں
 والد کے ہمراہ دہلی سے روانہ ہوئے اور ان کے ہمراہ سفر میں رہے اور سنہ ۱۰۰۰ میں گنبرگہ تشریف لائے۔ اور آخر الامر میں حضرت
 مخدوم نے انہیں خلافت مرحمت فرمائی اور جماعت خانہ میں اپنے دو بے واپس نہالچہ پر ان کو بٹھایا۔ اس کے
 تقریباً سات ماہ بعد روز چہار شنبہ ۱۰۰۰ ربيع الآخر ۱۰۰۰ کو انکی رحلت ہوئی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعة۔
 ان کا جناح سلطان علاء الدین خلجی کے بھائی عاتم خاں کے نیسہ ملک جھجھو کی صاحبزادی سے ہوا تھا ملک جھجھو حضرت
 ابیخسرود ہلوی کے خاص دوستوں میں تھے۔ اور انھوں نے اپنے بعض اشعار میں ان کی مدح کی ہے۔ ملک جھجھو کو ^{آباد}
 چلے آئے وہیں ان کا انتقال ہوا۔ ان کا مزار قلعہ آباد شریف کے جنوبی دروازہ کے باہر جنوب مغرب جانب
 آدھے میل کے فاصلے پر واقع ہے حضرت اکبر حسینی کو خداوند تعالیٰ نے ایک لڑکا اور ایک لڑکی عطا فرمائی صاحبزادہ
 کا نام نامی سید سید حسینی تھا۔ روضہ حضرت مخدوم کی سجادگی انہیں کی اولاد میں آرہی ہے حق سبحانہ و تعالیٰ
 یہ سلسلہ تا قیام قیامت قائم رکھے۔

۷۔ حضرت سید اکبر قدس سرہ زیدی حسینی سید ہیں۔ ان کا سلسلہ نسب یہ ہے:۔ مخدوم حسین معروف بہ
 سید اکبر و مشہور بہ سید بی بی بن حضرت مخدوم العارفین سید محمد گیسو دراز خواجہ بندہ نواز بن سید یوسف بن سید علی
 بن سید محمد بن سید یوسف بن سید حسن بن سید محمد بن سید علی بن سید حمزہ بن سید داؤد بن سید زید بن سید ابوالحسن
 الخجندی بن سید حسین بن سید ابو عبد اللہ بن سید محمد بن سید عمر بن سید عمر بن سید حسین بن سید شہید المظلوم بن
 امام شام زین العابدین بن سید الشہداء امام حسین شہید دشت کربلا بن امام المشرق والمغرب امیر المومنین
 سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ و سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء علیہا السلام بنت سید المرسلین قائم النبیین
 احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۸۔ حضرت مخدوم سید اکبر حسینی اپنے والد ماجد کے مرید اور خلیفہ تھے سلسلہ طریقت چشتیہ نظامیہ سے
 یہ سلسلہ اس قدر زیادہ مشہور ہے کہ شجرہ کے لکھنے کی چندان ضرورت نہیں ہے مگر محبان و محجوبان الہی کا ذکر
 ہمیشہ موجب نزول رحمت الہی ہے اس لئے قیما و تہر کا لکھا جاتا ہے۔۔۔ مخدوم سید حسین معروف بہ سید اکبر حسینی
 و مشہور بہ سید بی بی بن اخذ السلسلہ العلیہ اچشتیہ عن ائیمہ مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز بندہ نواز عن ختم المشائخ

خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی عن سلطان المشائخ محبوب الہی نظام الدین اولیا عن تین المحبت شیخ الاسلام خواجہ فرید الدین
گنجشکر اجدہنی عن قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین تختیار کاکی اوشی عن خواجہ خواجگان خواجہ غریب نواز معین الدین
حسن بختی عن شیخ الشیخ خواجہ عثمان ہرنی عن شیخ الاسلام خواجہ حاجی شریف زبانی عن شیخ الاسلام خواجہ نور چشتی
عن شیخ الاسلام خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی عن شیخ الاسلام خواجہ ابو محمد چشتی عن شیخ الاسلام خواجہ ابو احمد ابدال
چشتی عن شیخ المشائخ خواجہ ابوالحسن شامی عن شیخ المشائخ خواجہ مشتاد علو الدینوری عن شیخ المشائخ خواجہ ابو ہبیرہ
البصری عن شیخ المشائخ خواجہ حذیفہ المرعشی عن سلطان التارکین سلطان ابراہیم بن ادھم بلخی عن شیخ المشائخ
خواجہ فضل بن عیاض عن شیخ المشائخ خواجہ عبدالواحد بن زید عن سید التابعین خواجہ خواجگان حطن بصری عن امام المشائخ
والمغارب امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم اجمعین عن سید المرسلین قاتم التین احمد مجتبیٰ
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۹۔ اپنے والد ماجد کی طرح حضرت سید اکبر حسینی بھی ولی مادر زاد اور محبوبت محب پیدا ہوئے تمام عمر
عصمت الہی ان کے شامل حال رہی اور کبھی کوئی فعل جس میں شرعاً خفیف سی بھی کراہت ہو ان سے سر نہ
ہنیں ہوا۔ ان کے والد ان کے پیر بھی تھے اس لئے انکی ظاہر و باطن کی حالت سے ان سے زیادہ کون اتفہ
ہو سکتا تھا۔ (بروایت محمد سامانی) وہ فرمایا کرتے تھے کہ ”اگر محمد اکبر سپرمن نہی بودے من ابرتی کشوہ میگویم
اور فرمایا کرتے تھے ”بیچ مریدے از پیر بہتر شدہ است مگر دونفر کی خدمت شیخ قطب الدین از شیخ معین الدین
رضی اللہ عنہما دوم محمد اکبر من خطایر القدس کے آخر میں حضرت مخدوم فرماتے ہیں ”اشب کہ شب پازوم
جادی الاخر تاریخ سنہ ثلاث وثمانمانہ است فرزند کہ مولود از سرمن است و موجود از صلب من است
مترشدے طالبے بیشتر میگویم ازین سخن کہ پدرم گمان بر نہ کہ رعایتے دعایتے دارد و گرنہ گویم کہ دامنہ
کہ در پیر اجہاد قدمے استوار نہادہ است و در حقان و معارف بدان مرتبہ باشد کہ در دقایق این
کار و حقان مردان کیا رکم تباشد و ہر چہ گوید و شود و انداز مشاہدہ و معاینہ او باشد اگر او مرا
پسر بودے من ابرتی کشی او میگردم نیک نفسے صحت دے پاک چشمے کاٹے کلمے راشدے مرشدے
آند.....“ (خطایر القدس مطبوعہ صفحہ ۱۸۵-۱۸۶)۔ جب ان کا انتقال ہوا حضرت مخدوم نے اپنے دست
مبارک سے ان کو غسل دیا۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے دو شخصوں کو غسل دیا ہے ایک اپنے پیر
حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کو اور دیکھی وصیت کی اتباع میں اور دوسرے سید محمد اکبر کو۔ ان کے

خزاندگی زیارت کو حضرت مخدوم ہرچہار شنبہ کو جایا کرتے تھے اور کچھ کھانا پکوا کر لیا یا کرتے اور تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ بروایت محمد مانی قدس سرہ مقام علاء طریق جماعت خانہ راست کہانیدہ بودند پیش قبر ایشان سر بر زمین می آوزند و روش می داشتند مجاور اور ابرمی گرفتند۔ وہی فرمودند محمد اکبر مستحق این است اگر من بغیر استحقاق می کنم خود فر داسے قیامت چنگ ہمہ عارفان و دامن من

۱۰۔ حضرت اکبر چینی کی رحلت کا واقعہ بھی عجیب ہے جو انکی مرتبہ کی تہا میت بلندی اور انکی جلالت شان پر دلالت کرتا ہے میں اس نسخہ کو محمد مانی قدس سرہ کے ہی الفاظ میں یہاں لکھتا ہوں: دیگر فرمودند یعنی حضرت مخدوم بندہ نواز) آخر میں ماہ رمضان کہ بعد آن نقل کردہ است یعنی نیا اکبر چینی) جلابے ہر شب بخوردے من گفتیم چہ پیموری این ترا مضر است گفت حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا فرمودند من درین ماہ رمضان ہر شب بر تو خواہم بود ہر چہ میدانی بخور ترا مضر است نخواہد کرد۔ دیگر فرمودند یک روز بر من گفت مرا فراموشی حقیقہ قدس میدہند این مقالے است زیر عرش امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ ہما سجا عہد دارند و خدمت شیخ فرید الدین ہم آنجا اندگنتم نہ ہمار قبول کنی آنگاہ مرا خراب کنی بروے گفت قبول کنم بل کردم۔ فرمودند من ہما نرود انتم کہ این را نخواہند گذاشت روز چہار شنبہ پانزدہم ماہ ربیع الآخر سالہ اشاعہ شہدائیاہ ازین جہاں دوران جہاں رحلت فرمودند

۱۱۔ خادم حافظ شیرازی نے اللہ اللہ کیا خوب کہا ہے اور حقیقت الحقایق کا کس خوبی سے انکشاف کیا فرمایا،
شعبہ ام سخنے خوش کہ پیر کینان گفت
فراق یار نہ آن میکند کہ توان گفت

بیٹے کے مرنے کا غم باپ کو ہونا نظری اور لابدی ہے خصوصاً جبکہ بیٹا کمالات ظاہری و باطنی اور باپ کی خدمت گنہاری و اطاعت اور محبت کی قنایت میں یکتاے روزگار ہو۔ حضرت مخدوم کو بیٹے کی رحلت کا شدید رنج ہوا۔ ان کے مکتوبات میں دو مکتوب ہیں ایک دو جسے انہوں نے حلیفہ فاضلہ شیخ علاء الدین کا لپوسی کو تحریر فرمایا تھا دوسرا وہ جس کو مولانا محمد معلم دیب علاء الدین مولانا امیر شاہ و دیگر مریدان را بعد نقل مخدوم زادہ بزرگ لکھا تھا یہ دونوں مکتوبات ان کے مکتوبات میں موجود ہیں اور طبع ہو چکے ہیں۔ ان خطوط سے اس رنج و حزن و دلال کا قدرے اندازہ ہو سکتا ہے جو حضرت مخدوم کو ہوا اور جس سے حضرت مخدوم زادہ کی موت کے سبب کا یہی انکشاف ہوتا ہے۔ ان دونوں مکتوب کے مضامین کو جہاں تک اس حادثہ سے متعلق ہیں درج کرتا ہوں۔ دنیا میں شاد و ناوہی کوئی ایسا خوش نصیب جو فقہان اولاد کے دروغ و غم و مصیبت میں مبتلا نہ ہوا ہو۔ حضرت مخدوم کے یہ مضامین نہایت متھکانہ اور عارفانہ ہیں۔ اور اولاد کی موت کے دروغ و غم کے بارگزیروں کے لئے تریاق اعظم کا حکم رکھتے ہیں۔

(۱) مکتوب چہل و سوم بجانب شیخ علاء الدین بعد نقل مخدوم زادہ بزرگ فرزند سنی مولانا علاء الدین
 کالپوری دعائے محمدی مطالعہ کند۔ زبان از گفتار گنگ است و قلم از رفتار گنگ است چه جام مراد ماہ کام مانہ پیوست
 و مدخر صبح مادر غرقاب نوح افتاد و یک جوش با پنجه نشد ہوا ہے این سوختہ خام ماند با و صرصر کند کان مند ہوہ ام
 کہ شجر مثلخ چشت را ازین درخت بہشت کہ اورا نہال طوبی دانستہ بود شمشخ و برگے شود گلے و بارے و بہ جہانیاں ازین
 بر خود دار گردند چه گویم آفتاب از مطلع غیب طلوع کرد و اعجابا کما طلعت غربت گوی این طلوع و غروب
 تو امان بودہ اند بہمیت و جمعیت بیکار بیک جنسے بیک شکم با ہم زادہ بودند و نمودن آن زمان ہمان و پرودہ بر شاخ
 کشیدن آن زمان ہمان ۔۔۔ اما حال سخن این مکن زار برین گفتار آمد آنچه ما خواستیم خدا نخواست ہمان
 ہاں این کلام جامع اسرار قدیان است ہمان را چون اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَيْہِ رٰجِعُونَ من مدعی صبر نہ
 ام کہ زیر آچہ صبر ایسے مبارزی است و چہ ہاں شکر است کہ شکر بادے بر ابری است اسے محمد یوسف حسینی
 گیسو دیار سخن را کوتاہ کن زبان زیر دندان نہ دل را بنقار ادکار گمار بند باب باید کہ ہر ساعتے بکارے ہدیے
 رود و چہ ہر کیے بحب حال اوست ہر چہ ترا از دیدار مقصود کار باز دار آن ہڈی ہڈیان وقت تست ان
 من قات وقتہ فقد قات ربہ ی محمد باقر (علیہ علی آباء الصلوٰۃ والسلام) گفتہ است درین آیت
 وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَاُولِيَاۡئِهِمْ طٰغُوۡتٌ کُلِّ مَا شَغَلَكُمۡ عَنِ مَطٰلَعَةِ الْحَقِّ فَهُوَ طٰغُوۡتًا کَا
 باید کہ زن و فرزند لبند تو نشوند پابند رہ حق نگرند آئندہ روزندہ ترا بخود مشغول ندارند در روز آہن
 شب را انتظار مکن و شب را بطلوع روز نظر مدار و فتوح غیب اخزانہ گرہ بند ساز زمینہا ہزار زمینہا
 ہنر پیش آید در راہ مدار پس افتاد روزگار خود مکن آئندہ روزندہ آرنده بر بندہ را بخدا سپار و وقت خوش
 را بہ غنیمت نہ.....

(۲) مکتوب پنجاہ و چہارم بجانب مولانا محمد معلم و سید علاء الدین و مولانا میران شاہ دیکر
 مریدان بعد نقل مخدوم زادہ بزرگ : تسلیمات نامیہ و تحیات نزاکیہ اصحاب ارادت دار باب
 عقیدت بخطاب مطالعہ کند قولہ عز من قایل و مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ
 قَبْلِہِ الرَّسُوْلُ اشکالے باشکالیت این کلام قدسی ما ترددت فی شیء کتوردی فی قبض
 سہو ح عبیدی المؤمن بیکرہ موتہ و انا لکسرہ و لکن جری التقدیر علی ذلک
 و لا بد منہ ہاں دہان بعد ازین فہم علی و غنی می شاید کہ من بنالہ و آہ برسا و صلح بزاری و دربار

کہ مدخر صبح من غرقاب نوح افتاد و در شب آن روز من در غرقاب سحر ختم باہر نگرینہ و خرمہرہ آشنا گشت بہار
 امید مرا خزان زد و گلین وجود تازگی وجود مرا الہیہ صفت در کہ دوزخ بیک نف بسوخت بسوزے گرفتارم کہ غزل نامہ
 تباہ دوزخ می نوید و بہ جنب آن تعذیب دوزخ عین نعم می نماید چون باشد کہ دل عمرے با میدیستہ بود بلبح البصر جیر
 و نابود گرد و آنکہ گریسرت جویم چه سود مند آید کتاب الہدی تراید و اصبر و ما صبرک الایاللہ این یا رب اللہ یا رب
 استقامت بار یا با معیت یا با مقابله ہر چه شد شد اما این در دادرمانے روسے نہ نمود۔ مصرعہ۔ من نہ استم از اول
 کہ تو بے ہر دو قالی۔ حدیث این حادثہ و تصدین غصہ در حریم کتابت و نبی آید۔ اللہ اللہ اللہ۔ ہذا باب
 پیوستگان ماہر یک مولانا محمد و عبید اللہ و پسران سید عطار الدین و پسر سید عالم و مولانا شعیب میران شاہ باقی
 متعلقان و پیوستگان بدانند کہ محمد اکبر من با اختیار خویش از من اعراض کرد و سفر قدس اورا اختیار افتاد
 تقدیر ہرم بود و تعجیل بحکم ساخت ہر چند گفتم باز آے کہ من پیروختہ در دمند خواہم شد نشود البتہ بظہیرہ قدس بحرا
 آنجا رفت اگر از ان حکایت کتم ہیج گوشے استماع آن را تحمل نکند کہ گاہے در فہم دلے نیامدہ است حاصل این
 سخن این است اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ کل شیء یرجع الی اصلہ اما رادوسے تقسیم داند وہے
 مستدیم دامنگیر دل شد.....

۱۲۔ حضرت سید اکبر حسینی قس سرہ اپنے اشغال میں سقدر زیادہ منہمک رہا کرتے تھے کہ تصنیف تالیف
 کی جانب اسی وقت توجہ فرمایا کرتے تھے جب اون کے دوستوں اور وابستگوں کی درخواست ہوا کرتی تھی تاہم متحد
 کتابین تصنیف فرمائیں جنکی تفصیل یہ ہے:- (۱) معارف عربی در نحو (۲) شرح تفسیر لمقط تصنیف الداو شان۔
 (۳) عقاید نامہ فارسی در عقاید اہل سنت (۴) رسالہ اباحت سماع (۵) رسالہ اباحت پوشیدن کفش در مسجد (۶)
 حضرت مخدوم کے ملفوظات کے دو نسخے ایک کو دہلی میں لکھا تھا اور (۷) دوسرا مسمی بہ جوامع الکلم جو اٹالے سفر
 گجرات میں لکھا گیا (۸) مقامات صوفیان عربی (۹) تصرف مالکی (۱۰) شرح سوانح امام احمد غزالی (۱۱) شرح
 رسالہ فارسی در صرف اور (۱۲) یہ کتاب مستطاب جو طبع ہو کر شایع ہو رہی ہے یعنی تبصرۃ الاصطلاحات الصوفیہ۔
 ان کے علاوہ اور بھی چند چھوٹے چھوٹے رسالے لکھے گئے مگر شرح سوانح اور عقاید اور تبصرۃ الاصطلاحات کے سوا
 ان کی تصنیفات کچھ کسی دوسری تصنیف کے مطالعہ کا شرف مجھے حاصل نہیں ہو سکا۔ ان کا پتہ کہیں نہیں مل سکا
 غالباً اب وہ باقی نہیں ہیں اور دستبرد زمانہ سے مفقود ہو چکی ہیں۔ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نے عقاید
 اہل سنت میں خود ایک کتاب لکھنے کا ارادہ فرمایا تھا بلکہ شروع بھی کر چکے لیکن جب اوہ نہیں معلوم ہوا کہ حضرت

سید اکبر حسینی قدس سرہ ایک سال لکھ رہے ہیں تو خود دست کش ہو گئے۔ اور فرمایا کہ وہی کتاب کافی ہوگی۔ امام احمد غزالی کی سوانح حضرت سید اکبر حسینی نے والد بزرگ سے بتقاڑ ہی تھی اس کے بعد اس کی شرح لکھنے کا ارادہ فرمایا اور حضرت مخدوم سے اجازت کے خواستگار ہوئے۔ انہوں نے اجازت دی لیکن یہ بھی فرمایا کہ امام احمد غزالی سے بھی اجازت حاصل کر لو چنانچہ مسنوی طریقہ پر ان کی اجازت حاصل کرنے کے بعد شرح لکھی۔ پیش شرح مختصر ہے اور نہایت ہی غامض ہے اسرار الہی کے اظہار سے انہوں نے احتراز کیا ہے اپنی تصنیف کو اتنا بے تحریر میں اور کمال کے بعد حضرت والد کے ملاحظہ میں پیش کیا کرتے تھے۔ جو اسع الکلم کے مضمون کو ہر روز لکھنے کے بعد والد ماجد کو دیدیا کرتے تھے۔ وہ ملاحظہ فرما کر اور اچھا نا جہاں ضرورت ہوتی اصلاح دیکر واپس فرمادیتے تھے اور بہت خوش ہو کر فرمایا کرتے تھے کہ سید اکبر اس طرح لکھ رہے ہیں گویا میں خود لکھ رہا ہوں تبصرۃ الاصطلاحات حضرت مخدوم کی ایسا اور اجازت سے لکھی گئی اور اتنا بے تحریر میں بار بار ان کے ملاحظہ میں پیش کی گئی چنانچہ حضرت مخدوم سید اکبر حسینی نے متعدد مقامات پر اس کا ذکر بھی کیا ہے۔

۱۳۔ ہر علم کے لئے اس کے اصطلاحات مخصوص ہیں اور کسی علم کو جاننے اور سمجھنے کے لئے اس کے اصطلاحات کا جاننا اور سمجھنا ضرور ہے۔ علم تصوف کے بھی اصطلاحات خاص ہیں اور بت کا ان کے معانی سے پوری واقفیت حاصل نہ کر لی جائے تصوف کی کسی کتاب کا کما حقہ سمجھنا دشوار بلکہ محال ہے۔ غالباً اسی خیال کو پیش نظر رکھ کر حضرت اکبر حسینی نے تبصرۃ الاصطلاحات الصوفیہ کے فصل نہم و صفحہ ۱۲۴-۱۲۵ میں تھوڑے سے اصلاحی الفاظ کی شرح کر دی ہے۔ گو یہ الفاظ محدود و چند ہیں لیکن ایسے ہیں جن کو جاننا اور ان کے مفہوم سے واقف ہونا تصوف کی کتابوں کو سمجھنے کے لئے نہایت ضرور ہے۔ ان اصلاحات کے مختصر بیان کے علاوہ تقریباً بقیہ تمام کتاب حضرت مخدوم بندہ نواز حسینی قدس سرہ العزیز کی بہترین اور نہایت ہی بلند پایہ اور نہایت دقیق اور غامض تصنیف اسماء الاسرار کے نہایت غامض و دقیق اور عمیق اسماء و صفات میں کی شرح ہے۔ فصل دوم میں سمر ۳، کی فصل سوم میں سمر ۹، کی فصل چہارم میں سمر ۱۰، کی فصل پنجم میں سمر ۱۱، کی فصل ششم میں سمر ۱۲، کی فصل ہفتم میں سمر ۱۳، کی فصل اول میں بطور تمہید کے یہ اصول بیان کیا ہے کہ اولیا کی باتیں غیر متعلق لوگوں کے رو برو بیان نہیں کرنی چاہئے۔ فصل ششم اور ہفتم میں اولیائے شریک کا اور ان کلمات کا بیان ہے جو بعض اکابر کی زبان سے حالت سکر اور غلبہ حال میں نکلے۔ فصل یازدہم میں انسانی حقیقت اور عالم صنیر و کبیر کا بیان ہے اور فصل دوازدہم میں چند مختلف مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

۱۴۔ اس کتاب کی فصل ششم میں حضرت سید اکبر حسینی نے ایک ایسے مسئلہ پر بحث کی ہے اور اس کو واضح طور پر بیان فرمایا جس کے متعلق بعض بزرگان صوفیہ کو زمانہ دراز سے غلط فہمی ہوتی آئی ہے اور جس میں کم علم اور نا فہم اور بے قید و مصروف نے اپنی نا فہمی اور بے قیدی کو کام میں لا کر بہت بڑا گامیتری کر دی ہے۔ یہ مسئلہ ابیس کلا حضرت آدم علیہ السلام کو حکم الہی

انہوں نے سجدہ کر کے متعلق ہے۔ اکابر صوفیہ کی جماعت کے بعض بزرگوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اہلسنیات پاک
 قدسی الہی کا نہایت شریک و اولادہ اور عاشق تھا اور کسی غیرت عشق نے اس کو کسی طرح امداد ہونے نہ دیا کہ غیر کو سجدہ کرے۔
 نافرمانی کا نتیجہ جو ہو گیا تھا اس سے وہ خوب جانتا تھا۔ مگر اس سے غیرت عشق استدر شدیدی تھی کہ اس نے دو طرفہ ولعت ہی
 سب کچھ قبول کیا لیکن غیر معشوق کو سجدہ نہ کرنا تھا نہ کیا۔ ان بزرگوں نے اس کے اس ستمدانہ فعل کو نتیجہ قرار دیا ہے اس کی
 عشق الہی کی شدت اور توحید میں کمال استغراق کا اور اس کی قدرت اور روانگی کی خوب دوی ہے۔ میرا گمان ہے کہ اس خیال
 کے ظاہر کرنے والے بزرگوں میں سب سے اول حضرت حسین بن منصور حلاج تھے اور حضرت قاضی عین القضاة ہمدانی نے اس کی
 اتباع کی اور اپنی تصانیف میں خصوصاً تمہیدات میں (بہت شدت سے اس کا اظہار فرمایا۔ رحمۃ اللہ علیہا۔ ان کے بعد نیز
 کی ایک جماعت انکی ہنجال ہوتی آئی تبصرۃ الاصطلاحات کی فصل ششم و صفحہ ۱۱۴ میں حضرت سید اکبر حسینی قدس سرہ نے
 فرماتے ہیں: ”اما اصل سخن اینجا آنست کہ ایابے اور استکبار اور از مقام محبت عشق نبود از آنکہ چون حق تعالی فرمود ما
 مَنَعَكَ إِلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ كَفَتَ
 مِنْ بَهْرَةِ آدَمَ مَرَّازِ آتَشِ آفَرِي مِي اور از خاک آتش بر خاک فضل و ایزد ازین جہت سجدہ نکردم و گفت در جواب
 غیر ترا سجدہ نکنم کہ عاشق غیر معشوق را سجدہ نکند۔“ اس کے بعد کیا خوب فرمایا ہے ”از ان کہ حق تعالی در علم
 قدیم خود دانست کہ مردمان اور عاشق خوانند گفت اور اپر سید سب ایابے تو حیثیت او عذر ہے پیش آورد
 تا اور عاشق نگویند عشق خاصہ انسان است ملاچہ را از ان نسبت نیست.....“ عصمت
 صرف انبیاء علیہم السلام کو ہے دوسرا کوئی بشر معصوم نہیں ہے۔ اس لئے غلطی اور غلط فہمی ہر بشر سے ہو سکتی ہے خواہ وہ
 کیسا ہی بڑا عالم اور عارف ہو۔ اس کے قطع نظر حسین منصور حلاج اور قاضی عین القضاة ہمدانی نہایت مغلوب الحال
 بزرگ تھے۔ اور ان پر جذبی کیفیت اکثر غالب رہا کرتی تھی برین ہم قاضی صاحب نے خود اپنی کتاب تمہیدات میں
 ایک مقام پر صاف صاف لکھ دیا ہے کہ اہلسنیات آدم کے سجدہ سے انکار اس کے غرور نخوت اور استکبار کا نتیجہ تھا نہ کہ
 غلبہ توحید و عشق کا۔ اللہ تعالیٰ حضرت سید اکبر حسینی قدس سرہ کی روح پاک پر بے پایان رحمت نازل فرمائے کہ
 اس غلطی اور غلط فہمی کو جس میں نہ صرف بے علم متصوف بلکہ بہت سے اچھے اور بزرگ صوفیہ مبتلا رہے اس خوبی اور
 وضاحت سے بیان فرمادیا۔

۱۵۔ اس کتاب کے مجھے تین نسخے ملے۔ ایک نسخہ تقریباً تین سو سال کا لکھا ہوا مجھے میرے محترم دوست علامہ حکیم
 مرزا قاسم علی بیگ صاحب سے اور دوسرا میرے عنایت و کرم فرمائے نواب معشوق یا رخجگ بہادر سے عاریت لایا۔
 کتابخانہ کلیانی کے نسخے سے نقل کیا گیا تھا۔ دونوں کے باہم مقابلہ سے میں نے نقل لی۔ اس کے بعد تیسرا نسخہ جو

غالباً اب کتابت آصفیہ میں ہے مستعار ملا اور میری نقل کردہ کتاب کا اس سے مقابلہ کیا گیا تب تو نسخے نہایت غلط لکھے ہوئے تھے تاہم جہاں تک ممکن ہو سکا تصحیح کی گئی۔ نسخوں میں جہاں جہاں الفاظ میں اختلافات تھے بقدر ضرورت حاشیہ پر لکھ دئے گئے بہت الفاظ ایسے ملے جو تینوں نسخوں میں ایک ہی طرح لکھے ہوئے تھے اور غلط تھے وہ میرے نسخہ میں بحسنہ نقل کر دئے گئے اور ان پر استفہام کی علامت (M) لکھ دی گئی اور جہاں جہاں میرے خیال میں صحیح الفاظ معلوم ہوئے حاشیہ پر استفہام کی علامت کے ساتھ لکھ دئے گئے۔ میری اس نقل کردہ کتاب سے تبصرہ الاصطلاحات کی طباعت کراہی گئی۔

۱۶۔ مذکورہ بالا تین نسخوں میں نے نقل لی اور اس نقل سے یہ کتاب طبع کرائی گئی بعض جگہ بدیہی طور پر مضمون غلط لکھا ہوا تھا اور بعض جگہ عبارت صیرحاً الحاقی تھی تب تو منقول عنہم نسخوں میں عبارتیں چونکہ بحسنہ کچیاں تھیں اور مجھے رو و بدل کا حق نہ تھا۔ اس لئے ویسی ہی نقل کی گئیں اور طبع کرا دی گئیں لیکن ان غلطیوں اور الحاقات کو وضاحت بیان کر دینا بھی میرا فرض ہے اس لئے اس تحریر میں صراحت سے بیان کر دیتا ہوں :-

(الف) تبصرہ الاصطلاحات کے دیباچہ میں اسکی تصنیف کا سال ہندسوں میں سنہ ۱۱۰۰ اور الفاظ میں ثمانین سبعمائتہ اور زمانہ سلطان فیروز شاہ تغلق کا لکھا ہے۔ یہ سب غلط ہے۔ اس کتاب کا زیادہ تر حصہ اسماء الاسرار کے بعض حصوں کی شرح میں لکھا گیا ہے۔ سہ ہفتاد و سو م میں جس کی شرح تبصرہ الاصطلاحات کی فصل ششم میں ہے۔ حضرت مخدوم بندہ نواز نے اپنی ایک تصنیف سہی انتقامت الشریعت علی طریق الحقیقت کا حوالہ دیا ہے (صفحہ ۱۱۰)۔ اس کتاب کے دیباچہ میں وہ لکھتے ہیں "تحریر فرمایا ہے" اما بعد درین زمانہ کہ تاریخ ہجرت بمقصد نود و دو رسید (دیکھو مجموعہ یازدہ رسالہ صفحہ ۳) یعنی یہ کتاب سنہ ۹۲۰ میں تصنیف ہوئی لہذا اسماء الاسرار اس کے بعد تصنیف کی گئی عبد الغزیز بن شیرکاف قدس سرہ نے تاریخ جدیدی تذکرہ مشدی جس کا ذکر اس تحریر کے فقرہ ۳ میں کیا گیا ہے میں حضرت مخدوم تصانیف کا تفصیل سے ذکر کیا ہے اور صراحت سے بیان کیا ہے کہ کون کون کتابیں دہلی کے قیام کے زمانہ میں اور کون کون کتابیں دہلی سے گلبرگہ تک سفر کے زمانہ میں اور کون کون گلبرگہ شریف میں تصنیف کی گئیں اور اسماء الاسرار کے متعلق صاف صاف لکھا ہے کہ گلبرگہ میں تصنیف کی گئی۔ حضرت بندہ نواز سنہ ۱۱۰۰ میں گلبرگہ شریف لائے۔ لہذا اسماء الاسرار اس سال کے بعد لکھی گئی۔ لازمی طور پر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تبصرہ الاصطلاحات سنہ ۱۱۰۰ کے بعد لکھی گئی۔ کاتبوں کی قوم ابتدا سے آجتک سہواً و عمداً غلط نویسی میں ہمیشہ متاثر رہا اس قوم کو ہمیشہ اپنی اجرت سے غرض ہی اور اکثروں نے بے باکی سے قرآن پاک کی بھی غلط کتابت کرنے میں دریغ نہیں کیا۔ میرا خیال ہے کہ تبصرہ الاصطلاحات سنہ ۱۱۰۰ میں تصنیف کی گئی۔ کاتب نہایت ہمیشہ غلط لکھا کرتے تھے۔ کاتب نے سنہ ۱۱۰۰ لکھ دیا اور کسی دوسرے نے وضاحت کے لئے الفاظ میں بجائے سبع و ثمانمانہ کے ثمانین و سبعمائتہ لکھا اور ایک نسخہ سے دوسرے نسخہ میں بندہ نواز و عبارتوں نے غلط نقل ہوتی آئیں حضرت مخدوم کے گلبرگہ آنے کے وقت سلطان فیروز بہمنی کی بادشاہت تھی مصنف علیہ الرحمہ نے بادشاہ وقت کا نام صرف فیروز شاہ لکھا ہوگا۔ سنہ ۱۱۰۰ میں حضرت مخدوم اور اسکے فرزندوں کا قیام دہلی میں تھا اور اس وقت فیروز شاہ دہلی کے بادشاہ تھے۔ سنہ ۱۱۰۰ کو تصنیف کا سال صحیح سمجھ کر کتاب کے کسی پڑھنے والے نے لفظ فیروز شاہ کے بعد غلط تغلق لکھا دیا۔

اور بعد کے نسخوں میں ہی نقل ہوتا ہوا چلا آیا۔ حاصل یہ کہ ششہ اور فیروز تعلق دونوں غلط ہیں یہ کتاب یقیناً گلبرگہ شریف میں فیروز بہمنی کے زمانہ میں تصنیف کی گئی اور سنہ تصنیف (۸۰۷) سہ و تہا ماتیہ تھا۔

(ب) فصل پنجم میں (صفحہ ۹۳ از سطر اول) عبارت ہمہ صفات دوست اما از اوج کلیت سے از مطلق بانسانی تک اور دونوں رباعیان رقتہ بہ تہا شلے گل آن شمع طراز سے دوسری رباعی کے آخر مصرعہ اے میجر از حسن مقید چکنی تک مولانا جامی علیہ الرحمہ کی مشہور کتاب لواج کے لایحہ پنجم سے لفظ بلفظ نقل کی گئی ہے لیکن مولانا جامی کا نام نہیں لکھا گیا ہے اور اس کے بعد مولانا جامی کا حوالہ دیگر جہاں پہنچا مولانا جامی فرمودہ اند لواج ششم سے رباعی گرد دل تو گل گذر دل باشی نقل کر دی گئی ہے جیسا مجتہد اولیٰ نے مولانا جامی کی مدت عمر اور تاریخ و سال رحلت کے متعلق یہ اشارہ رکھے ہیں۔

سال عمر شریف ز نو دست بدیا کم بیش از شمار صداست ہاتم گفت سال رحلت او یہ جائے جامی بہشت کن گوئی ۸۹۵

حضرت سید اکبر حسینی کی وفات ۸۱۲ھ ہجری میں ہوئی مولانا جامی کی عمر اگر سو سال بھی خیال کی جائے تو او شت او کی عمر صرف چوبیس کی ہوگی اور ان کی کتاب لواج ۸۱۲ھ سے بہت بعد کی تصنیف ہے۔ اس کا ظاہر ہے کہ یہ رباعی عبارتیں اور یہ رباعیاں تبصرہ الاصلطاحا میں نکلتی ہیں۔ یا تو کسی بے بال شخص نے الحاق کر دیا یا کسی بزرگ کو تبصرہ الاصلطاحا کے مطالعہ کے وقت لواج کے مضامین اور رباعیان یاد آگئیں اور انھیں اپنی کتاب کے حاشیہ پر لکھ دیا۔ کاتب نے جب اس کتاب سے نقل لی اور ان مضامین کو نفس کتاب میں شریک کر دیا اور ایک سے دوسرے نسخے میں نقل ہوتے چلے آئے۔ دینا سخننا من القوم الظالمین۔

(ج) اسی فصل پنجم کے آخر میں (صفحہ ۹۳) یہ شعر نقل کیا گیا ہے

نظامی این چه اسرار است کز خاطر بردن داری کسے سرشش نیا اند زبان درکش زبان درکش
اس شعر کے متعلق لکھا گیا ہے کہ کنون این فصل را بر نظم سلطان العاشقین نظام الدین بادی تمام کن پھر دوبارہ
فصل دوازدهم (صفحہ ۱۵۸) میں یہ شعر نقل کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے چنانچہ خواجہ نظام الدین اولیا فرمایا۔ یہ شعر حضرت محبوب الہی
نظام الدین اولیا کا نہیں ہے بلکہ نظامی گنجوی کا ہے اور ان کی ایک غزل کے مقطع کا شعر ہے جس کا مطلع یہ ہے
شب تیرہ رہے مشکل حینت راعمان درکش زمانے رخت مستی را بخلوت گاہ جان درکش

حضرت محبوب الہی سے کوئی غزل منقول نہیں ہے اور نظامی گنجوی کی یہ غزل صوفیوں میں متداول رہی ہے اور ان کے مطبوعہ دیوان میں موجود ہے حضرت سید اکبر حسینی اسے خوب تاقف ہونگے اس لئے یہ قیاس بہ گز نہیں کیا جا سکتا کہ اس شعر کو بجائے نظامی گنجوی کے حضرت نظام الدین اولیا کی جانب منسوب کرنا اور ان کے سہولم کا نتیجہ تھا قیاس ہی ہو سکتا ہے کہ کسی خوش عقیدہ مکرنا و آتف شخص سے ناواقفگی میں یہ تحریف واقع ہوئی۔

۱۶ حضرت مخدوم سید اکبر حسینی قدس سرہ کی یہ پہلی تصنیف ہے جو طبع کی گئی اور ہمارے نہایت مکرم اور عزیز دوست نواب مولوی عبدحمید صاحب
صوبہ گلبرگہ شریف نظامیوں کے صوبہ بری کے زمانہ میں کتب خانہ رضتین کی جانب سے شائع کی گئی میں محترم و مکرم مولانا حافظ قاری محمد حامد
صدیقی صاحب فیروز نیات گلبرگہ کالج و معتمد کمیٹی کتب خانہ رضتین کا شاعر اور مؤلف اس کتاب کی طباعت اشاعت کے اہتمامی
مراحل میں میری مدد فرمائی جزا اہل خیر الجزاء دینا تقبل صنا انک انت السميع العليم و صل وسلم و بارک علی بلیک و
رسولک سیدنا و مولانا و شفیعنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔ خاکسار
سید عطاء حسین

الربیع الاول ۱۳۶۵ھ لکھنؤ چیدر آباد دکن

تَبْصِرَةٌ وَذِكْرٌ لِكُلِّ عَبْدٍ مُنِيبٍ

کتاب مستطاب

تبصرة الاصطلاحات الصوفية

از تصانیف

حضرت سید السادات قدوة السالکین زبدة الواصلین مخدوم

سید اکبر حسین المعروف به سید پیر

قدس الشکره العزیز

خلف الصدق و فرزند اکبر

حضرت سلطان العرفاء الکاملین امام الاولیاء الواصلین مخدوم

سید محمد حسین کیسودراز خواجه بنده از

رحمة اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقید وادہ صفیہ و صحیفہ مصحف عذار شاہد معنی بہ نقطہ خال بیار است تا مرغان
لاہوتی را در دام تا سوتی در آورد و تیراے معرفت جلال و جمال و ذات مطلق در عالم
خیال بصفات مقید ذرات کاینات را بہ مثل نمود و صلوات بروح خلاصہ
موجودات و زبدہ کاینات کہ از چشمہ آب حیات انا من نور اللہ و المؤمنون
من نورہی فرمود صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

و در و افرادان بعد و اقطار باران و ریگ بیابان نثار مرقد منور و مشہد معطر
بہ غیرے کہ با وجود علم اولین و آخرین بذات بہ انظارش مکشوف بود در عالم طلب
از حضرت عزت طالب زیادتی علم شد کہ رَبِّ نَرَسُ فِیْ عِلْمًا علماء امت برگزیدہ را
مخاطب بخطاب الشیخ فی قومہ کا لنبی فی امتہ ساخت تا بصیقل جد واجتہاد و زنگ
شکر و ضلالت و نیزنگ الحاد و معصیت از آئینہ سینہ الذین طغوا فی البلاد فاکتفوا
فیہا الفساد محو گروانید اللہ وصل وسلم و بارک علی سیدنا محمد و علی آلہ و اتبائہ
الی یوم الدین قال اللہ تعالی و من خلقنا امة یحکمون بالحق و بہ یعدون۔
قال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اصحابی کالنجوم یا یصراقتد بتم اھتد بتم
قال اللہ تعالی ان الذی فوض علیک القرآن لو اذک الی معاد۔

بدانکہ این ستر عاشقان است ہر ستر را معنی خواستہ اند تا ہم سیرت صوفیان

و اہل دلان رامونس باشد و خاطر ایشان بدین مجموعہ جمع گردد و وساوس شیطانی و بولوس
 نفسانی باز گرداند و سوسے تفکر خلق ربانی و محامد نیردانی شوق انگیزد و سخنہائے عشق
 آمیز فاسمع و النزم ایھا المصامع ما قلنا کتبی لذاین و ناچار است کہ ازین سخنہائے
 وحدانیت ہر روز مطالعہ سازی بلکہ در شب تیرہ زیرا کہ آن شب دیجور و تار کہ تو از یار و قوادار
 و ولد ارغخوار جدا مانی و آن شب بر تو گران شود در آن وقت این کلمات مولیٰ شوی
 می آزد کہ چون امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ را پرسیدند کہ این روزگار بگذرد و این طایفہ
 روے سر بر پرودہ تواری کند ما چه کنیم فرمودند ہر روز چیزے سخنہائے عشق آمیز و کلمہ صوفیان بخوانید
 پس ایشان و روے ساختند و شیخ فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ در لفظ طمی آزد کہ اہل غفلت
 را مواظبت این ورد عین قرص دیدہ ام شاید دل بہ آن زاویہ ورود مائل شود لہذا چندان
 تشریت زہر آمیز مصابرت در بہت نوشتیدہ و در خلوت خانہ راز بادل از مشکین عذار
 روزگار گردانیدہ و در بندگشاوہ و زنجیر مسلمان دلیند جان پیوند و پیکر خوش منظر اور و بصر
 و شفای روح المضطر نعم المحدث دقت نمودہ بتا علی ذلک بوقت مشغولی از رضا و
 ہدایت آن قطب الانطاب امام العارفين جامع الاسرار اولین عمدہ احرار الآخین و
 آن واقف اسرار سبحانی و آن عالم اسرار نیردانی و آن مالک ملک ولایت و آن شمع راہ
 ہدایت و آن بادشاہ دین و دیانت و آن معمد لہائے ویران و آن ہمنفس رحیم و حمان
 و آن اولاد مصطفیٰ نائب مرتضیٰ و آن استاد اسلماء مرشد الصلحا و مربی العرفا و آن
 شہباز لامکان و ہمراز سبحان و بحر عرفان و آن سین مفضلات فرقیانی و موضح اشارت
 قرانی و واقف رموز کلام ربانی و مطلع غوامض اسرار نیردانی و آن منظر معجزات قبول
 و آن ستر و جہر قبول قطب المشایخ سرور سروران سرقران از برگزیدہ حضرت بی نیانہ
 خواجہ صدر الدین ابوالفتح الولی الاکبر الصادق جعفر الثانی محمد اکھمی کہ در روز
 قدس الشریعہ العزیزہ رحمۃ اللہ علیہ و علی اولادہ الکریمین بالزباد و العباد و الایاتہ العزیزہ

إلى الصواب والرشاد قدس الله روحه بانوار جلاله وجمالہ چون از معظم مواهب باب
ذوالنوال واز فضل عطایای معطی جزیل الافضال تعالت آلاہ و نوالت نعماء کہ
بادشاہ گیتی پناہ سلیمان جاہ سلطان دین پرور فتح آثار سکندر ظفر شعار محی مراسم دین و
دولت معین معالم ملک ملت آفتاب رافت او پر ہمکنان تافتہ و جہان بیان در سایہ
عاطفت او شتافتہ ہمت بر ہیج مآرب جہان بیان داشتہ بارایت ملک علم افرختہ
دوینار اوسیلہ دین ساختہ علم را در زمان ہیون اور و ارجے علمار اور در عہد ہاپون او
ابہا جے طبع یافتہ کہ ہر بایے از علم آینه و فکر صائب او باہر جنبے نہر آویختہ کہ شعاع نور
عالی حضرت خورشید طلعت عدالت و ستگاہ عالی پناہ سایہ لطف الہ مالک قلب الامم
مرجع صناید عربی و عجمی باسط بساط الامن و الامان نامشر مناشرا بحود و الاحسان ماحی
آثار الکفر بجمادہ قاطع رسوم الفجور بقوت سیفہ و سدادہ طراز رایت ظفر آیت انسا
فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا وَنَقَشْنَا لَكَ فَوْقَ مَا مَشَى وَنَقَشْنَا لَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيمًا
محب السادات و العلماء منظر الاسماء الحسنی و معجز کلمات اللہ العلیا المودین عند اللہ
المنصور بنصر اللہ المتعان لخلق اللہ المستعین بعنايت اللہ ابوالمظفر سلطان
قیر و زینشاہ تغلق خلد اللہ ظلالمہ و اجلال سلطنتہ و عم البرایامن موجودہ و کرمہ و رافتہ بنا
بر آنکہ عالی حضرت و تعظیم او امر وہی و اعلام معالم دین و مراسم یقین بقاع و مساجد
و تربیت سادات و علما جمیلہ مرعی میداشت و ہمت عالی بترویج مذہب سنت و جماعت
میگماشت و اکثر اوقات شرفش با وجود کثرت مشاغل امور مملکت صرف اتحاد صحبت
علما و مباحثہ علمی میشد کہ در ششہ شانین سبعماتہ من الهجرة النبویة المصطفویہ
این قلیل البضاعت چنین گوید کہ کمینہ بندگان و واپس ترین خدمتگاران و کمترین
فرزندان آن قطب الاقطاب فقیر حقیر اضعف العباد محمد اکبر المشہور سید پڑہ بن
محمد الحنفی کسپو و راز خالصہ اللہ من سطوات فراعیت الغنوم و صدایات عقارب الہوم

باطن سقیم و طبع نامستقیم و کربت عذاب الیم باولے از اعدا ش زمانہ بدو نیم کہ رنج و الم و مکان
درد و غم بجان رسید و جان درین کلبہ احزان دست در دامن دارد و ہر لخطہ باولے
خوناب و جان پر تاب و در چشم ہزار قطرہ آب بندے الاموات بیباع فاشترہ فہذہ
العیش بالآخر فی روضہ

بیت

تا با ز روم پیش اجل گامے چند
کو قوت پائیکہ مرا گیر دوست
اما جز ارادت کمال و محبت حال خلاصہ محال است اللہم اهدنا الصراط المستقیم رباعی
عشق تو ز ہر نخبہ بھرے خالی نیت
درد تو ز ہر بے بھرے خالی نیت
ہر چند کہ من خلق جہان میں گرم
سوداے تو از بیح سر خالی نیت
چونکہ در فراق مجبور بودم چنانچہ بیمار در باطن تخیل تکرار فکر را تکیہ سینہ خود ساختہ ناگاہ
جلاب رحمت و حلقش چکاند اصاب و اوصاب و اوسر ابطو الاجرم بر صحیفہ شروع کردم
کہ در بیان اصطلاحات اہل معانی کہ در اشعار و رموزات این طایفہ آمدہ است و
انہ ہر این معانی عشق و ظہور حقایق و آثار و قایق در ہر مرتبہ چوست و در کتاب اسماء الالہیہ
از تصنیف بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ اشکالات عظیم است بجز ارشاد مرشد واضح نمیشود
باین معنی آنچه شنیدہ بودم و در ان چند سہر ہا ترجمہ بحسب حال مبرا کردم بر حکم مکاشفہ و توافق
امر عمل در خود اسے عزیز ہر معنی مناسب حوالہ ارادت غیبی بر صوفیان وارد میشود
فاما معنی از اغیار مخفی است و آنہا کہ اہل دل اند معانی حقایق و وقایق الہی خبر دارند
بر این کلمہ الفاظ تکلم میکردند و اگر رموزات اصطلاحات درین رسالہ بیان میکنم ذوقے
ولدتے خواہد شد لیکن مختصر نوشتہ ام کہ فائدہ معلوم شدن مشقت نمیکند از دیدن معنی
این رسالہ را تبصرۃ الاصطلاحات صوفیان نام داشتہ کہ اسم ہامی باشد بدوازہ
فصل اتمام میرسانم انشاء اللہ تعالی ملتس از مکلام اخلاق و محاسن اشفاق آنت
کہ چون بدین معانی شوق انگیز اطلاع یا پدید بعین رضا ملحوظ نظر کیس یا اثر گردانند و اگر

برسہوے مطلع شوند ذیل عفو و اغماض بروے اصلاح برسانند و غرض کہ دریا است
 کہ ساحل ندارد و آب عرفا بے است کہ پایان ندارد پس کجا قدرت دارم کہ این رموزات بزرگان
 ظاہر کنم مگر بحمت قطب الاقطاب عاشق شہباز عارف سرفراز جامع الحقیقت
 و المجاز حضرت بندگی مخدوم گیسو و راز رحمتہ اللہ علیہ میشود و ما توفیقنی الی اللہ - وَهُوَ حَسْبِي
 وَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَىٰ خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ أَجْمَعِينَ -

فہرست نذر رسالہ

فصل اول - در بیان فرمودگی بزرگان کہ کلام صوفیہ بحضور مردم غیر اعتقادی منع دارند
 بدین مشابہت درین فصل بیان موی حضرت علیہا السلام است و بوقت مشغولی از رضاے
 خواجگان چشت است بمنہ و کریمہ -

فصل دوم - در بیان عشق کہ حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ در کتاب سمرچند نوع
 عشق واضح کرده اند آن سمر درین فصل مشتمل است مع ترجمہ -

فصل سوم - در بیان سمر کہ حضرت بندگی مخدوم قدس سرہ در ان سمر چہل و نہم و یکروز
 چنین اتفاق افتاد و آلے طولے و عرضے او ما شاء اللہ تا چہ قدر باشد الی آخرہ
 فرمودہ اند این سمر را چند شرح شدہ است تا اصل بیشتر و باین معنی بفہم خود بر حکم رضا ترجمہ
 نوشتہ شد بمنہ و کریمہ -

فصل چہارم - کہ حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ حروف مقطعات در کتاب سمر
 مثبت کردہ اند در ان یک سمر شاید یعنی باشد الی آخرہ فرمودہ اند بحسب خود ترجمہ
 نوشتہ شد تا عزیزان فایده گیرند

فصل پنجم - در بیان کلمات شیخ محی الدین اعرابی کہ حضرت بندگی مخدوم قدس سرہ
 بر کلمات شیخ اعراض نمودہ اند آن کلمات در کتبہاے حضرت بندگی مخدوم قدس سرہ

فی محلها بود آنرا جمع کرده در یک محل سوالات و جوابات کرده نوشته شد کہ بر کلمات شیخ
اعتراضات چه سبب آن یک سمر مع ترجمہ نوشتہ شد و دیگر بیان کلمات در اصطلاح لغوی
فصل ششم۔ در بیان شطیحات اولیا اللہ کہ حال وارد میشود بوقت سکر کلام میفرماید
آنرا مع سوالات و جوابات نوشتہ ام باین مشابہت کلمات محققان تمثیل کثیر آورده شد
درین فصل واضح کرده نوشتہ ام۔

فصل ہفتم۔ در بیان کلمات اولیا اللہ کہ حال وارد میشود بوقت سکر کلام میفرماید
این را مشابہت داده بیان کرده شد۔

فصل ہشتم۔ در بیان تجلی درین یک سمر مع ترجمہ نوشتہ ام۔

فصل نہم۔ در بیان رخ و خارہ و کفر حقیقی بحسب حال خود ترجمہ نوشتہ ام۔

فصل دہم۔ در بیان توبہ و بیان سالک مجذوب و مجذوب سالک بندگی
مخدوم در تمثیل آورده اند در ان یک سمر است کہ طالبان شناختن مقام را برین
نوع واضح است آن سمر مع ترجمہ

فصل یازدہم۔ در بیان انسان کہ شناختن عالم صغیر و کبیر

فصل دوازدهم۔ در بیان متفرقات حسب آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم باصطلاح
صوفیان نوشتہ شد۔

واللہ علیم حکیم ومن عبد نفسه از دائرہ ادب تجاوز کرده نہ نوشتہ ام
بلکہ بوقت مشغولی رفقاے حضرت قطبی قدس سرہ گرفته ہر چه تعریفات و سخنهاے مرشدان
باشد از کتبہاے ماسلف کشیدہ فی محلہ مثال آورده ام کہ طالبان را در یک محل روشن
شود چنانچہ الانسان سری و اناسرک است انسان سرمن است و سرمن صفت
من است و صفت من از من جدا نیست فافہم و اعلمنم۔

فصل اول

در بیان فرمودگی بزرگان که کلام صوفیه بجنور مردم غیر اعتقادی منع دارند زیرا که اگر رموز از اسرار محققان و موصدان بشنوند طاقت نیارند به ادراک معانی نمیرسند بخيال محال عناد نهند مخالف شرع گویند و کسیکه علما بانند و صاحب صدق اند بر کلام محققان اعتقاد میکنند و یقین دانند که کلام محققان ظاهراً و باطناً و حقیقاً دارد و اگر ظاهراً ادراک نمیشود اعتقاد میکنند و کلام او شان به او شان بسیار ندر خود از دائرہ ادب تجاوز نمیکند و کسیکه محرم عشق نیند با محرمان حضرت باری تعالی کار نمی دارند و آنچه محرمان در زمان جذبات حق کاشف اسرار باشند هر چه از علم الیقین و حق الیقین بگویند عوام الناس در آن فهم نمیکنند دلیل و تاویل آن ندانند زان معنی اصطفاً صلی اللہ علیہ وسلم فرمود لکلموا الناس علی قدر عقولہم بنا بران بزرگان فرموده اند اگر طالب صادق مرید و اصیل عرض میکند باید گفت و اگر نه پیش دیگران بیان کردن خصیت نیست كما قال علیہ السلام من صرح بالتوحید فقتله اولی من احياء غیرہ

بیت

حدیث دوست با دشمن چه گوئی که هرگز مدعی محرم نباشد

اے درویش اسرار عارفان عارفان دانند قوله تعالی انک لا تحب مدئی من ائحبت
و انک الله یهدی من یشاء الی صراط المستقیم

اگر خداے زبده نباشدش خوشنود شفاعت همه پیغمبران ندارد سود

اما سبب تصنیف کردن این رساله این است که بعد از مدت در گوشه خلوت

عزالت بطریق شغل از سیران فواجگان حشت استخاره کرده مشغول شدم ناگاه این بیت

کریمہ در استخارہ خواندم قولہ تعالیٰ وَلَا تَطِبُّ وَلَا يَاسِي إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ بعدہ
از ان واقعہ آمدہ مصحف گزینتم وگفتم الہی بجز خود معنی اسرار الفاظ حضرت سیدگی مخدوم قدس
مرا کشف فرما برین مصحف بچشم سوم سرسبز صفحہ اول این آیت بیرون آمد قولہ تعالیٰ فَوَجَدَا
عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِمَّا نَدَّ نَا عَلِمًا معنی این
آیت محققان چنین میگویند کہ جز مشاہدہ ام الکتاب معنی این آیت حل نمیشود و رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا
ام الکتاب یکے است وَعَلَّمْنَاهُ مِمَّا نَدَّ نَا مبین است وَعَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا گفتم تا معلوم
گردد کہ درین پرودہ خضر بان بسیار است کہ در محل جلوه اسرار اند موسیٰ علیہ السلام از و طلب
ارشاد کرد و قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَيَّ أَنْ تَعَلِّمَنِي مِمَّا عَلَّمْتَ رُسُلًا خضر گفت من
طاعت روئے طریقت و تو سلامت توے شریعت صحبت مرا چون خواہی لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا
از و این برہان است بعلم عنایت چون از سر اوقات اورا لَنْ تَرَائِيْ جَوَابًا بود خضر بدان
نفی اثبات کرد یعنی خضر گفت روش آن بعلم شریعت است و آن بہ پے نسبت دار و آن
چنانکہ پے روندگان است و صد و معین و آن صوم و صلوة و زکوٰۃ و حج و مانند آن در روش
من بعلم طریقت است و آن نسبت نہ بہ پے دار و قد احاط بكل شیء علمًا مبین دایجا بہ پے
پیدا نیست کہ کشتی بر آب روندہ در امتحاب شب را نتوان یافت آر کے شحمہ نزنند و آنجا کہ بہ
پے پیدا نیست متابعت و پیروی چون درست افتد و کيفَ تَصْبِرُ عَلَيَّ مَا لَمْ تُحِطْ بِهَا
یعنی نظر من تا ام الکتاب کشادہ اند و محو و اثبات بدست داوہ اند علم او از خود لوح محفوظ برد
است در الواح چون گنج من سمک کشف حکم و توافق امر عمل در خود آن علم است ترا موافق ننماید
در حال مخالف شوی و انکار آری چون بر دل تو نقوشش امر و نواہی شرع پیدا آمد و است
و نفس تو در گفتگوے آما میدہ است تو حکم چون قبول کنی و کيفَ تَصْبِرُ عَلَيَّ مَا لَمْ تُحِطْ بِهَا
خبر اصبر توانی کرد و ترا از احاطت آن خبر نئے و بدن سوداے طریقت گذرنے بیسی علیہ السلام
صدق ارادت نمود و گفت فَإِنْ أَتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ أَحَدٌ تَلْكَ صِنْدُ

م خضر یا
۶ اند

ت بام

دگر یعنی اگر میخواهی متابع روش من باشی سوال منقطع کنی که امور طریقت برونده بعمل
 مجال بنماید و تو هر زمان از جهل خود سوال میکنی و وقت من شوریده شود و چو آن وقت رسید
 بگویم و زنگار طبیعت از آئینه دل تو بشویم و این در ارادت اصلی قوی است طالب ا
 باید که زبان از سوال منقطع کند و در احوال مرشد تصرف نکند که عمل در خور دست اگر
 در دیده احوال کثری نماید کثری در چشم خویش تصور کند و آنرا راست داند از دایره ادب
 تجاوز نکند چنانچه گویند

بیت

نه در سخن بحث کردن و است خطای بزرگان گرفتن خطا است

تا چون برین ارادت صحبت کند مرشد بدان امر را مکتوف سازد و بدان علم موصوف
 گرداند چون ارادت بدین شرایط مشروط باشد خضر روش طریقت پیدا کرد و در
 شریعت راستی ساخت سه گام در سه گام نهاد و کقوله تعالی *فَاذْهَبْ لَهَا نَحْوُهَا* اذاکبیا
فِي السَّفِينَةِ خَسْرًا لَهَا الْاِيْت درین معنی لطیفه امیت و درین روش عقل عقیده
 امیت و این هر دو سدر راه سالک اند تا ازین نگذرد و پرده صورتی ندرند صد و
 طریقت بنا نتوان نهاد و راه بگنج حقیقت نتوان کشاد و سوراخ کردن کشتی اشارت
 به استغراق عقل است و کشتن کودک عبارت از استهلاک نفس است *قوله تعالی*
اِذِ الْاِيْتِ اَعْلَمًا فَقَتَلَهُ قَالَ اَقْتَلْتَنِي نَفْسًا كَرِيمَةً بَغَيْرِ نَفْسٍ تا آیت چون هر دو
 میسر شدند صد و طریقت ضرورت دیوار اشارت بدین معنی *فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا*
يُؤْتِيكَ اَنْ يَنْقُضَ وَاَقَامَهُ اینجا معلوم میشود که این سفینه و غلام تمثیل عقل نفس
 او بود چون چشم مهتر موسی علیه السلام حکم از بنود او را از ان امر مخالف نمود و انکار پیش
 آورد و دست را بوجوب فراق کرد و گفت یا خضر چرا اینین کردی خضر علیه السلام گفت
هَذَا اِقْرَابٌ بَيْنِي وَبَيْنَكَ و این حدود طریقت از ظاهر طور شریعت بیرون است
 عمل بر ظاهر نتوان کرد پس طالب را باید که بر اقوال بزرگان اعتراض و انکار نباید کرد

تا مفارقت حقیقی ننماید و معنی عالمکرم بالسمع والطاعة بر لوج دل ثبت کند به این نشانی
در مثنوی ذکر کرده شد۔

عزیز ابر سر اقرار میباش
مشایخ را مثنو منکر از ایشان
کرامات مشایخ صدق میدان
چنانچه انبیاء را معجزه است
زمن بشتوالا اے تیکدوش
تو آنا صدقنا همین خوان
برون از ظلمت انکار میباش
مثنوی بے بهره زان گردی پشیمان
هر آنچه اولیا گویند حق دان
همین دان اولیا را منزه است
هر آن نقلی کنز ایشان آید پیش
رها کن اعتراض و حق میدان

نگ مبرده

بدان اے عزیز هر گاه که موسی پیغمبر مرسل صلوة اللہ علیہ صاحب کتاب و صاحب
شریعت صاحب معجزه طاقت صحبت حضرت اہل طریقت نداشت دلیل و تاویل کشتن
کودک و سوراخ کردن کشتی درست کردن دیوار فہم نشد و در کار ہاے حضرت علیہ السلام
اعتراض آورد و غرض آن بود کہ اہل ظاہری سخن اہل باطنی نمی شناسند کہ ہر چه در علم
معقول نوشتہ باشد بر آن اعتقاد دارند و مقصود خود میدانند و اہل حقایق سخن کشف
دارند در علم معقول و منقول اطلاع نمی شوند و ہر چه اہل حقایق سخن گویند اما آنرا وجہ باطنی
بموافق شرع بودہ باشد زیرا کہ موسی علی تبینا و علیہ السلام نبی مرسل بود اورا کار ہاے
حضرت حضرت کشف نبود اما حکم باری تعالی است کہ این اخبار را وحی نفرستاد چرا
کہ سخن محققان مقدم داشت لیکن این سخن در حق نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
است کہ اول ولایت میرسد یعنی کشف شود بعد چہل سال وحی می آید رسالت اللہ شد
چرا کہ ولایت از اینجا تا آنجا میرود و نبوت از آنجا تا بہ اینجا می آید ہایت است و
ولایت بجز مشقت نمیرسد چنانچہ حضرت قطبی قدس اللہ سرہ در کتاب سمر فرمودہ اند کہ
ولایت افضل از نبوت است ولایت چنانچہ در بر و نبوت چنانچہ بر در بچند توجیہ بیان فرمودہ اند

کے راغرض افتد در سحر بہ بیند و اگر کسے بچہل خود در میان حقایق فہم نمیکند و نیل و تاویل نمیداند
 بہ اعتراض پیش آید عجیب است کہ کشف حقایق مہرہن شود۔ و در اصطلاحات محققان کہ
 کلام و پیروی محققان طالب عین مقصود خود اعتقاد بکنند کہ توجیہ کلام اللہ در اصطلاحات
 این معنی گویند ازینجا تپاس بکن کہ قولہ تعالیٰ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا** اے یا ر قلب ہند
 سراسر **الَّذِينَ** اشارت **آمَنُوا** بشارت یعنی آسے تن بخدمت او آسے دل بقربت
 او آسے سر بشاہدہ او آسے غافل تو رسول خدا را شناختہ باشی کما قال اللہ تعالیٰ **وَتَرَاهُمْ**
يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ گفت اللہ تعالیٰ اے محمد می بینی تو ایشانرا وہی
 بیند و نمیدانند ایشان ترا و حال این است کہ چنانچہ حق دین است ہچنان نہی بیند وہی
 دانند و دانستن او را حق نور اللہ است و بر اسے اثبات این نور حق تعالیٰ میفرماید **قُلْ**
قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ذکر کتاب را و نور محمد را بیک صورت باز
 آور و کہ قولہ تعالیٰ **وَاتَّبِعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ** محمد را نور خوانند و کتاب انیز
 و متبع را ہم نور خوانند **نُورٌ عَلَى نُورٍ** این معنی است **اہل تہلیلہ** قرآن را نہی بیند و معانی
 حقایق کشف نمیکند و این قرآن دال بر آن است کہ آن در منزلہ قلب تصور بکن پس
 روح را در قلب طلب نمودن شرط است زیرا کہ آن مدلول درین دال بر آنست و آن غیر مخلوق

القرآن کلام غیر مخلوق بر خوان

عروس چہرہ قرآن نقاب آنگاہ بکشاید کہ دار الملک ایمان را مجر و بیند از غوغا

و ہچنان از محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و کتے و پائے و صورتے کہ میدیدند نہ آن محمد است

و راسے آن رحمن است تنش و صورتش را شکل و مثل میدان بر غیر مخلوق چنانچہ در ہر

کتاب عبارت ہچنین است **اہل قرآن اہل اللہ یقولون** محقق اصحابیم کہ در سفر فانی است

صفر

دہرہ کتب این لفظ ہچنین است بسین ہلکہ لیکن از بیاق عبار معلوم میشود کہ این لفظ صفر است

میرا حک کن اثر باقی را از میان بردار احمد احد گرد و انسان سر می و انا سر کا۔
 قاضی عین القضاات میفرماید کہ شہباز عشق در غلو نگاہ فرودیت کان اللہ لم
 یکن معہ شیء بود نامے نہ داشت زیرا کہ نام برائے امتیاز باشد کہ یکے را از دوم جدا کند و دوم
 نہ پس عشق بہ نظارہ جمال خود قبا و کلاہ از جامہ دار خانہ جبروت در بر کرد چیزے بود چیزے
 دیگر نمود یعنی حضرت احدیت در نسبت ہویت کہ بیچ اعتبارے در ان حضرت کنجے نے و
 ہمان ذات مطلق او گفتہ بود لا بشرط شیء فیہ در فرودیت خود کہ کان اللہ ولہ یکن معہ
 شیء از تعینات اجمالی و تفصیلی نیز از من صفت متاثرہ نام برودہ میستود زیرا کہ اسم از برائے
 امتیاز و دومی باشد چون در ہمہ وجود و رویدہ شہود جز یک شہوریت استثنیت کجا باشد
 پس ازین ذات مطلق او گفت کہ کنت کنزاً مخفیاً میخواست کہ جمال بے مثل خود ہمانہ
 کند متلبس بہ لباس جبروتی قبائے ظہور در بر کرد و کلاہ شہود بر سر نہاد و کمر اراوت
 در میان بست و از کتم عدم ممکن غیب در فضاے بحرے ظہور ظاہر شد کہ کنت کنزاً
 مخفیاً فاحیبت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف ازینجا نام برودہ شد و دو اسم
 باد و وصف ظاہر شدند یکے را احدیت و دوم را وحدت گفتند و در احدیت صفت مطلق
 ظاہر شد و در وحدت نیز اجمالی شد و اللہ علیم حکیم۔

فصل دوم

در بیان عشق۔ بدان اے عزیز میگویند کہ معشوق بہر لحظہ و ہر لمحہ از در کجہ عشق ہر صفتے
 با عاشق رو سے نماید و عین عاشق از پر تو رو سے او بہر لحظہ و لمحہ و شنائی دیگر کسب
 کند جہاںش پیش عرضہ و ہر عشق غالب تر آید و ہر چند عشق مستولی گردد و جمال خوبتر نماید
 و یگانگی بیشتر بود تا عاشق از جفاے معشوق است و معشوق را قہرے و لطفے است
 گاہ شراب لطف بہ عاشقان در جام قہر و بند و گاہ شراب قہر بہ صنادقان در جام

لطف چنانند تا هر چه به قهر محو شد به لطف اثبات دهد زیرا که اگر عشق حلیه تمثیل نداشته
 بر آئینه از لطف کمال و خوب ظرافت او همه روندگان و همیان نشندند از آن جهت
 تمثیل بهر لحظه و لمحہ جالے دیگر و حسنے نیکو افزون نماید۔ اللہ جمیل و محب الجمال۔ چون تمثیل
 در تمثیل بمقامے رسد ہفتاد ہزار صورت برو عرض میکنند قتمثل لها بشر اسویا چنانچہ

۶۶
 علم شریعت و شریعت

حضرت بندگی مخدوم در کتاب سمر این رباعی نوشته اند

رباعی
 جاے خوروم صفا ندارد . یارے کر دم و ن ندارد

ریشے رستت بہ نگر دو . دروے دارم دو ان ندارد

زیرا کہ محبت آن نیست کہ در تحریر و تقریر گنجد فی الضرورت اہل محبت را ذکر کردہ
 اند تا ہر کسے بقدر خویش داند و شرط محبت عبودیت محب است و اقتضائے

محبت اقوال و اعمال است و نتیجہ این ہر دو احوال آنست کہ قولہ تعالیٰ نَسُوْنَ
 یَا بَیَّ اَللّٰہِ بِقَوْلِهِمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗ اِذْ لَیَّ عَلَی الْمُوْمِنِیْنَ اَعِزَّةٌ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ معنی این است

اے مومنان ہر کہ از شما از دین خویش مرتد شود از اسلام سوے کفر باز گردد و ارتداد
 از ایشان سلمان دیگر را زیان ندارد زیرا کہ بعد مرتد شدن ایشان خداے قوسے دیگر

را آرد کہ دوست دارد ایشان را و ایشان اورا دوست دارند حقوق اورا بجان و تن
 بجا آرند و تو اضع کنندہ و مہربانی نہایندہ باشند بر مومنان غالبان و قویان باشند بر

فرقہ کافران۔ و در ذکر اَعِزَّةٌ بعد ذکر اِذْ لَیَّ عَلَی الْمُوْمِنِیْنَ تکمیل است چہ اِذْ لَیَّ
 عَلَی الْمُوْمِنِیْنَ ہم انداشت کہ ذلت اضطراری بود ذکر اَعِزَّةٌ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ آرد

رفع این وہم کرد بقول محقق یُحِبُّوْنَہٗ وَ یُحِبُّوْنَہٗ عجب خوش کلام است زیرا کہ
 ہاے یُحِبُّوْنَہٗ راجعہ الی الذات دون النعوت و الصفات زہے محبت

خاص کہ رابط ذات بذات است۔ اہل محبت و اہل معرفت شناسند۔
 و در تذکرۃ الاولیاء است کہ خواجہ سری سقطی قدس اللہ سرہ گفت در کتاب

منزلہ است کہ حق تعالیٰ فرمود کہ اسے بندہ مومن چون ذکر من بر تو غالب شود من عاشق تو شوم پس معلوم میشود کہ حب و محبت و عشق را معنی یکے باشد کہ قایم است بذات حق سبحانہ و تعالیٰ ازلی وابدی است۔

و دیگر آنت کہ خلق حادث آفریده و عشق را بہ اعتبار تجلیات و صفات مراتب است حضرت قطبی قدس اللہ سرہ بیان آن مراتب در کسمر فرمودہ اند کہ عشق مصدر است گاہ بمعنی خویش بود یعنی دوستی و گاہ بمعنی اسم فاعل یعنی دوستی دارندہ و گاہ بمعنی اسم مفعول یعنی دوست داشتہ شدہ و در مرتبہ دوستی خود بخود ہر سہ جمع است۔ مصرع عاشق و معشوق و عشق اینجائیے است

اما در بیان عاشق و معشوق عشق است یعنی صرف ذات کیکہ خود را ذائے ذات کرد و بعدہ عاشق و معشوق یکے شود چنانچہ گفتہ اند العشق ہوا لذات و المعشوق ہوا الصفات و العاشق ہوا الاسماء عشق را دو صفت است یکے جلالی است دوم جمالی است چون جمالییت ظاہر شود عاشق و معشوق را برنگ یکدگر بگردانند و لباس عاریتی از سرایتان بکشند و خلعت صفات در پوشانند و ندادند و بند کہ بی سیمع و بی بصیرتی یمنطق۔ و چون نظر جمالییت ظاہر کرد عاشق و معشوق را ناچیز گردانند از مقام کبریائی ندادند و بند لمن الملک ابوء اللہ الواحی القحطار و چون عاشق در طلب عشق بواسطہ معشوق مشغول شود سہ چیز باید تا در طلب درست آید ولیکن تا واقف علم این سہ چیز نباشد اورا طلب رود شود یعنی از حسن کنیا احسان و یا ویراے ہر دو کند یعنی بصورت و معنی لیکن بصورت محتاج منظر گردد و کن جمیل من جمال اللہ و اگر بمعنی طلب محتاج دل گردد زیرا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در شب عراج فرمان شد دع نضاک فتعالیٰ پس تا از خود بیرون نیاید بخدا نرسد بجز صرف ذات در راہ او شدہ عشق حاصل نباشد فافہم و اغتفر۔

اکتون بپشتنودریان عشق حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سرور در اسماء الاسرار
کتاب سمر بیان عشق فرموده اند در ان طالبان راحل شدن مشکل میگردد به این معنی
بفهم خود ترجمه نوشته ام۔

۳۳ قول عشق مرغ ازل است یعنی صفتی است که اورا فیض نام است
اما بعضی محققان ذات اللہ هم گفته اند لیکن سخن اول ادب است غرض آنست که عشق
را مثل مرغ داده اند بغیر از رضا الہی آسایش ندارد قولہ اینجا مسافرانه آمد است
یعنی فیض او تا قیامت باقی است منقطع نشود می گویند کہ عشق در عالم ظاہر بر طریق مسافرانه
آمده قصد وطن اصلی قومی دارد و اینجا جویان مرکب است برہر کہ سواری کرد او عاجز گشت
و یا جان داد چنانچہ مسافر می آید و میرود۔ و مرغ ازل است یعنی ذات اللہ است و
ہمیشہ دوستی خانہ خود کہ آن ایمان است دارد و ہمارہ حب الوطن من الایمان
رو سے پمراجعت دارد و چنانچہ مردی است مڑوے از آتش محبت عشق از عالم بیچون
و بیچگون برخواست گرد تمام عالم گشت کہے را ستر ادر آن ندید و لایق آن نشاخت باز
مراجعت نمود پمکر اصل برقت زیرا کہ ذات و صفات آثار عالم را بقطع اصفاقت این آمد
الحادث ان اقرن بالقادم لہ سابق لہ اثر قولہ تعالیٰ قَسْبُحَنَ الَّذِیْ بَدَا
مَلَكُوتَ كُلِّ شَیْءٍ وَ اَلْمِیْمِ تَرْجَعُونَ یعنی پاک است آن خدا کے کہ بدست اوست
باطن و دل ہر کائنات و سکوزات اوست باز گشت ہر ممکنات زیرا کہ ملکوت ہر چیزیکہ
باطن او است و آن تحت قدرت حق سبحانہ و تعالیٰ است۔ قولہ سمد کار و تکرار
یعنی التذکار ذکر الشئی ہرگز بعد آخری و تکرار عطف تفسیری اوست درینجا مراد
عشق تکرار تجلیات است کہ تجلی را یک حال نیست گاہ جمالی است گاہ جلالی است۔
قولہ ماکل شئی یرجع الی اصلہ در مقرر خود قرار یابد و قتیکہ نفس از تزکیہ و تخلیہ
نطفی شود رجوع بطرف اصل کند چونکہ عشق ازلی است رجوع باصل است چنانچہ

خواجہ منصور طلاج فرمودہ است اکثر ہاک عمایو حدک الموحدون مقرر است۔
 میگویند کہ منصور طلاج خواجہ جنید را پرسید توحید چیست جنید رضی اللہ عنہ فرمود قطع
 نسبت و اضافات از ذات مثال منصور بطریق اشکار گفت خدایا من ترا ازین توحید
 منزہ و پاک میدارم یعنی این توحید چیزے نیست قولہ عشق مرغے است در ہوائے
 خود پر و چون عشق حب ذاتی است بہ ارادت الہی تعلق دارد آن بے علتی و بے سببی
 است ہوائے خود پریدن ہمین معنی است کہ بہ ارادت خویش است و چون تعلق اوبا
 ہر دو موجود است از ان معنی عشق این چنین مرغ نام یافت کہ خود بخود پر و بخود می خود
 نشیند و بنشاندن کسی نہ نشیند بغیر از رضاے الہی آشنائش ندارد فی الجملہ در حین
 کسی نیست صفت تجلی ذاتی دارد یفعل اللہ ہایشاء ف یحکمہ ہایرئیا فافہم
 قولہ بقید و امے صید نگر و و وہ دانہ و آبے سر فرود نیار و یعنی از عالم اطلاق
 عشق است و اجمال در عالم تقید و تفصیل نگذرد کہ وارے عالم نسبت و اضافات است
 از انکہ استغنائے کلی دارد۔ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتَ الْفَقْرَاءُ ایںست
 لَا اَشْکَاکَ سِرّاً قَاطِئاً مَخْنُوماً نَمْرُوتاً کَہْمِیْنِ ایںست یعنی ما را حاجت بعد از اکل
 و شرب نیست شمارا بدین حاجت است الصَّمَمُ اَنْ مَہْتَرِکَ کہ اورا بہ طعام
 و شراب حاجت نباشد و ہمہ خلق نیاز بدو دارند و اورا یکسے حاجت نیست این نیز
 صفت معشوق دارد کہ غیور است چنانچہ یحشہم و یحبونہ است این بیت
 بہر حال است

بیت

از ان مرغ بردانہ آید گمے بقیدے و دامنے نہ افتد گمے

قولہ او مرغے است کہ بے پروبال پر و یعنی تعلقات عشق بے واسطہ است

ن آشنائش

و ہوائے آشنائے ندارد و قدرتے است صفت عشق مرغ لامکان است

ازین معنی کہ بہر شوق و بال بہت می پر و چنانچہ گویند

بیت

موشک پران کہ بہت پرو ورنہ کہ ویداست پروبال او

یعنی این موش پران گلیری را گویند بہ بہت و صدق خود میپرد اما پروبال ندارد و صفت
عشق مرغ آشیائی ہواندار و ازین جہت کہ دوستی نشین معین ندارد ہر جا کہ فرش
در آید آنجا مقام گیر و چنانچہ شعراست

شعر

تعالی لیس یوجد فی مکان ولم یوجد مکان عندہ خالی

یعنی اللہ تعالیٰ را در ہیچ مکانے معین و وقتے معین نیابند و نیز ہیچ مکانے و زمانے
خالی از و تعالیٰ نباشد۔ قولہ ”او صعوہ است کہ نشین معین ندارد و در ہر آشیائی
از و نشانی باشد“ یعنی صعوہ جانورے است خورد کہ چشم او بسے خوب بینماید کہ او
را در عرف ممولانا مند در ہنگام آبی پیدا میشود و لفظ ”او“ ضمیر است عاید سوے عشق و صفت
عشق ہر آشیائی از و نشانی باشد یعنی در ہر تنے و قالب اثر عشق پیدا باشد یا
عاشق یا معشوق

نقالبے

بیت

آن چیز نباشد کہ دران چیز نباشد و ان نیز نباشد کہ دران چیز نباشد

یعنی ہیچ چیز از علوی و سفلی نیست کہ صفت خداے تعالیٰ دران نیست و این ہم نیست
کہ او دران چیز حال باشد یا نباشد بلکہ یقین است کہ در ہر صفیے صنعت او باشد و جزاے
او چہ کم آید انما الوساء الوساء است۔ قولہ ”واو طایرے است در فضاے
لاہوت پرو و چیز بد آنجا پروبال گستراند و خفض الجناح ہما بنجا کند“ یعنی فضاے
لاہوت اشارت بہ ذات است عبارت از مرتبہ واحدیت است و واحدیت بوو
نا بود انسان است۔ دیگر جا از کلام حضرت قطبی قدس اللہ سرہ معلوم می شود میفرماید
کہ این مرتبہ را خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ جمع و تفرقہ گفتہ اند و بعضے فتاویٰ گویند۔
قولہ ”در جبروت اورا گشت گاہے“ باشد یعنی ستریکہ در جبروت است گشت گاہ
اوست و جبروت اشارت بصفت جمال و جلال است یعنی در صفت عظمت

وجلال عشق مجال دارد۔ قولہ "گشت تماشاے او در صحراے قدس بود یعنی این

مقام الہی است عبارت از مرتبہ وراء الورا است و صفت قدس طہارت و پاکی
بعده عشق ظہور خود کند نہ مقام لوث و حرام یکے از نشان ہمیں است کہ عاشق بگناہ
نباشد اگر شد فاسق است نہ عاشق چنانچہ در مجاز عارفے گفته است بیت

نظر آنانکہ نگیرند برین مشتے خاک
الحق انصاف تو ان کرد کہ صفا نظر اند

یعنی مشتے خاک معشوقان مجازی اند ہر کہ در دنیا نگرند او صاحب نظر نباشد چنانکہ

گویند

یک لحظہ ز شہوت داری خیز
تا بنشیند ہزار شاہد پیش

فانہم و اغتند۔ "ملکوت خود گذر کہہ اوست اختلاف تردد و ہما بخا

کند یعنی عالم ملکوت در زیر اوست و روز پران میگردد و اختلاف تردد ہما بخا میکند

یعنی آمد و شد در عالم ملکوت کہ کمال مراتب ظہور است و نہایت مقام شہود است۔

وجہ دیگر۔ میگویند کہ ملکوت عبارت از بطون است یعنی روح جمادی و نباتی و حیوانی

و نفسانی و علوی و نفس ناطقہ ازین حیثیت کہ تعلق ربوبیت با ربوب است زیرا کہ این

بطون قرار گاہ اونیست بلکہ قرار گاہ اولاہوت است چنانچہ بالا گذشت و بطون دیگر

کہ نسبت برب العالمین دارد قطع نظر از تعلق آن با ربوب آنرا فیض قدسی در روح

اعظم خوانند این نیز از یکے مخلوقات اوست ہمیں گفتن خرج من بین جلالہ و جمالہ

دلیل حدوت او کند این روح با عزتے بر سالک روندہ تجلی کند سالک گاہ تجلی اور اجز

خدا نداد از آنچه در تمثلات روح صفت فدائی در ویابد فتمثل لها بشراً سوياً چنانچہ

حضرت بندگی مخدوم قدس سرہ عجب خوش سخن فرمودہ اند کہ اگر درین کار آئی دانی

بچستی اللہ اطمننا و امر شدنا۔ قولہ "با این ہمہ بابنیہ انسان کارے ارد

یعنی بہ این استغنائی و بے نیازی عشق با قلب آدم کارے دارد کہ با دیگران کارا و

از آنکه انسان منظر خاص ذات جنسی و نسبتی در رابطه تمام دارد و در جامعیت صفت

جلال و جمال بر حکم لما خلقت بیّنات چی چنانچه گویند

حسن خویش از روی خوبان آشکارا کرد پیش چشم عاشقان خود را تهاشکارا کرد

بعده از غایت نور کن جمیل من جمال الله تعالی هر ذره را بنور جمال خود بسیار است یعنی

وجودی و شهودی و ادوات عشق ظهور آمد - قوله همین عشق گفته است الانسان

بنیان الرب یعنی انسان بنیاد تو عشق ازلی است بر حکم ان الله خلق ادم علی

بنیات

صورتی زیرا که صورت جمال مراتب معانی است و نهایت درجات ظهور است

لما اراد الله ان يظهر الذات خلق ادم یعنی هر گاه که حق تعالی ظهور ذات خود خواست

آدم و آدمیان را آفرید در ایشان نور تجلی خود کرد و دیگر بنیان الرب ازین باشد که

منظر ربوبیت بر وجه کمال است كما قال النبی صلی الله علیه و آله وسلم بنی الامم

علی خمسة اوجه اخص اینست شهادت کلمه و اقام الصلوة و ایتاء الزکوة و صوم

رمضان و حج البیت من استطاع الیہ سبیلا لیکن عشق را ظهور در انسان بر وجه

کمال است چنانچه خواجه حافظ فرموده اند

دوش دیدم که ملائک در میخانه زدند گل آدم بسر شتند و به پیمان زدن

قوله اگر عشق را صورتی بودی جز صورت انسان نبود میگویند که حق

ممکنات را ظهوری نیست مگر بصورت جزئیت و واجب الوجود لا نهایت است

منزه است از صورتی که لذک عشق که صفت اوست منزه است از ان نه او

جزئی نه او کلی است زیرا چه لازم است که عشق بر صورت انسان معین که حق سبحانه

و تعالی منزه است قدرت او به اوست فاما این قدر نیست که انسان منظر جمیع

صفات اوست هم ازینجا گفته اند خلق آدم علی صورته - قوله عشق مشاطه

بر حسان و ملاح است یعنی نگارنده و آراینده اوست به اقتضای حجابی

واپدی حسن طبع از وی یافته است و با آنکه عشق با خدا عاشق و معشوق است و مصدر موجودات است۔ قولہ عشق قرین ہر مسا و صباح است چون ظهور ہر چیز پر اقتصار سے ذاتی حب ازلی واپدی پیدا شد شب و روز قرین عشق باشد ہیچ روزے و شبے نیاید کہ عشق باوے پیوند ندارد و چنانچہ مخموم افسر سے الیہ من حبلی الو مرید ہین تمثیل یافته است۔ قولہ عشق شراب صاف را جام است یعنی شراب صاف محبت است و جذبہ حق را منظر تمام است کہ عارف را از خویش می برد چون مست شد از خود می برد این را در اصطلاح ہوش نامند و عشق ازین رو کہ واسطہ معرفت و محبت است جام نام یافت کہ در جام معرفت صاف پاک نوشیدہ ہوش از ان یافتہ با یار خود بعدے وصالے تصور کردہ شود چنانچہ خواجہ حافظ فرمود۔

بیت

ما در پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم
اسے بخیر ز لذت شرب مدام ما

کے صرف

قولہ عشق درو تہ ماندہ رامستی تمام است یعنی خصوص سر جو ش حرف لفظ نام است و در تہ ماندے لذتے و ذوقے عام است۔ و دیگر محققان مراد میدارند کہ تجلی بر دو وجه است یکے تجلی ذات بقدر عارف آن تجلی شراب صاف است کہ ہیچ شبہ نیست مثال ماہتاب در شب تار یکے چنان بر می آید کہ صاف مینماید ازین رو بمرادیت است در ان تجلی سبحان اللہ و ہوا الحق باید گفت و آن سکر بھو آید حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میفرماید ما عرفناک حق معرفتک دوم تجلی کہ در تہ ماندے بظہور گنج مخفی است کہ فیض قدسی گویند این مرتبہ واحدیت است کہ ترک خود بیند یعنی خود را خدا بنید کلام سکر است کہ التوحید قطع الاضافات و الحادث اذا قرن بالقد یعلم بیوت لہ اثر ازین عبارت باشد کہ سبحانی ما اعظم شانی و لیس فی جبتی سوی اللہ و انا الحق ازین درو در زبان آمد و این نیز عین مقصود است کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گفتہ اند انا محمد بلامیم

احداست فافهم۔ قولہ "عشق بت پرستان را پیشواور رہنما است" یعنی عشق
عاشقان را ہادی و مرشد است از انکہ بہ فاعل حقیقی آشناست معشوق از ویو
و عاشق از ویکلد چنانچہ گفته شد

بیت

اے عشق چه چیزی کہ معنان از توبہ لافند اسم تو پرستند ز عین تو معانند
یعنی اے عشق بگو بر من تا حقیقت تو چیست از انکہ عالم و کافر از وجود تو در لاف و
ظلمات اند اما نام تو میداند ذات ترا نمی شناسد اشارت بدان قول باشد
العشق هو الذات و اگر صفت مخلوق مراد داریم ظاہر است کہ بت پرستان
عاشق اند و بت معشوقان و عشق کہ صفت عاشق است بت پرستے شد رہنما آمد
اگر از روی محبت عاشق بت پرستی نمیکند از یعنی خیال معشوق نمیرود چنانچہ بحسب
حال این محل گفته اند

بیت

دل راز عشق چند ملامت کنم کہ بیچ این بت پرست کہنہ مسلمان نمیشود
و بت کہ معشوق بہ اقتضای سری است کہ مجبول بران است این نیز رہنماے
عاشق شد بسوسے خویش۔ قولہ "عشق ز ابدان و عابدان را قبلہ کہ ایشان
است" یعنی زہد ز ابدان و عبادت عابدان بواسطہ عشق شد از انکہ عشق ذات
منظر اسما و صفات است حاصل آنست کہ عشق صفت خدائی دارد بیچ ذرہ از ذرات
علوی و سفلی از و خالی نہ بلکہ توأم ہمہ بدوست و بہ فیض او است کہ در انسان ظہور
کرده۔ فالعرف قولہ "عشق مالک ہر دو جہان است" مراد از عشق حضرت
حق باشد بہ قرینہ زیر کہ کسے مصاحب عشق شد تجلی بر حکم آمد او مالک ہر دو جہان است
چنانچہ الانسان سری و انا سرہ۔ قولہ "مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ" براے
تفصیل و بیان است یعنی این سخن را بیانی شافی و تفصیلی وافی است کہ خداوند
روز جزا و جزا بر حسب حسات و سیات باشد پس تفصیل و بیان آمد۔ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ

ذَرَّتْ خَيْرًا لِّرَبِّهِ وَمَنْ يَفْعَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ كَيْفَ يَأْتِيهِ ذَاتُ عَشَقِ
 شد او مالک دین و دنیا باشد اما در تفصیل و بیان آوردن ظهور عشق ذات حاصل شد
 فاعرف - قوله "عشق سر تسلیم و رضا است" یعنی عشق را از مقام تسلیم و رضا گویند
 بر عاشق راست است اما این تسلیم و رضانه بلکه تسلیم رضائے معاملات است این از
 آثار مقام فراق و وصال است که خاصه مقام محبت است چنانچه حضرت محمد و هم قدس سره
 نوشته اند

بیت

کشتگان خنجر تسلیم را
 هر زمان از غیب جان دیگر است

این صفت عاشق است یعنی عاشق عداوت را هر وقتے تجلی جلال و جمال از دید بازید
 می نماید این جان را از غیب گویند اما شرط بر عاشق آنست که تسلیم خنجر کشته میشود و او را جان
 یعنی تجلی از غیب دیگر به دیگر نوع می نماید چنانچه شیخ سعدی میفرماید

بیت

عاشقان کشتگان معشوق اند
 بر نیاید ز کشتگان آواز

عشق را ذات اللدین سبب گفته اند فافهم - قوله "عشق طلب راقدم و
 روش است" یعنی طالبان را پاسه رواست و دستگیر است که عشق چشم بینا و گوش
 شنوا و زبان گویا است اینجام را از عشق بدان هر دو معنی در روش عطف تفسیری قدم
 است باید که در طلب عشق قدم در روش خواجه جان خود کند بعد از عشق او را هدایت میکند -
 قوله "عشق شیر پیشه عرفان است عشق خواجه جهان است" یعنی عشق
 شیر فضائے معرفت است و پنگ صحرائے احدیت است اول ما خلق الله
 العشق همین بیان است و خواجه جهان حضرت محمدی را خطاب و مقام است یعنی
 عشق متصرف تمام عالم هر چه در و خیر و شر همه از تصرفات عشق است که از قبل تمثیل
 است کسی که این نوع تجلی عرفان دارد و خواجه جهان باشد - قوله "عشق سلطان
 مالک الرقاب ضابطه جهان است" از آنکه چون او متصرف خواجه جهان باشد

این افعال ضرورت باشد تا اورا این اسم درست آید چنانچہ گویند:

سلطان عشق خیمہ بہ صحرایا اگر زند ملک وجود را ہمہ زیر و زبر کند

یعنی عشق اگر خرگاہ تلوور خود بر عالم آشکارا کند ہمہ موجودات زافرو و بالا اگر و اند بیج

چیز بر صفت خود نماید زیر و زبر کردن لازم و ملزوم سلطان است و نواختن و گداختن و

بر آوردن و فرود و زیدن کمینہ شیوہ صاحب زبان است۔ قولہ "عشق میرایہ

روے خوبان است" یعنی عشق دلربائی خوب رویان و محبوبان است لبتو اگر

ازین عشق صفت خالق مجازی دارند می شاید کہ المجاز قظرتہ الحقیقت و حسن و خوبی

عبادت از تناسب اعضا است و قبح عبارت از عدم تناسب اعضا است و این

ہر دو صفت خلق است نہ صفت خالق تعالی عن ذلک علواً کبیرا و رابطہ عشق با خوبی

ظاہر است از کلام حضرت مخدوم قدس سرہ فی محلہ جائے گفتہ اند کہ حسن و عشق تو امانند

یعنی ہمہ یکے اند لیکن گاہ باشد کہ یکے عاشق کسے شود کہ در نظر دیگر حسن پیدا شود اما در نظر

عاشق چیزے نماید کہ احسن است و آن چیزیکہ در خوب و زشت رہا بندہ دلہا است

آنرا اجمال نامند چنانچہ گویند

درائے حسن در روئے تو چیزیت نمیداند کسے کا نرا چہ نام است

یعنی حسن او در بیان نمی آید ان اللہا جمیل و سبح الجمال۔ قولہ "بسیار چہ گویم

عشق ہم این ابیت ہم آن است" یعنی عشق ہم صفت خالق دارد و ہم صفت

مخلوق و ہم پیرایہ عاشق و ہم پیرایہ معشوق و اللہ من و رانہو محیط و یا آنکہ معنی ہم

ایست و ہم آنست" یعنی ہم خداے است و ہم بندہ از آنکہ بندہ قائم بوجود او است

علاحدہ وجود ندارد و غیر او و عین او نہ بہ و جہے عین و بہ و جہے غیر پس ہم این و ہم آن

و نہ این و نہ آن مقرر شد الان کما کان فانہم۔ قولہ "قائل ہو عین الاشیا

ہم ازین بیان ماورگمان است" یعنی عشق مبداء و معاد ہمہ موجودات است و عشق

ظاہر و باطن ہمہ کائنات است اما وجہ وجہ ہمان اول اوست نہ این و نہ آن
 هو الاول هو الآخر هو الظاهر هو الباطن و غرض حضرت قطبی قدس اللہ سرہ کہ قائل
 باند تعالیٰ "هو عين الاشياء" گفته است اشارت بر دیگران کرده انشاء اللہ تعالیٰ
 در فصل پنجم فی محلہ ذکر کرده آید۔ قولہ "عشق علمای را حجت و سلطان است"
 یعنی طایفہ علمای کہ حجتا و ولیہا بنا بر مصلحت کنند۔ در علم اصول و فروع اصل آن ہمہ عشق
 است عشق در محل تصرف کردند و اصل دلیل شریعت و حقیقت ہمہ در قرآن است
 ہر کس را در ان مراتب اطلاع نیست اگر شود بجز ہدایت نیست چنانچہ حضرت
 بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ فرمودہ اند فقیہ صوفی و شریف سنی تا در است خود
 منکہ محمد حسینی شریف سنی فقیہ صوفی ام و حق سبحانہ و تعالیٰ و صف قرآن میکنند
 چنانچہ "وَلَا رَطْبٌ وَلَا يَابِسٌ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ"۔ قولہ "عشق جان جہاں
 است عشق جان جان است" یعنی عشق جان جان است این عشق صفت
 اللہ رحمن است چنانچہ لولاک لما خلقت الافلاک این بیان ہم اذان جہاں
 است۔ وجہ دیگر آنست کہ جان عبارت از باطن است و باطن حق آن حب
 ذاتی کہ در مرتبہ لاہوت است لا یعلم تا ویلہ الاہو زیرا کہ مراد از جان نخست
 مطلق است و مطلق متصرف بود سوے کمال و مراد از جان جہاں مملکت را مرتب
 اعلیٰ است بر نسبت ادنی و مراد جان جان نہایت ہمہ بطون سوے ہویت غیب است
 چنانچہ حضرت قطبی قدس اللہ سرہ در آخر می نویسد کہ خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ
 میگوید کہ النہایت هو الرجوع الی البذلایت پس بدایت آنست کہ رب العالمین
 است و نہایت این است کہ کل شئی یرجع الی اصلہ۔ قولہ "عشق نہ آن
 است کہ من و تو گویم فلان و بہ ہمان است" یعنی عشق در بیان من و تو
 در نیاید تا بگویم کہ عشق قائل است و یا مخلوق و حادث است یا قدیم و صانع

است یا مصنوع یا ذات اللہ۔ قولہ "عشق تیغ است عشق نیام است" یعنی در مرتبه اول ولایت تیغ است کہ بجز صرف ذات فہم نہیں شود کہ من عرف اللہ کل لسانہ و در مرتبه دوم نبوت کہ ہدایت است من عرف اللہ طال لسانہ پس ہمان مشقت مرتبہ ولایت است و حضرت بندگی مخدوم قدس سرہ در کسر نوشتہ اند کہ اول درجہ ولایت آخر مرتبہ نبوت بچند تمثیلاً ہا نمودہ اند شکو بیان کردہ اند کہ سیرا حاجت افتد در کتاب اسماء الاسرار مطلع شود در محل بقدر حال نوشتہم اگر تمام نویسم ترجمہ سم شود و رسالہ طویل مینماید و امر رضا بود و آنچه مشکلا راجل کردہ ام بہ تزکیہ قلب رفتہ است نہ پنداری کہ در تزکیہ نفسانی نبشتہ آمدہ است و آما بنعمتہ ربک فحادثا اے محراب است۔ قولہ "عشق صیاد است عشق صید است عشق دام است" یعنی عشق گاہے بصورت صیاد بر آید جان عشاق صید کند و عشق بصورت صید و شکار بر آید و نیز عشق بصورت دام بر آید و بصورت دانه شود و گفتمہ اند محققان ما سلف کہ عشق شراب و جام است عشق نہ پنختہ نہ خام است

صیاد ہمو صید ہمو دانه ہمو ساقی و مے و حریف و پیمانہ ہمو بقول محقق عشق را از عشقیہ گوفتہ اند نام درخت عشقیہ است بزبان ہندی سمند سوک میگویند بیل است بر درخت سوار میشود و عجب خاصیت دارد کہ بر ہر درخت سوار میشود و او را خشک میکند خود تر و تازہ میباشد خاصیت عشق بہین است این کہ سیرا سلم با شد استفہام است بمعنی نفی یعنی این عشق کہ بیان کردیم ہر کسے را سلم نیست الا ماشاء اللہ۔ قولہ "عشق ابلیس را شیطان است" یعنی عشق شیطان ہذا شیطان کرد و غیر معشوق را سجده کرد و نداد پس رد کرد و در عشق رد و قبول را اعتبار نے نیست اگر رد کند ہم عاشق است و گر قبول کند

ہم عاشق است و دیگر قواعد اصطلاح یعنی شیطان
اسم فاعل است مشق از شیطنت و آن عبارت از بے فرمانی و استکبار و اغوا
و این صفت ابلیس و امثال اوست میگویند کہ اورا شیطان نامند و عشق را شیطان
گفتن اعتبار کہ عشق مقتضی شیطنت است در باب ابلیس شیطنت مقتضای اوست
پس این اسناد مجازی باشد اینجائی عشق بصفحت جلال است و شیطنت عبارت از
بعد نیز آمده است۔ قولہ ”عشق آدم را رحیم و رحمن است“ یعنی اگر مراد عشق ذات
دارند درست کہ اسناد رحیم و رحمن سوے او حقیقی است و اگر صفت او دارند اسناد مجازی
است اینجائی عشق بصفحت لطیف زیرا کہ عشق بصفحت آدم رحمت ظهور کرد از ان
توبہ او قبول شد و دیگر آدم را در جنت تنہائی شد از ان حق سبحانہ و تعالی رحیم و رحمانیت
کرده حواری فرید کہ قولہ تعالی ان اللہ خلق آدم علی صورۃ اے رحمت رحمانیت
بہتر است۔ قولہ ”عشق بے نشان است“ یعنی عشق را نشانے معین نیست بلکہ
تجدد امثال لازمہ حال آن بے مثال است از آنکہ از عالم بیچون و بیچگونہ نشان از کجا
باشد مگر آنکہ فانی فی اللہ و باقی باللہ شود۔ قولہ ”عشق را ہر جا کہ جوی چہ میگذرد چہ
مصطوبہ چہ کعبہ عریان است“ یعنی آشکارا است بر تہہ خویش و پنهان است۔

بیت

او باہمہ در عیان و چشم ہمہ کور
او باہمہ در حدیث و گوش ہمہ کر
و چند مشغولی تمثیل عشق در کتبہاے حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ است اینجائی
بحسب حال مشابہت بود نوشتہم
ابیات
آن سبز قبا کی چومہ پارہ بر آمد
امثال درین خرقہ زنگار بر آمد
آن ترک کہ آن سال بیغاش بدیدی
اینست کہ امسال عرب را بر آمد
آن یار ہمانست اگر جامہ دگر کرو
او جامہ دگر کرد و دگر بار بر آمد

آن بادہ بہانست اگر شیشہ دگر کرو
 گفتار رہا کن و نگر ز آئینہ غیب
 بنگر کہ چه خوش بر سر خار بر آمد
 کین شیشہ اشکال ز گفتار بر آمد
 قولہ "عشق شہید را تیغ بران است" یعنی عشق شہید را بصورت شمشیر می آید
 و می کشد این را تجلی جلال گویند قہر و لطف صفت اوست۔ قولہ "عشق گردش
 سنان است" یعنی عشق تعلق بگردش نیزہ و تیغ بکار داشت ہم بہ اعتبار تعلق
 عشق را قرار نیست۔ قولہ "عشق بر رخسار آزاد سوار چالاک جوان است"
 یعنی رخسار نام اسپ است عشق را تمثیل داده اند کہ عشق بر اسپ ارادت سوار است و
 عشق سوارے جوانے دارد

شہسوار آمد بہ میدان گوی چو گان باہتین
 کیت با سلطان عالم روے میدان باہتین
 قولہ "عشق صورتے ندارد و در ہر صورتے و ہیئتے پیدا و پنهان است" یعنی عشق
 در صورتے معین و مشخص ندارد و از آنکہ صورت پذیر عالم حدشان است و عشق با عالم قدیم ندیم
 و زمان است بلکہ در ہر صورت و اشکال نہان و آشکار است و تجلی او بہ ہر مظهرے پیدا و
 پنهان است کہ قولہ تعالیٰ "اَیْنَما لُوْا فَاثَمَّ وَجْہُ اللّٰهِ" پس ہر جا کہ روے آرد
 آنجا ذات صفت است۔ قولہ "عشق را عظیم شان است" از آنہا کہ در طاقت
 بشر نباشد بلکہ آن کار از کار ہا بے خدای است پس شان عظیم است۔ قولہ "چہ گویم
 عشق بہان است و بیرون از ان است" یعنی چہ زبان کنم در تحریر تقریر بکنجد
 ہر چہ گویم عین آن است و غیر کن است میگویند کہ بہ اعتبار تجلی عشق بہان است
 ناما او بہ مراتب گنج مخفی است و بیرون از ان است کہ او را تجلی بہ مرتبہ در اولی است
 و چہ گویم ہمین اعتماد کہ اورا نہایت نیست پس عشق را مقید و مطلق ہوا نیست از آنکہ
 ذات اللہ است نہایت ندارد۔ قولہ "عشق بہان افسانہ فیل و عمیان است"
 یعنی عشق چون تمثیل فیل است کہ در شہر کوران آمد ہر یکے خود بہ استدلال عشق چیزے

گفتند قیل تیعین آن بود و نه غیر آن بود چنانچه انا عند ظن عبدی بلی عین عیان
 است یعنی من نزد گمان بنده متم با من هر چونکه مرا گمان بر دو قریب و بعید یا عین و یا
 غیر عجب افسانه است۔ قوله "مجدالدین بغدادی از راه دیوانگی و سرافرازی
 از عشق با زمی خوش اشارت فرموده و اشاره او مارا بر دیده و جان است"
 یعنی در بیان عشق اشارت خوش فرموده است که نشان سرازل داده است اما این
 سخن عالی مجذوب و سالک نیست زیرا که سخن ایشان به طریق الہام است تا بغير مجرے
 را بدان راه نشاند بعد در راه اضطرابی کرده این رباعی زبان خواجہ مجدالدین
 رحمۃ اللہ علیہ اشارت آورد و در خاطر بود کہ حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ در کتاب
 سمر سالک مجذوب بچهار قسم آورده تمثیل داده بیان نیکو کرده اند درین محل مینویسم
 اما در فصل ہشتم بیشتر خواهد آمد باین معنی نہ نوشتیم تا تکرار نیفتد۔ قوله **بمیت**
 و سرازل طعمہ ابدال شود این جملہ قیل و قال پامال شود
 ہم مفتی شرع را جگر خون گردد ہم خواجہ عقل را زبان لال شود
 یعنی اگر عشق ازلی را ابدال بداند پس این شرایع و احکام اسلام صبا و امنثور اگر رود و
 مفتی شریعت را از درد عشق جگر تمام خون شود و صاحب عقل را ہم زبان کند گردد و هیچ
 روایتی ازین نگوید بلکه مبہوت بماند۔ و دیگر معنی این را خاطر می آید بہ نظر حضرت بندگی
 مخدوم قدس سرہ کشف کرد کہ سرازل گنج مخفی را گویند کہ در خزانه او گنج سر با بسیار اند
 طعمہ ابدال شود یعنی سرازل غذای عاشقان گردد زیرا کہ سر خاصہ براس انسان عاشقان
 است و این عالم بیچون و بیچگونه است معروف بوزاء الورا است میگویند کہ طعمہ غذا
 است و غذا چیزی است کہ تمام وجود اکل را احاطت کند و بدان غذا وجود را قوتی
 پیدا شود ہر گاہ کہ سرازل عاشق را بدین مرتبہ رساند من عرف اللہ کل لسانہ اثبات

عہ در ہر کتب لفظ "کر" است غالباً گردہ شود است

شود پس ہر آئینہ این آید کہ این جملہ قیل و قال ضایع گردد کہ در ستر ازل فہم شد و در ان گفتگو را چہ متلع باشد و مفتی شرح را جگر خون گردد و ہر اواز منہی آن طایفہ ہست کہ بعلم ظاہری ماندہ و العلم حجاب اللہ الاکبر چون خوانند کہ بدین علم قدم پیشتر نہند متوانند کہ حجاب اکبر در سینہ ایشان است کہ زبان در قال و قیل گفتن آرا میدہ است و این کار قطع نفس بجز کشف واضح نیست پس ہر آئینہ جگر خون گردد و عقل تمیز است بین این ششہن چون اثینیت بوجدت مضمحل گردد و خواجہ عقل را درین مرتبہ زبان لال شود کہ بیان گفتن نیاید۔ و خواجہ عبارت از آثار جلال و جمال است و اللہ من و سر ائہم و محیط مقرر است فافہم و اغتہم۔ قولہ عشق را مبداء و معادے نیست یعنی از عشق ذات اللہ مراد است قرار گاہ او کہ ابتدا و انتہا ندارد و اورا مبادی و مقاصد نیست بلکہ ہمہ مقصود کلی و مطلوب اصلی است و قرار گاہ از روے لغت جائے قرار است و او تعالی من حیث الذات و الصفات منہرہ است از جائے و قرار عبارت ازین است کہ اورا تبدیلی و تحویلی نیست بدین معنی پس بیان آن قرار این آمد کان اللہ ولم یکن معہ شیء است این مرتبہ احدیت است بیت

کما کان الآن بیند کسے کہ از خویش بے خویش گردد کسے
عشق ہم ازینجا آید و ہم بدینجا باز گردد و مبداء و معادچہ معنی دارد و راست گفته اند
الممکنات لا یتناہی یعنی عشق از عالم ازل ظاہر گردد و ہم بدان عالم راجع کل شیء یوجع
الی اصلہ مبداء و معادچہ معنی دارد و ہر دو یکے اند و عشق چنانچہ یک رشتہ باد و سر اعتبار
کن اما در حقیقت ہمان یکے است چنانچہ مناسب این محل است بیت

یکتو تو کشتی سوے و گر خدبہ خوبان من تا رضعیفم کہ گرفتار دو سویم
یعنی یک طرف تو میکشی و میگویی کہ سوے خوبان مرو و از طرف دیگر خوبان میکشد و میگویند
این طرف بیا پس مثل من مثل رشتہ باشد کہ گرفتار ہر دو طرف است عجب کار عشق است

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ وِبَيَادِهِ اسْتَأْذِنُ اَزِينِ عَدَمِ كِهْ وَلَكِنْ مَعَهُ شَيْءٌ مَيَكُونُ قَدَمِ مَراد
 است وگر نه عدم نسبت نسبت وجود است وادورای نسبت واضافات است
 راست گفته اند امکانات لایتناهی از آنکه ممکنات بذات نامتناهی قائم است
 در حقیقت وجود ندارد پس عدم متناهی ثابت شد چنانچه عبودیت در بوسیت برود
 متلازم اند الا یوجد احد هما بدون الآخر یا دایر بلا فناء و لا منوال لملكه
 این است پس چون ملک اورا زوال نباشد اورا خود بطریق اولی زوال نباشد وانه
 کلام حضرت قطبی قدس اشدره معلوم میشود که یعنی از نحی الدین ابن اعرابی و متابعان
 او که دیگر گفته که خدا را ممکن الوجود - فاما محققان چهار وجود گفته اند - یکی واجب الوجود
 دوم ممکن الوجود - سیوم مستنع الوجود - چهارم عارف الوجود - این را بیان کثیر است
 اگر تمام مینویسم دفتر میشود آنچه تعلق این محل معنی باشد جزوے نوشتیم واجب الوجود
 یعنی بقصد من العناصر ممکن الوجود جوهر و عرض - مستنع الوجود سر بهمان در عارف الوجود
 هدایت یهدی الله لتوسر به من یشاء اگر کسی ممکن الوجود خدا را را گفته اعتماد
 کرد پس اورا جوهر و عرض ثابت کرد این اعتماد و حکما است با اهل تصوف کار ندارد
 و میگویند که امکانات لایتناهی یعنی وجود ممکنات غیر متناهی است چنانچه وجود واجب
 از ممکنات صفات مراد باشد و صفات منفک نیست از ذات و ذات غیر متناهی
 پس صفات نیز بهمان رنگ گرفت و قول رئیس الطایفه حضرت خواجہ جنید بغدادی
 رضی الله عنه درست شد الحادث اذا قرن بالقدیم یولم سبق له اثر فافهم
 قوله زیرا که ممکنات این جهانی و آن جهانی در انحصار و در تعداد نیست
 اگر بر سنت هل یعلم الله سبحانه عدد الفاس هل الجنة والنار
 ترا جواب چه باشد ان الله لا یوصف بالجمال بدانکه حقایق عالم به حضرت علیه
 که موجود بالقوه است در ان مرتبه الفاس نیست چون به اذن الله تعالی از قوه

پہلے آید ہر نفسیکہ از ممکنات بر آید بقدرت و ارادت خداست و ہر چہ مقدور و مراد
 است علم خداے تعالیٰ بدو است زیرا کہ اگر با او نباشد تعلق قدرت بمقدور است اراد
 چگونه باشد اما چون اہل بہشت و دوزخ ابدی باشند انفس ایشان را انحصار نباشد
 و تمام دانستن عبارت از انحصار است انحصار اثبات و عدم انحصار نفی و اجتماع نفی
 و اثبات است اجتماع تقيضين است و آن محال است و محال تحت قدرت نیست
 لیکن ہر نفسی کہ بر آید بہ ارادت و قدرت اوست و علم بدوست زیرا کہ ایا شناختن
 حق بجانہ و تعالیٰ بعدد انفس کہ چہار وجود اند کہ چند وجود اہل جنت و چند وجود اہل دوزخ
 حاصل لایوصف بالمحال۔ وجہ دیگر آن است کہ عدد انفس و شمار وہاں اہل
 بہشت و دوزخ محال است و خدا سے را وصف بہ محال نمیکند یعنی ہر چونکہ پیدا میشود
 علم او تعالیٰ با او برابر پس عدم تنہای را ہم بہ صفت عدم تنہای میداند و متنہای را ہم صفت
 او میداند و این از امور نسبی است پس تفاوت بہ نسبت با ما شدہ نسبت او تعالیٰ
 لافہ لایتغیر بذاتہ و لافہ صفاتہ بحکومت الاکوان و بالآترہم ازین شہود
 قولہ الانسان سری و وصل لی یعنی انسان خلاصہ من بودہ من رسید قطرہ
 بہ دریا پیوست دریا شد۔ در اینجا بہ نظر حضرت قطبی قدس اللہ سرہ ہوا نق این محل
 قصیداد بہ پیشل آمد میگویی کہ چون بہشتیان در بہشت روند و دوزخیان در دوزخ حق بجا
 و تعالیٰ بہتر جبرئیل را بگوید کہ برو سلام من اہل بہشتیان را و اہل دوزخیان را برسان
 جبرئیل علیہ السلام حکم فرمان بیاید بہ بیندہ بہشتیان در بہشت نہ دوزخیان در دوزخ باز
 آید بگوید خداوند اتونیکو میدانی فرمان شود الانسان سری و وصل لی کہ در انسان سری
 است بہ آن وصال شد باقی خاک و ر خاک الان کما کان میگویی کہ وصال بدو
 طریق یکے آنکہ بہتر جبرئیل علیہ السلام تجلی شود ہمہ وجودات را بہ بقاے حق فانی بیند
 دوم آنکہ فناے حقیقی شود باز بوجود آید۔ سوال۔ اگر ترا پرسند کہ کلام مجید بدین

ناطق است وَالسَّلَفُ عَلَيَّ مِنَ التَّلْبَعِ الْهَادِي پس دوزخیان را سلام رسانیدن
 کدام وجه باشد چواسب - در خاطر می آید که وجود بهشتیان و دوزخیان من حیث من حیث
 محض است شریب اعتبار صفت کفر است و این وجود است من حیث التجلیات
 بالوحدت از ظلمت کفر بیرون است پس سلام اثبات یافت و وقت فناء حقیقی
 شود نه صفت اسلام مانده صفت کفر سلام بر دو قریب بدین جهت بود کل شیء
 یوجع الی اصله انشاء اللہ تعالیٰ در دو هم فصل کفر حقیقی و اسلام مجازی ذکر کرده آید
 وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَالیهِ الْمَرْجِعُ وَالْمَاکِبُ - قول عاشق معشوق عشق
 را یک خانه شطرنج بازی کرده است یعنی عاشق و معشوق و عشق از یک جا خوانند
 و یکجا میباشند و یکجا خوانند رفت یک از دیگری جدا نمی تواند شد میگویند شطرنج
 بازی بر سه گونه است یک آنکه در مرتبه کثرت که هر مهره به اسم خاص اسمی ظهور کرد
 اکنون پیاده را بدستگیر خود پیاده شود به آن سلاح جنگ بخمال بسیار ای چنانچه خیال
 عیان شود در تو و در آن پیاده و همچنین با هر مهره و درین حال خود را همچون مهره بدست
 غیب شناس کما قال اللہ تعالیٰ کَا مِنْ ذَا بَنَاتٍ اِلَّا هُوَ اَخِذْ بِنَاصِيَتِهِنَّ اِنَّ
 رَبِّيْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ و همچنان این خیال و عیان را بر مرتبه شاه رسان که قلب المؤمن
 عرش اللہ تعالیٰ را بر بساط وحدت دریاب و استوی را در خویش معاینه کن اینجا تجلی
 فیض قدس است در مقام جمع الجمع این مقام خلافت است که حضرت آدم علیه السلام
 سجد و ملایک شد - دوم طریق آنکه کثرت را بردار و دل بدست آید یک مهره شود بر بساط
 وحدت بر و بادشاهی کن چنانچه گویند
 یک نفس تعقید بر او رنگ زندان شده است عالم اطلاق درویشان جهلند و یگر است

ن بیارای

بیت

۵۴ این مصرع در هر کتب منقول عنهم همچنین است -

آرے این نیز فیض قدسی در مرتبہ جمع چون کار بر تہ شہ مات رسد بساط دیگر بر انگیز و اکنون
در کثرت وحدت بازندہ است بمرتبہ دراز اور انبساط اللہ فوق اید بیہ از ان
نشان میدہند و این آنست کہ آرام ہمہ دلہا بدوست اگر طالب صادق کہ از خزاہنہا
این بساط دل بر کند و تسلیم نہد و بخانہ انبساط همچون فرزند ہمنشین شاہ گرد و یقین
است کہ مرادات روزی شود بمنہ و کرمہ۔ سیوم طریق برود است عجب حالے است
در بر و یک طرف وحدت است و دوم طرف کثرت یعنی کما مات میسر نیست کہ جمع
و تفرق بر دارد و بساط در پیچ و پیچیدین بر دو وجہ یکے آنکہ فنا کے کثرت بہ بقا کے
وحدت ہم در مرتبہ وجود رخ نماید یا آنکہ حقیقتاً معدوم گرد و چنانچہ الانسان سرعی -
وصل بی بالا گفتہ شد۔ قولہ "باشد کہ عشق ابلیس و فرعون گرد و شاید ابلیس
و آدم نماید و شاید نرید و حسین بود شاید محمد و ابو جہل گرد و از روبرا ہم را از
یک نسل برین آرد عشق بت شدہ است عشق بت پرست شدہ است
عشق بت شکن شدہ است" زیرا کہ این ہم وصف شطرنج مثال است کہ ضد
یکدیگر آمدہ است قہر و لطف پیدا از دوست عشق ابلیس و فرعون گرد و یعنی شاید
کہ بہ صفت جلال بر آید۔ شاید کہ ابلیس و آدم نماید زیرا ابلیس را کمال عشق میگویند
کہ ہمیشہ بحق تعالی فرمان برداری و سجدہ کردہ بود چون آدم علیہ السلام را آفریدہ در
بہشت آورد و بر ہمہ فرمان شد کہ سجدہ بکنید ہمہ فرشتہا فرمان برداری نمودند ابلیس
قبول نکرد و خاکی را سجدہ نخواہم کرد و فرمان آمد بکن و گرنہ مخدول خواہم کرد و باز گفت
ہر چه میخواہی بکن پس رو سیاہ کردہ مخدول گرد پس بہ بیند کہ چه عشق با حبیب
خود داشته بود کہ غیرے را در میان عشق قبول نکرد و چنانچہ پروانہ در یک ساعت
بر عشق خود جان میدہد بہ این معنی ابلیس را عشق کامل میگویند کہ جلال و جمال
را جمع کند و عند کہ در میان او و خدا کرد و گندم خورانی این ہم عشق جلوہ داری عشق بود

بہر فراق لذت وصال تمیبا شدہ این معنی آدم علیہ السلام را لذت فراق نمایندہ نوبت
بجا آورده وصال در بہشت داد۔ و شاید کہ زید و حسین بود چنانچہ در میان ایشان ضد
مشہور است کہ شروع نزاع عورت بود این ہم بہ سبب عشق است۔ و ضد ابراہیم
و آذر در قصہ ابراہیم علیہ السلام مشہور است۔ اگر ہر یک سخن را تمام قصہ مینویسیم پس قصص
میشود و خود میخواہم کہ رسالہ طویل نشود۔ و محمد و ابو جہل گرد و در این عشق تجلی جلال
است کہ ابو جہل دیگرے را در اعتقاد داخل نکرد چنانچہ ابلیس کہ آدم را سجدہ نکرد۔
بر این مثال تصور کن خاصیت عشق آن است کہ بت شود و ابلیس نماید و عشق بت
پرست و بت تراش شود و آذر نماید و عشق بت شکن شود ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام
نماید زیرا کہ بت معشوق و بت تراش عاشق اوست و ابراہیم علیہ السلام در مرتبہ
نبوت عشق بحضرت حق دار و صفت ادب باشد

خود پرستانند خوبان لاجرم بت نام یا عاشقان را ہم ازین رد نام آمد بت پرست
این ہمہ کہ گفت بہ سبب تنوع صفات است اما تنوع صفات و کثرت اسما و افعال
ذات متکثر نکند و آن عشق اکنون بر صفتی کہ پیش ازین بود و ہوا الان کما کان
صفت اوست آری ما از عالم کثرت ایم از کثرت خالی نباشیم و او تعالی را مقام
و ہمت است و ہمیشہ در و است از ان نگردد چنانچہ فرمود۔ قولہ محمد صلی اللہ علیہ
باعتشوق بسیار کشتی گرفتہ است عشق اورا بسیار بار بر زمین زدہ است
اما شویش (بہ بین) ہر بار بر خواستہ است و دستہ کشیدہ است
یعنی محمد صلی اللہ علیہ السلام در از عشق با زکرات و مرات با عشق کشتی گرفتہ و عشق بر و غالب
و خوار گردانیدہ و اللہ غالب علی افریخہ باز چون از دست اورا پاشدہ پشت
خم کردہ دو دستہا بر بازو بازو زدہ برائے کشتی ایستادہ اما شوخی او بنگرید ہر بار
کہ از زمین مذلت بر قاست بازو بازو زدہ برائے کشتی با عشق برآمد میگونیہ این

ن الغنم

بمه بیان مراتب تجلیات عشق است که آنرا نهایت نیست که الوهیت و عبودیت
 هر دو با هم اندر سبجان اللہ زبے شہیاز بساط شامانہ را پیدا نموده و اگر هنگام پہلوئی نمود
 کردا شینیت را به وحدت دست بردے نمود جز وہم و خیال مدید نہایت کار آنجا
 رسید کہ درے است سر میر نند بر نبی اللہ کشوده اندیا نہ اما بر محمد رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم تحقیق است صدق رسول اللہ کہ اولیا اللہ تا بہ آن حد نشان نمودار کرد
 عشق را تمثیل و پورہ رفتہ اند این تجلی و راہ الہی است کہ ہمت عاشق باز نہیارد
 وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ - قولہ "عشق قلاش است عشق او باش است
 عشق بت شکن و بت تراش است" یعنی عشق قلاش بیاک است آنچه خوش
 آید گوید و ہرہ موجودات لاشے و لا وجود بداند و عشق او باش پر و اسے چیزے و کسے
 ندارد و دعویٰ انی انا اللہ میکند میگویند کہ قلاشی و او باشی صفت اہل ترک را گویند
 یعنی آنہا کسے کہ از لذت و ہواے نفسی رستہ باشند ہیچ جز نفس ندارد بہمانند
 مجذوب و مجرورانہ پیشتر در فصل مجذوب مجرور ابیان خواهد آمد و بت معشوق را گویند
 و بت پرست عاشق را گویند و بت شکن و بت تراش زاہد را گویند این ہمہ آثار
 عشق است کہ این نوع از قلاشی و او باشی عشق است لیکن آن قلاشی بہ مرتبہ اقوال
 است و این بہ مرتبہ افعال فافہم - قولہ "عشق از خدا جدا نیست" زیرا کہ عشق
 صفت ذاتی است نہ اضافی پس صفت از ذات جدا نیست ہمہ اوست تمثیل
 آورده منظر آدم علیہ السلام ساختہ بر ما و شما بہانہ ساختہ لکما قال علیہ السلام العشق
 ذریضۃ علی ما خلق یعنی بر آدم علیہ السلام میگویند کہ بر اسے عشق معنی آدم باید نہ
 صورت آدم پس محققان تمثیل داده اند کہ عشق بر خالق نمیشود عشق مخلوق ہیاکن
 تا حرفے از بحر المعانی دریا بی ہما شریط آن است در عشق قدم نہادن کسے را مسلم
 است کہ با خود نباشد ترک خود گیرد و خود را از اندیشہ کونین فدائے عشق سازد

چنان نفس را که خود را خدا گوید چنانچه حضرت بندگی مخدوم قدس الشدسره میفرماید۔
 قوله "عشوق خدا است" بدانکه این لفظ را معانی مشکل است بارے ہرچہ وہ
 فہم خود بنظر حضرت قطبی قدس الشدسره می آید مینویسیم زیرا کہ این لفظ خدا نجی است
 اسم خاص است اطلاق آن بغير حق روانیست

الہ است واللہ ورحمن خداے

فكان اسماً للذات مستجمعة لجميع صفات الكمال واصل خودی است در مرتبه
 احدیت بدین معنی باشد کہ واجب الوجود موجود بنفسہ است منزہ از حدوث و
 زوال و در مرتبه واحدیت خدائی ظاہر است یعنی ظهور او گنج مخفی است چنانچہ
 لفظ خداے درین بیت حضرت قطب الاقطاب اشارت میفرماید بحسب این
 محل یاد آمد

بیت

محمد آن جو انمرد است کہ دپیری نظر باز د تعال الشدا بوالفتی خدائی را تو میثائی
 مصرعہ اول مرتبه عین الیقین و ثانی از مصراع مرتبه حق الیقین این تجلی حضرت مخدوم
 قدس الشدسره را توجیہ تام و مشاہدہ دوام است بوقت سکر فرمودہ اند و خدائی
 را تو میثائی یعنی حضرت مخدوم چنان تزکیہ نفس کردہ بودند کہ دوئی را سخن نبود
 چنان فرمانبرداری بود کہ تجلی احدیت را سر او از حضرت قطبی قدس الشدسره بودند
 بجز این چنین لایق فرمانبرداری حق تعالی کدام باشد مرتبه خود در عبارت نظم
 گفته اند۔ خدائی بمعنی خودی است کہے را خودی از تزکیہ رفت لایق خود را
 خدا گویند وَاللَّهُ عَلَيْهِ حَكِيمٌ اگر ترا پسند کہ عشق مبتدا خدا خبر و عشق مصدر
 در اول برین معنی یعنی دوست داشتن و یادوستی خدا دال است بر ذات پس اسناد
 چگونه درست باشد۔ این بر چند وجه در خاطر می آید یکی آنکہ مصدر گے بمعنی اہم
 فاعل باشد گے بمعنی اسم مفعول و اینجا ہر دو معنی است۔ اے عاشق و معشوق

حقیقی خداست و تعاییر اعتباری است و امثال این در استعمال آمده است چنانچه
حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را حبیب خدا گویند حبیب فعلی است و فعل
گفته یعنی اسم فاعل و گویا معنی اسم مفعول باشد و اینجا هر دو معنی است امی محمد مصطفی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محب و محبوب خداست قافیم و وجه دیگر آنست که گفته اند عشق
خداست یعنی ظهور آنرا میان عاشق و معشوق را بطه جنیت نیست مثبت این معنی
حکایت آنست که روزی امیر المومنین امام حسن رضی اللہ عنہ با امیر المومنین علی کرم اللہ
پرسیدند بابا ما را دوست میداری گفت آری باز پرسیدند خدا را دوست
میداری گفت آری امام حسن بوجه احسن سوال کرد و گفت در یک دل دو دوستی چون
میگنجی حضرت علی کرم اللہ وجہہ جواب فرمودند سوال ہم و جواب ہم بر تو گذاشتم جواب
امام حسن رضی اللہ فرمودند آن را بطه که با خداست محبت است و را بطه با ما است
شفقت است سید الاولیا علی کرم اللہ وجہہ نہر مبارک بوسید و گفت این سخن از شکم
فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا است نہ از پشت علی رضی اللہ عنہ در شان او این است الفاطمة
بضعة منی۔ قولہ آری عزیزاے عارفان فہم کنید کہ محمد حسینی چه بیان کرده
یعنی اید و تان فہم کنید آنچه حضرت قطبی قدس اللہ سرہ العزیز بیان عشق کرد کہ حق و حقیقت
ہمین است و جلو ہائے عشق را بمراتب گوناگون نمودار کرد کہ امام دل است کہ بداند
و کہ امام گوش است کہ بشنود و کہ امام چشم است کہ بہ بیند این تہیہ عاشقانرا باشد چنانچہ
میفرمایند۔ قولہ اما این نیز تحقیق بدانید ہر چه گفت گفت عشق در بیان
نیامدہ زیرا کہ عیانی است نہ بیانی اگر خداے در بیان آید عشق در بیان آید چنانچہ
ذات اللہ گویا بحسب حال رباعی است رباعی
عشق پوشیدہ است ہرگز کس ندیش عیان لاجہا بیہودہ تا کہے میزند اے عاشقان
ہر کس از پندار خود در عشق لاف میزند عشق از پندار عالی از جنین از چنان

یعنی عشق از عالم ملکوت است اور اہمچ کس بعین و عیان ندیدہ است اسے عاشقان
تا کہ لافہا بیفایدہ زیند کہ عشق چنین و چنان است زیرا کہ ذات اللہ بیان شان
از ہمہ پندار ہا و گمانہا خالی است و اگر عشق را بہ بنیاد پس میان شان درست باشد
و ابیات حضرت قطبی قدس اللہ سرہ ہم ازین مشابہت در کتبہاے خود نوشتہ اند کہ
عشق را بجز ہدایت نمیرسد اما در بیان ہر چہ گوید فہم خود میرساند
بمسنہ و کریمہ۔

ابیات

| | |
|---------------------------|----------------------------|
| عاشقان را بجز ہدایت نیست | دولت عشق را نہایت نیست |
| آب و گل را برو کفایت نیست | عشق حسے است از برون بشر |
| شافعی را در روایت نیست | عشق را ابو حنیفہ درس نگفت |
| چار مصحف از و یک آیت نیست | بوالعجب صورتے است صورت عشق |

بشنو کہ چہ رمز حضرت قطبی قدس اللہ سرہ فرمودہ اند یعنی ملک خداے را نہایت نیست
یاد ایہ بلا فناء و کلا زوال ملکہ و طالبان خداے را طلب از ہدایت است ہدایت
خاص آن است کہ صراط المستقیم از آن ہدایت میکنند و ہر کسے را مشکل عشق حل
میشود او میداند کہ این کار عشق جز ہدایت نیست زیرا کہ کسے را اہل عشق و محبت آفرید
اند مجذوب سالک گردانیدہ اند و مظهر ذات ساختہ اند فاما طالب میداند کہ عشق
مہم ہستی است نہ کسبھی است زیرا کہ از ان طرف ہبتہ آمدہ است نہ ازین طرف
اگر بچشم نظر نمودے کہ اجمال باشد دم در میجووندند ز ندیس بین القولین این
باشد کہ عشق عطائی و مہم ہستی در حق مجذوب سالک است کہ جذبہ مقدم بر سلوک است
و آنکہ کسبھی گویند کہ عشق در حق سالک مجذوب است کہ او از سلوک بجزبہ رسیدہ است
این عشق را عطائی نباید گفت این عشق را نہایت نیست ریاضت و مشقت دارد
و طالبان خدا را کہ مجذوب سالک اند آنرا طلب از ہدایت دارند نہ از ریاضت۔

معنی بیت دوم کہ عشق حسی الی آخرہ یعنی عشق فہمی و علمی و شعوری و بینائی و شنوائی کہ خارج از حواس خمسہ مردم است و آب و گل یعنی این جسم مردم ظاہر اور البتہ و کفایت نکند بجز ہدایت نرسد۔ و معنی بیت سوم کہ عشق را بو حنیفہ الی آخرہ یعنی عشق را بو حنیفہ کوفی درس نکرده است کہ خارج از حواس خمسہ بشری است پس امام شافعی را در بیان عشق بیخ روایت نیست اما عشق بو حنیفہ را بود کہ این چنین علم اصول فقہ و فروع آن انشا کردے کہ شب را بر یک پہلو غلطیدہ سی ہزار سئلہ پرداختے و دوم پہلو روایات آن بر ساختے این ہمہ بدولت عشق کہ مراتب امامت رسانید پس بجز ہدایت نیست کسے را نبی کرد کسے را امام و کسے را ولی ساخت چنانچہ فرماید معنی بیت چہارم بواجب صورتے الی آخرہ یعنی صورت عشق شگفت تر صورتے است کہ چہار مصحف یعنی عوالم اربعہ کہ متفرع از ذات و صفات و اسماء و افعال بہ نسبت عشق منزل او آسمان است کہ آن عالم و راہ الورا است از یک آیت او برابر نباشد چرا کہ آیات علامات و سورات و صلوات عشق را غایت و نہایت نیست و چار مصحف محققان ماسلف کثیر تمثیل آورده اند اما درین محل بہ یک تمثیل واضح کردم اگر ہمہ تمثیلہا مینویسیم رسالہ طویل میشود و قافہم و اعلمہم واللہ علیہ حکیم۔

فصل سوم

در بیان سید محمد قطب العارفین شہباز السالکین بندگی محض دوم سید محمد حسینی کیسوی و از رحمۃ اللہ علیہ در کتاب اسرار اسرار خود چہل و نہم یکروز چنین اتفاق افتاد الی آخرہ فرمودہ اند و درین کتاب تمام اسرار اسرار چند از واقعات فتوحات غیبی خود حضرت قطبی قدس اللہ سرہ آورده اند کہ درین مصلحتہا بشمار است مرطالبان حق را قاطب را اشکال پیدا است و چند شرفاً

بدین سہرا شدہ است باین معنی ہر چہ در فہم خود آمد ترجمہ و لہذا است بمقدمہ
 این سہرا آن است کہ در میان روح و دل ہم دیگر کلام شدہ است آنرا
 تشبیہ دادہ حضرت کاشف الاسرار در بیان آورده اند زیرا کہ طالب را تجلی
 شود یعنی جذبہ رسد و بعد از و تیز تیز سلوک کند مرد مختار شود یعنی وصال و فراق
 اختیار او شود و ہر نوعیکہ خواہد سیر و سلوک کند و طالبانرا ارشاد کرد کہ تو اندر چراچہ
 الطرق الی اللہ بعد دالفاس الخلائیق ثابت است و حضرت کاشف الاسرار
 چون این مقام داشتند و حاصل کردہ مالک الاحوال گشتہ بودند فرمودند کہ
 قولہ "یک روز چہنن اتفاق افتاد یعنی خواستم کہ سیر در وجود خود میکنم بجز
 کشف ذات از خود بخود نشود شروع کردم از مقام روح خود کہ دریا سے دوم است
 جبروت نامند و روح انسانی خوانند و صلیفۃ اللہ گویند کما قال اللہ تعالیٰ قُلِ السُّوْحُ
 مِنْ اَمْرِ رَبِّيٰ چہ بینم کہ قولہ "آبے طول و عرض او ماشاء اللہ تاچہ قدر باشد"
 یعنی اورا نہایت نیست زیرا کہ او عکس دریا سے اول است کہ لاہوت نام دارد ہزار
 اند ہزار سالکان درین دریا گم میشوند و صلیفہ را عین مستخلفہ میدانند و ایمان برباد میدہند
 و آنچه در کشف ذات شود ہمین دریا گم مینمایند و درآے آن نمیدانند ہم بدین سبب طولی
 و عرضی لایتناہی دیدہ میشود و مرتبہ کشف ذات و صفات خود میفرمائید و درین مقام آن
 دریا خود را قولہ "اما عمقش از گم زیادہ نیست" یعنی از دریا سے فنا اول حاصل
 است و آن عبارت از نصف اندام باشد۔ قولہ "جمع میروند" یعنی قالب
 و حقی و سر و نفوسات ثلاثہ و ارواح جمادی و نباتی و حیوانی و نفسانی و عقلی و ولایتی
 ہمہ میروند در فنا سے اول زیرا کہ دریا سے لاہوت بجز فانی فی اللہ و باقی باللہ شدہ
 آن مقام حاصل نمیشود۔ و مگر مراد شاید این باشد کہ ہمہ جمع مردان خدا سے میروند و آن
 من ہم ہستم چنانچہ خود میفرمائید۔ قولہ "یکے در ان میان من ہم ہستم" یعنی

روح انسانی من یعنی باہر جمعیت خویش کہ از دریا سے دوم سو سے دریا سے اول کہ سیر
فی اللہ میکنم۔ غرض از دریا سے جبروت بسوسے دریا سے اول لاہوت سیر میکنم۔ لاہوت
وجبروت و ملکوت و ناسوت را چہار دریا گویند دیگر بچند طریق محققان گفتہ اند۔
قولہ ایک دختر سے سالے پانزدہ ہے اونیز میان آب میرود یعنی دختر مثل
نفس مطمئنه کہ عبارت از عورت است زیرا کہ قاعدہ علم است کہ نفس را موثت سماعی
گویند تمثیل او نباشد الا بہ ضرورت کہ آن عورت برابر ما راہ لاہوت گرفتہ می آید و
بلوغت یافتہ است این فیض قدسی باشد و بہ نور سبوحی بود از عالم لاہوت نشانی
داروان متاع البیت یشبہ رب البیت مثال قریبیہ است از فناء خداے تعالی
ماندہ کہ بر سالک است تجلی و دم از الوہیت و ربوبیت زندان روح بجائے سر برآرد
سبحانی ما اعظم شافی فراید و بہ محلے سرافراز میناید برہر کی تجلی کرد اور اجز خدا ندانست
قدیم است و لیکن داغ حدوث در پیشانی اوست خراج من بین جلالہ و جمالہ
ازین بیانی میکند در فضلہ و خدائیت طیرانی دار و در تحت سلطنت نشینہ فرمودہ
است ازین بیان بسیار است کمتر نوشتہ ام رسالہ دفتر نمیشود۔ وقتیکہ نفس را
تذکیہ شود لطیف باشد لائق تجلی جلال و جمال است حضرت مخدوم قدس اللہ سر بیان
آن مراتب تر کردہ اند تمثیل دختر نمودہ اند کسیکہ ہزاران محل اندبہ شبیہ معنی روشن کردہ
اند تا پردہ شرع قائم بماند بہنہ و کریمہ۔ قولہ "تحفہ این است ماہمہ تا کہ گاہ برہنہ
ایم" یعنی بہ فناءے اول مستقیم چنانچہ پیشتر گفتہ شد کہ دریاے لاہوت مقام خود
را تا کہ گاہ برہنہ است پس باید کہ موافقت کردہ محبت میرانیم و از مخالفت تجنب
نمودہ ایم کہ من قارق الجماعت فمات میتة جاہلیة قول رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کہ در اجتماع خوف ضلالت نیست فناءے اول حاصل کردہ بقائے اول
عدست آوردہ طالب فناءے دوم و بقائے دوم شدہ میرودیم تا در دریاے وحدت

غوطه خوریم و قنایے دوم و بقایے دوم حال کنیم هر چند که پیشتر شویم غرقاب پیش می آید
جامه بالا از کمان میرودیم که انکسیر یا دس در ای عبارت از ان است. قوله آن
و حرکت را جمالی است که اگر از عکس بر تو او خلقت حورا باشد حورا جز
و دعوی خدائی نکند یعنی حورار و حانی و نفس نیز و حانی شده است و حوزا
اهل بهشت و نفس بمعنی تمثیل و حرکت که یعنی نفس مطمئنه است میگویند که نفس را
این خطاب شده یا ایتهما النفس المطمئنة ارجعنی الی ربک امر اضیة شریفة
فادخلنی فی عبدی و ادخلنی جنتی یعنی بادل و روح و سر و خمی یک گشت اطمینان
و قرار آنجا یافت و یک از ایشان گشت فادخلنی فی عبدی دل و روح و سر و خمی
خواص نفس اند و دخول بصفت اتحاد با ایشان شده یک از ایشان گشت و ادخلنی
جنتی رحمت رضا قرار داد و در بوستان شهود آرام یافت و شمار تجلیات راوت
خود ساخت و اگر چنین لا بدیم شکله همچنین باشد حورا جز و دعوی خدائی نکند یعنی جز
دعوی بندگی نکند یقال فلان سلطان اے عبد السلطان لانه سلطان
قال الله تعالی کو نوزار یاتین و خدای معنی خداوندی هم هست بدین اعتبار
که ایشان اهل بهشت اند و در حال باقی اند فنا و زوال برایشان روانی چنانچه بادشاہ
را خداوند عالم گویند. قوله رنگ رخساره و قد وبالای او از امر و شباب
و از احسن صورت رفرس میفرماید یعنی تمام تمثیل عورت بدین صورت تجلی کرده
است زیرا چه صفت علما ان است یعنی نصف بالا تمام صورت امر و نصف نرود
تمام صورت و سیرت عورت باشد این نفس بدان صورت تجلی کرده است که
لفظ او مذکر است و معنی او مونث ما هم بدین سبب مونث سماعی گویم پس صورت
تجلی خود را اظهار میکند و میگوید که از دوست محاورت من است ترا بصیرت
نیاست در و شنای او نیایی تا در شکوة چراغ من نه بینی خود صورت روح از

عالم علوی آمدہ ام من قدوسی و سبوحی ام از ملکوت و جبروت و الہوت نشانی
 برابر خود دارم من جمال اللہ و جلالہ بروز سے یافتہ ام ترار و حالی و نورانی از
 امر و شباب با حسن صورت میخوانند کہ من نسبت یابی و تقدیرہ از ان نفس بدکارہ
 بحکم و فعل خویش من کشیدہ ام ترا صاف و پاک کردہ بیرون آوردم بر تو لایق تخیلی
 صورت امر و شباب و از احسن صورت ظاہر شد۔ قولہ میان من و او مقدار
 یک فرسنگی باشد کہ سایر سلوک بروح خود و میان آن عورت کہ عبادت تخیلی
 از نفس مطہینہ است مقدار آن تخیلی یک فرسنگ است بسیار قریبہ نگفتہ اند کہ غیرت
 کار است یعنی روح و نفس یکے نشود میخوانند کہ یکے گردونی الجملہ گوید بیت
 انا من اھوی و من اھوی انا نحن روحان حلتنا بدنا

پس قلب و قالب و روح و عروج یافتند آنجا رسیدند ملائکین رات و الاذن

سمعت و لا خطر علی قلب پیشتر

پس ہر چہ نہ آن منم چرا میطلبی

یا رآید و گفت کہ میطلبی

پس من تو ام و تو من کہ میطلبی

در خود نگر کہ از خود بیرون آمدہ

این ہر خود نمائی و رنگ آمیزی است چنانچہ طبیعت شرط کار است و خود نما

است و خود بین است ہر چہ کنی کنی گاہ مقدار یک فرسنگ گاہ در قشر دو با دام

فاما اینیئت اوزا ایل شدنی نیست خود نمایش را گاہ نظارہ این گاہ آن اما از

جہت ادب حضرت قطبی قدس اللہ سرہ فرمودہ اند کہ میان من و او مقدار یک فرسنگ

باشد و اگر نہ واصل کامل بود یکے در یکے شدن غیرت شرع در کار است۔ قولہ

مراد خود و دعوت کرد یعنی آن تخیلی تخیلی صورت گفت بر حکم لود عیت الی کراع

لا حجت اجابت کروم اعوانان و معینان او بطلب آمدہ دعوت شد یعنی ظاہر و

باطن را بسوسے خویش کشد و مرتبہ عشق چنانچہ در متون جلوه نمودار می است۔

قوله "چنانچه شہے را بر عروسے بہ احترام بر بند در آن آب قیاس
یک فرسنگ مرا باوے اتصال داوند" بشنودید کہ با تجلی چه نوع تمثیل شدہ است
حضرت کاشف الاسرار الحواصل شد آنرا برائے طالبان مطالب با نفس و روح تمثیل
نمودار کردند کہ غیرت شرع نمیشود زیرا کہ عقدہ کردہ آن تجلی تمثیل را بمن تسلیم کردہ اند
کہ بر منکوحہ فرمانبرداری شو بہ لازم است و نزدیک با نفس و روح بمعنی شہی و عروسی
است نفس سخن گفتہ کہ دل گوید تو آن ^{و علیہ السلام} منی اگر چه تو تمثیل و شہی خلاصہ سمسی نہ ایچہ
متفرع از من شدہ من ترا ام اصل ام مرا شپیدہ اند ترا کشیدہ اند و بہر چه
من ترا میخواہم ہمہ لذت و راحت و شہوت و عشرت است درین جا چه
یادگار میبری بارے بذوق و خوشی گذران "و ایصال با نفس درین مقام
یاسنت یا واجب علی حسب اختلاف المذاهب سنت و مروت پرودہ تھا فنا میکند
و قاعدہ محققان است کہ نفس با دل و روح یکے شد و در ہر سہ خلاف شد فراق آمد
و بہرے اتفاق شدن گاہے است مداومت محالات است کثیر تمثیل و بیان محققان
گفتہ اند اگر تمام مینویسم در ہر محلیات رسالہ نمی نماید گو یا کہ دفتر باشد بہ این معنی
در محل یک یاد تمثیل نوشتہ ام این درازی یا قمتہ است بہ این معنی نہ نوشتہ
تا مبتدی را خواندن ملالے نخواہد آمد و کلام اشارتہاے حضرت کاشف الاسرار
فہم کردن جزوے علم باید تا قاعدہ معلوم شود کہ تمثیل نمائیدن گاہ قاعدہ نحو گاہ
منطق گاہ حکمت آوردہ معنی ثابت شود بعدہ ارشاد فرشد باقی دارند ہمنہ و کریمہ
در فکر تمثیلات بودم قوله "شخصے از غیب الغیب شاہد شد" یعنی تمثیل
از عالم لاہوت کہ دریاے اول لقب گفتہ شد در ان مقام خود را مشاہدہ لاہوت مقام

ملے این عبارت مقتبس از ابتداءے شکر است

تفہی است از سدرۃ المنتہی بالا است سیر طیر فرشتہ تا از جبرئیل علیہ السلام سدرہ
 پیشتر رفتن رضا نیست اولیا اللہ از دنیا پیشتر میروند کہ روح محمدی بالا است
 حضرت کاشف الاسرار میفرماید از سدرۃ المنتہی پیشتر صفت شکل است
 ہفت حجرہ اند و مرقضی کرم اللہ وجہہ در بان اند و این تجلی حضرت کاشف الاسرار
 را در ان مقام حاصل شد "کاشف شخصے از غیب الغیب شاہد شد" یعنی روح محمدی
 برین مشاہدہ شد کہ فرزند مرقضی رضی اللہ عنہ از ارت بقدر زندگی دارند کہ ہیچ کسے
 اولیاء اللہ بہ این نوع مقالات مقامات تصنیف کردہ ظہور نہ نمود بجز سید محمد حسینی
 گیسو و راز قدس اللہ سرہ را کشف بد خود علی حساب المحل در بیان آورد کہ کسے را فایہ
 رسد۔ قولہ "جامہ بر ما انداخت چنانچہ کسے مر کسے را بہ پوشد" میگویند
 کہ کفر حقیقی آورد یعنی ہر حضرت رسالت اللہ وصال را شاہد نمودہ چنانچہ کسے را مر کسے
 بہ پوشد آن تجلی ردے کہریا الکبریای ردائی و العظمت انرا سری عبارت
 از آنست بر ما تجلی کرد و بدان تجلی ما را بہ پوشید یعنی فناے دوم و بقاے اول دست
 داد و حال کلام این است اگرچہ صورت بشریت و حالت برہنگی باچنان حال ظہور کرد
 لیکن میل آن نفس نبود تا راہ آن می شناسد چنانچہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
 میگوید وقتیکہ من در ابعہ می شستیم نہ من مرد و نہ اوزن و براے این معنی قرینہ است
 زیرا کہ تمثیل تمام بصورت نورانی تجلی بود و در ان حالت "بہ آن تجلی خود را پوشانید
 چنانکہ کسے را مر کسے پوشد کہ تجلی جمال بود۔ قولہ ہم خود را ہم بدان جمال و ہم بدان
 حسن و ہم بدان لطف عین آن دختر دیدیم" علیہ یعنی نفس و روح و دل یکے گشتم
 وصال کلی حاصل من شد۔ وقتیکہ لذت نفس نالک گذارشت بعدہ دل و روح و سر و

بہ "بہ از عین آن دختر دیدیم" عبارت سہرین افغانی من شد من عاشق او۔ در شرح این عبارت قلم نیاہد مکن شرح کردہ است

و نفس یکے میثوند وصال حاصل شود۔ محققان اربع عناصر ظاہری آب و آتش خاک و باد و باطنی نفس و دل و روح و سر را گویند و تا آنکہ عشق میان ما بہ کلی استخا و یافت دنیا
نفس و روح یکگانگی و ایصال کہ عبارت از دو اج معنی است و دیگر معنی خاطر می آید
کہ ہر دو منظر نمودار شدہ عشق یکدیگر بہ وحدت سر کشیدہ المومن مرآت المومن مراد
از روحانیت است اگر وحدت حق مراد دارند بہ اعتبار تجلی ربوبیت باشد روح
را تشبیل و تشکلے بہت ربوبیت صفت ذاتی است منزه از ان تعلق ربوبیت بامر پ
بہ اعتبار آفریدگاری تجلی است۔ قولہ ہم در ان میان از من و از ان دختر
مہتر عیسی سر بر کرد یعنی فی الحال ظاہر شد مراد ازین قلب و دل است کہ شاہ
فرزند است مرآہنہ را در اصطلاح ایشان اورا عیسی گویند ہندوت نامند و رئیس
خوانند خواجہ خضر نام ہند نامہ شبہ ظہور القلب بعیسی لاندہ ظہور القلب فی
ساعت بعد الاجتماع کہا ان عیسی تولد بساعت قال ابن عباس کانت
مدت الحمل ساعۃ واحدة کما حملتہ بندبہ و مہتر لقب ہند زیرا چہ او مہتر اعضا
است قدسی است ان فی جسد ابن ادم مضغۃ اذا صلیت صلیت بہا سائر
الجسد و اذا فسدت فسدت بہا سائر الجسد الا وہی القلب روح اللہ
و نور اللہ اورا دانند اگر چہ ہمیشہ بودہ است اما قلبی تر و دے داشت گاہ بہ بار روح
بار شدے کثرتے بانفس یکے گشتے صفت قلبی و منافعی داشتے زیر کہ روح را
تمثلے و تشکلے قرار دادہ اند و قتیکہ مقام مطہینہ لایق گفتن شد چنانچہ حضرت رسالت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم را سایہ نفس نبود این ہدایت است اولیاء اللہ این مقام
نفس را رسانیدہ اند اما سایہ بر حق رسالت پناہ آخر الزمان داشتند اکنون بصفت
فانفس بار شدت ظہور کردہ است از ہنہ پاک و مجرد گشتے است از ان اورا عیسی
و مہتر گویند روح را پدر و دل را فرزند و نفس را مادر محققان قرار دادہ اند حضرت

بندگی مخدوم قدس الشریعہ در کتاب اسرار الاسرار بہ نسبت ہشتم بیان ہر سہ
 نیکو تفصیل داده نوشته اند آنچه درین محل معنی تعلق گرفته باشد بہ نظر او نشان ثبت
 کردم اگر تمام سہ را معنی شرح کردہ ہیئتوں پس ترجمہ سہ میشود و رخصت ہیئتوں بہ این
 معنی چند اصطلاح معنی ظاہر کردن تعلق بود آنرا زیادہ و نقصان کردہ بیان سہ
 ترجمہ کردہ نوشتہ تا مبتدیان این طایفہ را فہمے روزی شود بایگفت اما نوشتن
 غیرت شرع در کار است چنانچہ خواجہ نظام الدین اولیا قدس الشریعہ میفرماید کہ
 مردمان ظاہر نشانی شناسند اگر طالبے صادقے و مریدے واصلے می آید و عرض میکند
 آنچه گفتن باشد بایگفت چنانچہ در فصل اول نوشتہ شد۔ ہیئت
 نظامی این چہ اسرار است کہ خاطر برون آوی پد کسے سترش نمیداند زبان درکش زبان درکش
 زیرا کہ بیان کلام محققان بجز وسر میکند کثیر ظاہر معنی کردن رخصت نیست بایگفتہ اند
 اقوال و احوال گفتن لسان کشیدن بہتر است بلکہ کلام افعال ظاہر کردن اولی تر
 باشد کثیر و جہے دارد بہ اشارت ہیئت خواجہ اہمت۔ و دیگر مراد از عیسے فیض
 قدسی است کہ بدان فیض آدم علیہ السلام سجود ملائک شد و این عیسے علیہ السلام بہمان
 روح است کہ روح اللہ نام یافت و اجیا و امانت داشت و در بیان اوست
 وَ اَيُّدُنْہُ بِرُوحِ الْقُدُسِ چنانکہ روح را بکلمہ عیسایی ادا کردن بنا بر این است کہ
 آن تجلی روح قدسی بود کہ بر انبیا تجلی کردہ است و اینجا گمان نرود کہ آن تجلی انبیا
 مخصوص است بلکہ اولیای است محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیز بطریق اوارزانی
 فرمودہ است چنانچہ حدیث قدسی لا یزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی احبته
 فاذا احبته کنت سمعہ و بصرہ و لسانہ یعنی صفات او فیض صفات می باشد
 و ذکر عیسے علیہ السلام از قبیل متشابہات است در قرآن و احادیث و کلام محققان بسیار
 واقع است چنانچہ شیخ بایزید قدس الشریعہ میفرماید الصوفیۃ اطفال فی بحر الحق

مردان است که مادر فرزند را چنانچه بیواسطه پرورش میکنند چنان حق تعالی بیواسطه پرورش ایشان میکنند و مجرد سرب کرده (قوله) فریاد بر آورد انا ابن اللہ یعنی ملازم و منقاد در فرمان اللہ ہستم۔ این ملازم را گویند چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود ابناء التمانین عتقاء اللہ كما قال اللہ تعالی و ابناء السبیل من مشکل میشود کہ راہ پسر چہ معنی دارد و قاعدہ اصطلاح عرب است ہر کس بہ آنکار مشغول میشود این آن کار میگویند و ابن السبیل ای ملازم السفر یعنی کہ دانستی ہما معنی در کلام کاشف الاسرار حضرت قطبی تصور کن و خود را بچو نصاری کافر گردان و از گمان سوئے باز آئے و این صورت عیسے ابن مریم فہم مکن۔ در شرح عقیدہ مولانا حافظ الدین نوشتہ است کہ در تورات صریح نوشتہ بود کہ علیہ السلام انا ابن اللہ یعنی ملازم و منقاد این سخن از حضرت قطبی قدس اللہ سرہ نقل کردہ اند کہ ایشان فرمودہ اند کہ من در کتاب بچنین دیدہ ام و چنین میگویند کہ میان دانشمندان دہلی مدتے بحث بودہ است آخر برین کہ این بمعنی ملازم و منقاد قرار یافت و ہر کہ ملازم کارے باشد اورا ابن آن کار گویند و ابن السبیل شاہد برین شدہ است چون نصاری اصطلاح کلام نمیدانستند این صوری فہم کردند کہ کافر گشتند ایمان بر باد دادند و ہم در تورات صریح بود نوشتہ و لدت نفسی ابن مریم با تشدید لام زایا تیدیم عیسے را از مریم و نصاری علم قاعدہ تمیذانتند بغیر تشدید فہم کردند زایید را معلوم کردند کافر گشتند و میان ما کسے را کہ این واقعہ پیش آید و علم جزوی ہم نمینخوانند او تیز در حیرت می افتد و در جہل محال آید اگر خود عارف نباشد و یا عارف بر سر ندارد او ہم کافر شود و در زمرہ نصاری در آید مثال و اضل شوند حلولیان چون کافر شدہ اند ہم بدان طریق او شود چون مجاہدات در ریاضت بسیار دارند بر حکم آن حق تعالی برسند قدیم خود کشف و مشاہدہ روزی کند تجلی و شمل پیش آرد ایشان او تعالی را نازل در خود تصور کنند کافر شوند

نعوذ باللہ منہا این مقدار نمیدانند آنچه در آئینه روئے تو نموده است آن نه آن است
 که تو در آئینه تو در جاسے خویش هستی و آئینه بجاسے خویش این نمودارے پیش نسبت
 همچنان مثل الاعلیٰ برخوان مرشد و پیرانجا ہم فرض است۔ الغرض آن مہتر علیہ السلام کہ
 مہتر اعضا است چون از میان روح و نفس مطمئنة شد فریاد برآورد کہ من اکنون ملازم
 و منقاد حق ام و از ان اویم نہ از ان دیگر و پیش ازین گہے اتباع نفس و گہے بار روح
 میکردیم و دور می افتادیم اکنون از ہمہ تبراکردیم و ملازم خدا شدیم و طالب او گشتیم
 ہم ازین مشایخ سلف میگویند کہ نفس طالب لذات و شهوات دنیا است و روح
 طالب عقبی است و دل طالب مولی است برین معنی ابن اللہ گفته ایم نفس را
 مادر و روح را پدر و دل را فرزند تشبیه محققان گفته اند۔ قولہ میان من و او دعوی
 افتاد یعنی روح و نفس دعوی افتاد کہ بدین روح گوید پس من از تن من بیرون آمده
 است چنانچہ حضرت قطبی قدس اللہ سرہ در کتاب کفر حکایت نفس و دل و روح
 میگویند درین محل چیزے منشاءے دعوی باید مختصر مینویسیم آنچه درین جامعنی تعلق
 داشته باشد۔ اول نفس میگوید دل را اُمی دل نہ آنکہ تو متولد و منتزع از من
 شدہ چه شود اگر چه تو مثل دہنی خلاصہ سمسی نہ آنکہ منتزع از من شدہ من
 ترا اُم فصل ام مرا شلیدہ ترا کشیدہ اند ترا باید کہ از رضائے طلب من و ہموار
 پس رومی می گردی چنانچہ کاشف الاسرار نظم فرمودہ اند
 دختر چو مادر شد مرا من مادر خود را پدر
 اوزاد از خود این پسندیدہ ہرے ہرے بہین

ع۔ عبارت اسماء الاسرار این است در بیان ماہر خود دعوی افتاد۔

ع۔ سہریت ہشتم۔

ع۔ عبارت اسماء این است ترا باید دلدار من باشی و ہموارہ پس رو من گردی۔

و بزرگان چنین فرموده اند اولد یقین الام و بهر چه بین ترا میخوانم همه لذت و
 راحت و شهوت و عشرت است خدایان جهان چه یادگار برای اگر چند
 روزی ترا داده اند باره یاد دوق و خوشی گذران چرا پشت بر من داده و چرا
 از من برگشته لحظه طوط من یکی قلب و انقلاب قرار گرفته هم ازین خود را قلب نام
 نهاده بازگشت دامن من متعلق شود به کلام من تثبیت باشش تا آنکه دل از
 راحت برود و آواز و مشتوس موسوس مالذ بزرگ آمینری او در نقش دنیا میله
 کند - روح میگوید منم ترا اے دل از منم که منخ اوست کشیده ام که تو از و چکیده
 طرفه آنکه او با تو دعوی اصالت مادری میکند اگر نظر بچشم رغبت سوے او بینی هم چو
 او یکی از بندگان باشی هوای این جهان را ولذت این عالم را و ترا نسبت بر من
 است روشن و منور به فیض منی پر تو از عکس نور من بر تو تافته است دانش و علم و
 فهم تو از ان است و این تشریف که ان فی جسد ابن ادم لمضعفة اذا صلحت
 صلح بها سایر الجسد و اذا فسدت فسدت بها سایر الجسد الاوهی القلب -
 و حاصل کلام بیت حضرت قطبی قدس اللہ سره از عبارت معلوم میشود که نفس مادر و
 روح پدر است چنانچه بزرگان گفته اند ولدت امی اباها زاد مادر من پدر خود را
 و روح و نفس است پس در صورت ظاهری روح فرزند نفس است اما باطنی ابوالارواح
 نبی علیه الصلوة والسلام و ابوالاجساد آدم علیه السلام پس روح پیش از جد آفریده
 شد و در معنی نفس فرزند روح است که از دوازده آئیده به این معنی نفس را مونت سماعی
 میگویند که لفظ مذکور معنی مونت در روح در عالم علوی آمده است و نفس بدکاره بر حکم
 و فعل از و کشیده است روح میگوید من درین معنی پدرم و تو و ظاهر مادری بعده

ن است رو من (اسمار)

ن باز گرد (اسمار)

ن ترویج (اسمار)

ن آواز او

ن منم ترا از جسم

ن روشن و منور

ن پر توے (اسمار)

عنه عبارت اسما این است بطور طوط من یکی دودله انده چه بر قلب و انقلاب الخ

نفس که دعوی مادری میکرد چون نسبت پدری روح اثبات یافت ضرورت سرگردان
 خجالت در کشیده از دعوی مادری سکوت کرد پس در بیت حضرت قطبی قدس اشرف
 فرموده اند صادق آمد که دختر دعوی مادری کرد بضرورت فرزند شد من مادر خود
 را پدر یعنی روح پدر نفس شد که ابوالارواح گفته شد پس در میان مادر و پدر دل
 زائیده در آن صنع شری حق تعالی به بین کما قال علیه السلام انا من نور الله و الخلق
 منی دال همبیرین مشابہت حضرت قطبی قدس اشرفه نظم فرموده اند میگوبند هر که
 اتباع نفس کند بدوزخ رود به اتباع روح در بهشت رود اگر هر دو را گذارسته راه
 خداے تعالی گیرد به خدارسرقانی از همه شود باقی بدو گردد مشابہه حق تعالی و لقائے
 اوروزی میگردد و چنانچه کسی مومن عورتے کتابی در کساح آورد از او فرزند را بد اتباع
 مادر خود بکند که آن کتابیہ است در شهوت کفر گرفتار گردد و و ہلاک ابد شود و اگر اتباع
 پدر مومن خود کند یکے از اہل بہشت گردد و میان مومنان داخل شود و اگر قدم پیشتر
 نہد طالب حق گردد و ہمہ را بگذارد راه خداے تعالی گیرد و یکے از واصلان حق گردد
 و ہر جا کہ بہائی ہمان حجاب شود و ہر چہ در بند آئی بندہ آئی و ما شغلاک عن اللہ فهو
 ضہاک و ہر یکے بسوے خود میطلبد آنچه پیش خود است مینماید بہر جانب کہ دل میل کند
 ہما سجا افتد۔ دیگر معنی میان من و او دعوی است بشو کہ انسان ظاہری را طالب
 و ملک و ناسوت نامند و باطنی را ملکوت و روح و ہر خوانند۔ روح بر انواع است
 روح جمادی کہ آن باطن پیر مختصر است مثلاً آب جو ہرے است و باطن سردی
 و تری و کذلک عناصر دیگر۔ روح نباتی کہ نموده است بعد اجتماع عناصر حاصل
 میشود و ہمچنین روح حیوانی و انسانی این ہر باطنی بر اقتضائے ہر ظاہری است
 و قایم بدو است کافدا این رصع متولد از دست اگر چہ بہ ارادت اللہ تعالی
 ظاہر و باطن ہر دو موجود اند۔ دیگر روح علوی است کہ از نور ابوالارواح

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا است این روح اگر چه متولد از قالب نیست در بدن انسان ساری است توام و بقا سے ارواح حیوانی و انسانی بدین روح است لیکن چون قالب مہتر آدم علیہ السلام بہ کمال رسید ارواح انسان در پشت مہتر آدم علیہ السلام انداختند ہر یک روح بہ ارادت اللہ تعالیٰ از قالب مہتر آدم علیہ السلام فیض بشریت در گرفت پس آن مہتر جبریل علیہ السلام بہ امر اللہ تعالیٰ پر خویش بر پشت مہتر آدم علیہ السلام فرود آورد ارواح ہمہ برون آمدند چہار صفت ساختند است بویکو در رسید ازینجا گفتہ اند سوال بہ روح و تن ہر دو بود پس بدین اعتبار این روح نیز با قالب ہموار و اح مذکور متحد گشت و جنیت یکدیگر مقرر شد۔ و ارواح دیگر است کہ از اقتضای بشریت نیست متولد از ان و متحد بر ان ہم کہ توان گفت و از نفس ناطقہ فیض قدسی است چنانچہ ارواح اعظم۔ این را بیان بسیار است حضرت قطبی قدس اللہ سرہ در کتاب سمر ارواح اعظم را بیان کثیر فرمودہ اند اگر تمام بیان سمر مینویسیم عبارت طویل میشود آنچه این سمر چہل و نہم را بیان بود زیادہ و نقصان کردہ فہم خود رسائیدہ تحریر کردم و بیان سمر را ہم کردن مختصر نمیشود۔ و فرمودہ اند میان من و او دعوی افتاد چند نوع واضح کردیم این نوع ہم خاطر می آید کہ منشاے دعوی مذکور این است چون ہر سالک تجلی حقیقت شود تحت حجابہاے بشریت کہ ظلمانی است دور میکند سبب آن حجابہاے ارواح کہ نورانی است بر میدارند درین حال سالک را وہم آن میرو و چنانچہ روح و متشابہات در قرآن و احادیث و کلام مشایخ بسیار واقع است چنانچہ شیخ بایزید قدس سرہ میگوید الصوفیۃ اطفال فی حجر الحق مراد ان است چنانچہ مادر فرزند را بیواسطہ پرورش میکند همچنان حق تعالیٰ بیواسطہ ایشان را پرورش میکند و نفس میجواید کہ اتباع خود کند و این قدم اند

برود پیش کرده میگویید۔ (قوله) فریاد میکنند..... نه از ان توام نه از ان او
 اسے روح نہ از ان نفس تنہا بل از ان ہر دو مجموع بہ اتصال ہر دو پیدا شدیم بدان نسبت
 کہ آنجا نہ جماع نہ لطفہ نہ حمل بجز قدرت بہ این معنی روح تمثل است و تجلی ہمہرین است
 کہ روح را بہ کلمہ عیسیٰ ادا کردن درست دارند و دخترک بمعنی نفس مطہینہ است۔
 قوله "من از ان خودام و خود بخودام" چنانچہ شما دید ہم از نور واحد ہستیم از عکس
 و فیض واحد موجود شدہ ایم و قتیکہ نفس مفرکی شد و روح لطیف است ہر دو یک
 شد پس این گفتن شاید در خود خدا بیند و اصل عالم و حقیقت روح محمدی و حقیقت
 محمدیت است ظہور اورا اعتبار است بہ ہر اعتبارے اسمے و تباہی دار و روح اقصا
 گویند روح اعظم گویند روح الروح ابو الارواح و قابلیت اولی و اصل الاستعدادات
 و ام القابلیات و قطب الوجود تا مند و چون عنایت ربانی دست گیرد ہر سالک حقیقت
 محمدیت موصوف تجلی فرماید چون سالک بتاراج رود سالک بہ صفت حقیقت محمدیت
 موصوف شود ہر چہ او گفته این سالک گوید بناؤ علیہ فرزندے دخترک بر آید اگر بدین
 اعتبار حمل کنند بیچ ترا اشکالے نہاند۔ قوله "وان دخترک بعد از انکہ میگوید عیسیٰ
 از ان من است من خود را عین اومی بایم" زیرا کہ ہر دو در یک تجلی است ہر یک
 آئینہ دیگر است۔ دیگر بہ بین کہ آن دخترک بالابیان کردم و گفتم کہ اتصال شد و
 بعد اتصال ظہور و دعوی علیحدہ میکرد آن ظہور کہ عیسیٰ نامیدہ پسر من است من خود
 را در و محو کردم چنانکہ عاشق در معشوق محو شود و خود محو میکند عین او میبایم ہمیں شہد
 می بینم دیگر بیچ چیز نمی بینم غرض آن است کہ بیان این سمر کہ در میان نفس و روح

عنه بعد از پیمان ما ہر دو دعوی افتاد عبارت اسماء الاسرار این چنین است "من میگویم عیسیٰ پسر من است
 او گوید پسر من عیسیٰ فریاد میکنند و بعد از ما ہر دو تبری مینمایند و میگویند از ان توام نہ از ان و من از ان خودام و خود بخودام"

دول وغیرہ مناقشہ و مباحثہ است ہر یک بہ تمثیل کلام کردہ اند و ہر یک کے شد وصال کلی
شد و در میان نزاع چنانچہ پیشتر نفس و روح بہ مادر و پدر تشبیہ دادہ نوشتہ شد
بران معلوم خواہد شد۔ (قولہ) "وآن آب" کہ مراد از دریائے دوم جبروت است
کہ مقام گفتہ شد "سہر بسیر کہ بانو گفتہ بودم" بہ ہنہ جمعیت بہ "ہمہ منم" زیرا چہ اصل
قوام من ازوے است اور روح محمدی است محویت دروے حاصل من شدہ است

وآن سہر و خفی و دل و روحانی دیگر ہمہ نفوس بہ اجمعین با من بہم و دروے خواند و ہم من
نشے واحد و احد شدہ ایم پس ہمہ منم کہ چندین نوع تکثرے و تعدوے نمودہ بہ این معنی
حضرت قطبی قدس الشاہرہ طالبان را امثال نمودہ اند کہ نفس ظاہری دروے محو
باید کرد تا لایق بر آن نفس تجلی شود۔ قولہ "وہو العلیم الحکیم" الحکیم یعنی
فی موضعہ ہر گاہ این سہر از تجلی اسرار است و آن حکمت الہی است ختم کلام ہم
بہ صفت علم و حکمت او تعالی فرمودہ اند ہر کہ اہل سعادت اند چون تاویل میسر نگردد
سخنہائے ایشان بہ ایشان گذارند از دایرہ ادب تجاوز نہ کنند کہ بر خورداری دارین
است الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا
اللَّهُ۔

فصل چہارم

کہ حضرت قطبی قدس الشاہرہ حروف مقطعات در کتاب سہر شیت کردہ اند در
آن یک سہر را بہ حسب حال خود ترجمہ نوشتہ شد تا عزیزان را فایدہ میرسد اما بہ
فہم خود نوشتہ ام کجا قدرت دارم کہ کلمات اسرار او شانرا بیان مینویسم آنچه

بہ عبارت اسرار الہی است "واللہ علیم حکیم"

از بزرگان خود آموخته بودیم همان بیان را زیادت و نقصان کرده فهم خود را ساینیم

سمرشاد و حکم

قوله "شاید یعنی باشد" یعنی عین که وجود مطلق است مفید میگردد و ممکن الوجود شود
قوله "که بر صدر دل او نقطه غین بتوان نهاد" یعنی روا باشد از عین که آدم است
عین که حوا است پیدا کند و عاشق را معشوق سازند و معشوق را عاشق گردانند بیت

آدم معنیش میخوانیم ما شاید از حوا ازین رو خوانده ایم

ن شاید

قوله "او از کاف تا قاف ط و ارد" یعنی آن عین که عبارت از وجود مطلق است

از کاف که ابتدای عالم است تا قاف قیامت طهارت و قدسی که بنی الاسلام

علی الطهور اشارت بر آن است - وجه دوم آنست که کاف کفر حقیقی کان الله

دلبرین معه شئی تا قاف اثنینیت و هم که بر مقتضای حکم میان داشته طو لے و

ن آن از بعد و ارد اگر از میان شود سرالان کما کان عیان میشود - وجه سوم آن است که

کاف کفر بمعنی سراسر است تا قاف قرب طیر و از هر پوشیدگی از تجلی کفر است از آن

طیران کرده باز قرب به تجلی دیگر میکنند می پرود - در اصطلاح محققان کفر بمعنی سراسر گفته اند

ن قاف بقول از کاف تا قاف یعنی عین که نشان مرد است و عین با نقطه که نشان زن

است پاک و پاکیزه اندازان جهت که انبیا و اولیا از ان متولد میشوند اگر پلید و ناپاک

باشد چنانچه عام گمان بر این صلاحیت ایشان را نباشد از ابتدا تا انتها بر حق

مردان خداے تعالی طهارت است - قول "و از ب تا می" و آن عین که عبارت

ن فی الرجوع وجود مطلق است از بدایت تا نهایت که النهایت الرجوع الی البدایت چون

نهایت بر رجوع بدایت باشد لا بد نهایت و بدایت او یکے باشد از مقالات

اولیا اول درجات الانبیا ثابت است پس تا چار باشد بدایت و نهایت او همین

قرب باشد۔ و دیگر وجہ آن است کہ از ب بیگانگان تا می یگانگان قرب است
یعنی او کہ دعوت میکند کفار را سوے خدا و در آن قرب است زیرا کہ او دعوت
میکند سوے خدا و اولیای خدا **الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ**
صفت ایشان است بودن با ایشان ہم قرب با اللہ است اورا صلی اللہ علیہ وسلم
بانفس و حرص و ہوا بودن و با تجلیات و تمثلات و مشاہدات بودن ہمراست
و دیگرے رائیست جز نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ قولہ "اوراق است" این قاف
از حروف مقطعات باشد و جمع ورق ہم باشد بقول محقق از ب تا می اورا
ق است یعنی از بالا تا فرود اوراق است کہ ہر سوے از ان بہ مثابہ سبزہ
جو بیاران است و کما ہے چون کو ہے است از آفرینش علوی و سفلی آری ہر جا کہ
زمین صلح است نباتات ازینجا بسیار است پس او بہ شاہہ عرش است و
اوراق حاملان او حفت الجنة بالملک و ہات است میگویند کہ شاہہ عرش
چیت یعنی محل قعود و جلوس است عرش سقف خانہ است۔ قولہ "زیرا کہ او
ض الف دوازده است" این را سم و جہ بہ نظر حضرت قطبی قدس اللہ سرہ
بیان کردہ آید یکے آن است کہ عین وجود مطلق است ضد مرکبات است یعنی
فردا حد است و جہ دوم آن است کہ او **ض الف دوازده** است الف
ستوی است و او ملتوی بہ دوازده درجہ ہفت امہات صفات و پنج حواس
خلق من عوج این است و یا از دوازده الف را دور کن دوازده شود الف ۲ دوزہ
رایکے بہ دو میں ز دوازہ نقطہ بحر شد و با آنکہ معنی چنین باشد او از بالا تا فرود
ہمہ قر است خبر از مغز حقیقت ندارد زیرا کہ او ضد راستی است از راستی تصور
نیست شا و سرواہن و مخالفون ہمین سبب است چنانکہ ابیات
زن راست نواز و انچہ بازو جز زرق نواز و انچہ سازو

زن چلیپت نشان گاه نیزنگ در ظاهر صلح و در بهان جنگ

چنانکه دوازده نه عین و نه غیر - وجهه سیوم آن است آن عین را ضیاء و روشنائی
دوازده هزار است تا دوازده بروج از وزاوند که تمام کارخانه خدای پرستی ایشان
است و دوازده سبط هم مبنی هم بر ایشان است از آنکه (قوله) او همیشه با آن
ورا کرده است یعنی عالم و را از نشان میدهد و را اشارة به عدم تنهایی دارد
و نفس آدم نیز متنهایی است از آنکه چاشنی عالم تقادار و من عرف نفسه بانهر و سر
الو سراقه عرف سر به بانه و سراقه الو سراقه ستر یهیم الیتنا فی الافاق و فی
الفسیه همین است کسیر که به این نوع نفس متزکی دست داد پس او همیشه بحق
تعالی است که او را اورا نیست و سر انجام آیت است که وحدانیت خود را در کراهای
آسمان بنمایم و هم در نفس ایشان بنمایم و فی افاق مر سالکان مجذوب رانی تقسیم
مر مجذوبان سالکان را - بیان سالکان مجذوب در فصل ششم خواهد آمد - همیشه با
آن و را این معنی شاهد باشد یعنی انا جلیس من ذکر لی گفته والا کو ترک الذکر و
نسیان به - چنانچه واسطی رحمة الله علیه گفته که در آن مرتبه محمد صلی الله علیه و سلم نور ذات
عین ذات است و بر و چنانچه در آئینه نظر کنی

بجز ذات چیزی نباشد بنود بخود خویش خود همیشه بنود

"انه لیغان علی قلبی" وانی لا استغفر الله فی کل یوم و لیلة سبعین مرتبه
همین حجاب را دفع کند غرض از شعور این است و الهام آئینیت رجوع نمودن هر وقت
که حضرت رسالت پناه علیه الصلوة و السلام تجلی می بینند و استند که همین مقصود است
که آن نور همین تقاضا میکند باز ازین ازید تجلی نماید تا جان عاشق را فراق زیاده شود همیشه
در یوم و شب هفتاد بار استغفار میکند - به این معنی حضرت بندگی محروم قدس الله
در الو را گفته اند که حضر بر این تجلی نیست و خزانة او چه کم آید که برین منحصر شود -

انتشار الله تعالى بیشتر و راد الورا خواهد آمد. قوله "اشارات ترقی از ادنی
به اعلیٰ رود یعنی ظهور الذات باصفات بدایت قاص به اخص الخواص همین است
و فیما نحن فیہ" یعنی در بیان مقطعات که ما یم قضیه بر عکس مطلوب است
که حجاب الذات باصفات طرفین را اعتبار است در حق مجذوب سالک و سالک
مجذوب اما ظاهر عین عین میشود باید عین عین گردد و قضیه بر عکس این است گفتیم که
واجب به تقید ممکن میگردد پس عین عین شد اما عین هم عین گردد چون تقید
نقطه را اعتبار بکنند چنانکه خط مو بهوم را در دایره قاب قوسین اعتبار میکنند آن در وقت
آن طرح میکنند هر دو قوسین یعنی قوس احدیت و وحدانیت یک دایره وحدت میگردد
چنانکه گویند.

فالبخر کمر علی ما کان فی قلم ان الحوادث امواج وانهار

انچه در فهم خود آمد متمثل داده نوشتم در کتاب جام جهان نما قوس احدیت و
واحدیت خوب نوع واضح است که را عرض اقتد به بنید. قوله "حکمت
الابرا من سیئات المقر بلین" نیکی نیکو کاران بدی نزدیکان است مقتضی
مقام قرب است. مثالش بشنو. (قوله) "قتل غلام حسنه خضر بود" از
آنکه ما فعلته عن امری گفته یعنی این افعال که من کردم از قتل و خرق و
اقامت همه امر و فرمان بود از تصرف نفس من نبود من چون ام چون بجنبانند در

جنبش که خضر را کشف بود و موسی را وحی چنانچه گویند.

فاعل جنبش است و تکین است و صده لا شریک له این است

(قوله) "وسیة موسی خضر روح است و موسی قلب و (قوله) "امتناع

از قتل حسنه موسی خضر" مقصود آن است که جلال مثبت جمال است

منظر جمال کی مقصود و دوم غیر مقصود و یا مقصود بالذات و یا مقصود بغير کوی باز

(قولہ) "بین الخضر و موسیٰ استوانیاء" آری ناقص و راسے کامل آنست
 و ازین بیان کہ قتل غلام حسنہ خضر بود و سید موسیٰ معلوم شد کہ موسیٰ مقرب
 است و خضر از ابرار ازین بیان کہ امتناع از قتل حسنہ موسیٰ و سید خضر موسیٰ
 از ابرار باشد و خضر از مقربان پس استوا و برابری لازم شد جواب گفت بینہما
 استوانیست موسیٰ علیہ السلام و خضر مختلف فیہ و اولوا العزم از مقربان و غیر او
 از ابرار زیرا کہ در فصل اول قصہ موسیٰ و خضر علیہ السلام بیان است کہ قتل غلام
 و سوراخ کشتی و استوار کردن دیوار سبزی است۔ قولہ "ابو عثمان مکی"
 مرید و خلیفہ خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ و آن روح اعظم است ما اورا فیض قدسی
 نامیم ابو عثمان خفی است کہ اولیائی تحت قبائی لایحہ فہم غدیری کنایت
 از او است "بر صوفیان بغداد" بر حامد مصفاات و ذمائم حرکات کہ شکر دل اند
 اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ هم المفلحون بشت اے صوفیان
 عراق "و اصحاب روح" و اے مشایخ بغداد و اہل قلوب و ابصار ہزار ہر
 ہزار خند قہاے آتشین کہ مکان نفوس و مکاید شیاطین است کہ ناری
 اند و گوہہاے پر خار و صفات روحانی و حیوانی و مار و غار قطع باید کرد
 کہ کذا الوت حجاب من نور و ظلمة و نار و تلخ اشارت بدو است یعنی چندین
 ہزار پردہ ہا از روشنی و تاریکی و آتش و برف است درین راہ اگر کردید سخ
 مان یعنی خوش وقت شما و اگر نہ در چہ کاراید در چہ مصلحت اید
 اے فرو ماندگان بمقدار یعنی اگر قطع بگو و پید پس شمار چہ کار مصلحت
 می باشد شمار و مانده اید و شمار اہم مقدارے و مرتبہ نیست۔ "جنید رحمۃ اللہ
 علیہ" صوفیان عصر را جمع کر و گفت ازین خند قہاے آتشین و گوہہاے
 پر خار چہ عنایت توان کرد و حکم و شاور و اللہ فی الامن جانا و نظم و شمار

السرحد و پدر بنده سہمی النبی ابو الفتح ثانی سید محمد حسین قدس اللہ سرہ
تصنیف کردہ اندیشو

ابیات

ہزاران خنادق بیابان بے
زکھسار پر خار باید گذشت
گذشتند زان رہ بمقصد شدند
درین راہ خار معیلان بے
زکھ ہاسے پر خار باید گذشت
وگرنہ ندانم کجا میسر و نہ

”اتفاق کردند مراد فنا دارو بہ احدیت“ یعنی فنا بمقام احدیت فانی شدن در
مقام احدیت کہ عبارت از عدم ملاحظہ شئی است و فنا و انصاف است ”ہزار در ہزار بار
در راہ او فانی شوند“ و مراد است و تلخی نامرادی چشند باز ”اگر یکبار رہ بسوئے مقصود
برند“ رایگان باشد جنید ”رحمۃ اللہ علیہ“ گفت من ازین کوہ ہا و خندق ہا جزیکے

ابیات

پے سپر گروہ ام ”معنی درین نظم است

رئس زمانہ جنید این بگفت

ازین خندق و کوہ ہا جزیکے

میگویند کہ خندق ہاے آتشین و کوہ ہاے پر خار مراد فنا دارند این عبارت در مرتبہ لاہوت

ابیات

ہزار و اگر صد ہزاران مرار

بمقصود یکبار گریسی

عجب باشدم گز مقصد سہمی

زیرا کہ او را و الوراہ است ہر چند کہ بمقصود رسد باز قصد او باقی است طالب

با کجا تمامی حاصل شود قولہ ”حریری گفت“ سخن تو جنید بارے یکے کہمہ و خندقے

قطع کردہ اما مسکین حریری جز نہ گامے زرفتہ است ”مراد از یک خندق

فیک کوہ حجاب ظلماتی و لغباتی است یعنی از قید نفس بیرون آمدہ ام و شیطان تبار

کہ ہر من را راہ شہر و آباد و مراد از سہ گام صفات نباتی و حیوانی و شیطانی است

و دیگر از شریعت و طریقت و حقیقت بیشتر برقت تا شر شیطان از من رفت که
 در نفس خود صفات حیوانی نیست بجز کشف صفات او چنانچه بیت
 یک قدم بر نفس خود نه وان دگر در کویست هر چه بینی دوست بین با این با آن کار نیست
 و حجب تو ذاتی و ذاتی را اندازه نیست از بسیاری یکے میرود و دیگرے می آید
 قوله و شبلی نعره بنزد که خوش وقت جنید که یکے کوه و خندق قطع کرد و
 خوش وقت حریری که گامے درین راه رفت بیچاره شبلی که
 گرد این راه ندیده است یعنی شبلی قدس اللہ سرہ نعره زد و گفت که خواجہ جنید
 رحمة اللہ علیہ و حریری ہر چه مقام خود بود گفت فاما خود بیچاره کہ گرد این راه
 ندیده است کہ آنرا بعینہ ظاہراً و باطناً در بیان گفتن تو اند کہ ہر چند مقامات
 میگویند ازین رو بیشتر است بہ این معنی خود را نظر کرده گفت کہ گرد این راه ندیدہ
 است لیکن گرد این را کثیر مباحث است در طلب مطلوب من عرف قلبہا
 مطلوبہ سهل علیہ بنال مجہود چون مطلوب غیر متناہی است بیچارہ طالب
 را از کجا صورت قرار نماید ہر چند کہ پُر پُر مینوشد تشنگی زیادہ تر میگردد و بعد از آن
 غایت شدت شوق میخواہد گرد این راه بگردد تا در اقدام طالبان گرد آید
 كما قال الله تعالى قل لو كان الهمم من اداء الكلمات ربّي لنفدت الهمم قبل
 ان تنفذ كلمت ربّي ولو جننا بمثله هل داهين را مدد میدہد معنی آیت دو
 اصطلاح آن است یعنی اے محمد اگر دریا ہاے روے زمین سیاہی گردود
 و از بر اے آنکہ افعال و اسما و صفات حق بنویسید ہر آمینہ تا فد و تمام شد
 دریا اگر چه بار بار باد و آرنندان دریا ہا را پیش آید آنکہ تمام شود آن افعال و اسما
 و صفات کہ مراد ادا سے گام باشد لیکن سخن شبلی رحمة اللہ علیہ متین است
 مائل درین سخن بکنید کہ چہ گفته است کہ این صوفیان اند کہ م ح را یعنی

مقام محمودی و صمیم محمدی و حاسے احدی و واحدی یعنی احدیت و واحدیت شدہ
اند تمام نفسانیت رفتہ خودی خود رفتہ ترک خود گرفتہ یعنی این صوفیاں پسند اند کہ
خود را خدا بپندارند یعنی محو اصل و فنا سے کلی و یا مقام معرفت و محنت و حسب غرض این
قوم صوفیہ تو سے اند کہ محو فنا سے وجود خود و ہمہ وجودات در نظر ایشان موجودات
است و یا ایشان مقام معرفت و حسب اللہ دادند و با ایشان محنت فراق و حسب
وصال دارند کہ قولہ تعالیٰ **وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدُ بِهِ فَاَنْلِقَ لَكَ مِنَ الْعَمَلِ مَا يَنْفَعُكَ**
رَبُّكَ مُقَامًا مَّحْمُودًا در ذیل خرقہ ایشان بستہ اند و ایشان چون نقطہ
پر کارند حرف احدیت و کلمہ واحدیت را و صمیم احد و حاد احدیت را نمونہ ایشان
ساختہ اند چنانچہ

اذا حمدتہ احدی سے نیست میمہ بمیان حجاب معنی است

این صمیم را بطہ احد است با احدیت و بذات نیست ہمہ از ان صفر سے خالی است
نزد اہل اعتبار ندارد و از انکہ اعتباری است نہ حقیقی و در معنی خلقت
کہ عین خلق احدیت و احدیت صفائی و جلال سے ہمہ از ان نظر عین عین یافتہ
است و دیگر آنست کہ ایشان صدق اخلاص و علم البیقین پیوند سے در گریبان
ایشان کردہ است یعنی این صوفیان محبت بہ خدا سے تعالیٰ کثیر و از بند بعدہ
ہمہ صدق و اخلاص کہ بہ حسب دل ایشان پیوند بہ او کردہ اند تو کہ محمد صلی
ازین لاول نعم یعنی این لایعبارت از م ح و نعم عبارت از معنی است
یعنی ازین محو و ازیر عشق صفائی کہ طلب توی است زیرا کہ احدیت عدم اعتبار
شے است و از واحدیت کہ اعتبار شے است و آنچه از عالم نسبت و اضافات
نفی و اثبات است "خبر بپنداری یعنی بگد ام با زری و عبت مشغول ماندہ کہ
پسح و پیسح پیسح و پیسح است پیکہ باز پیکہ مشغولی آری مردم چکند لما خلقت میدی

وَلَا تَسْبِيحًا مِّمَّنْ لِيَخْلُقَ اللَّهُ مَقْرًا سَتَ چنانچہ فرمودہ است

چین زلف تو نگذارد حسینے گر تو بگذاری گذر در چنبر است

یعنی طاق چلیپا سے زلف را حسن عاشق ہرگز از دست خود رہا نکند اگر تو حسن

را بگذاری باز کجا روی کہ گذر بر چنبر است یعنی زلف تابان تو تاب دار و تاب

از چنبر است سبحان اللہ مقروستقرمہ عالم نسبت و اصنافات ساختہ و بہشت

و دوزخ ابدی داشتہ تو از ان ترقی فرمودہ روے آن آزادہ کہ دید حق این

عالم مجازی بجا آورده است یعنی آن کیفیت کہ عشق مجازی بہ حق و حقیقت بازو

بندہ با او حکایت از عشق حقیقی گفتیم و اگر نہ "خبرنداری" "بچہ باز سچہ مشغولی"

چنانچہ گویند آب از غرقاب بسیار بیار و پاسے تر شدن ندی ہم از اینجا اول نقطہ

قطرہ و نوبادوہ عالم ظہور و خلقت تاکید یا لیت رب محمداً لعلی خلق محمداً یعنی

اے کاشکے کہ خداے محمد محمد را در وجود نیاوردے کہ مقصودش علی حسب المراد

حاصل نیست و آن محو کیے فناے اصلی است پس ازین لا و نعم یعنی نفی و اثبات

کجا خبر دار و اے و اے ہزار و اے پر تو با و یعنی مقصود تو کہ محو فنا است

عشق جفا است حاصل نہیں شود ہر چند کہ بگیرد تہمتہ تر میشود پس ہزار و اے بر جا

تو با کہ از حقیقت خود محرومی خود را خود تمیذانی چنانچہ عارفے فرمودہ است بیت

من با تو ام و مرا نمیخوانی تو من عین تو ام مرا نمیدانی تو

یعنی معشوق با عاشق میگوید من وصال با تو دارم اما تو از وصال من بیخبری و من و

تو کیے ام و با من در معاینہ و مشاہدہ تو ام اما تو مرا نمیدانی عین بعینہ طالب کجا خبر دار

کہ بیان شان کردہ اند۔ و بجز آنست کہ حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ

میفرمایند کہ صوفیان مذکور در محبت او صدق و اخلاص و عالم کشف کثیر دارند

چنانچہ خواجہ جنید و خواجہ شبلی و خواجہ حریری رضی اللہ عنہم مبالغہ ہر چہ مقالتاً

خود پود فرمودند پس تو ازین لادفعہ یعنی نفی و اثبات خبر نداری بچہ بازیچہ مشغولی
یعنی چنانچہ در فراق او و در تجلی وصال او غرق اند کہ نفی و اثبات کردن خبر نداری نہ کہ
ساعة فساعة تجلی وصال نصیب دارند کسی کہ این نوع مدار و دعوی محبت
میکند پس بچہ بازیچہ مشغولی و اسے ہزار و اسے ہر و باد۔ اکنون یک وجہ از ان مہمیت
این زمان بہ نظر حضرت قطبی قدس اللہ سرہ العزیز در خاطر خطور میگرد کہ مراد از عین
دل حضرت محمد عالیہ السلام شاہد باشد نسو عین بہ عین و نقطہ عین عبارت از صفت
ظہور کہ بدان عین ظاہر گشتہ اگر تبتیہ با عین است اما بالادقوق عین است و پوشش
و پیرایہ و تاج و داج عین بہ عین است و بعضی میگویند کہ معشوق را یعنی شاہد را
عینی گویند از ان جهت بہ حضرت بندگی محذوم قدس اللہ سرہ میفرمودہ اند کہ شاہد
عینی باشد۔ و دیگر چنانچہ در حدیث اندہ لیغان علی قلبی وانی لا استغفر اللہ است

اسے اطلبہ التغطیف والانباس المزینة والحلی الفاخرة المذهبة المفضت
المرجعت الکمال علی عروس الحقیقت و شاہد این فی کل یوم و دلیلہ کہ سیاق
معنی است کہ فرمودہ بعد حدیث مذکور اشارت ترقی از ادنی بہ اعلی است ہم ازین
جهت او صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و ہمہ انبیاء و اولیای حیات دنیا دوست داشته
اند کہ درین عطائے دنیا عروس حقیقت انبایت خوب بینماید و آخرت دار کشف و
عیان است آنجا عروس مجازی چون بر منہ بینماید و بر منہ دیدن مردم را خوش

نمی آید و مراد از "کاف تا قاف" یعنی از تارک تا قدم از ازل تا ابد طہارت
و طراوت دارد یعنی مراد از طہارت نور باشد کما قال اللہ تعالی قل جاء کثر
من اللہ نور و اللہ نور السموات و الارض و از ب تائی
یعنی از بالاترین و بیار و اوراق است

نقحرہ را گویند یعنی ہمہ اندام آن شاید چون نقحرہ قام است سیم تن و سیمین بریم
از ان است زیرا کہ اوض الف و واژه است یعنی اورا ضیائے و نور
است اول ما خلق الله نوری و سراجاً منیراً گفته اند الف راست و در
بر نقطہ اعتدال است یمنیہ و سیارہ نظردار و اذاع البصر و ما طغی ہم ازین
بیان است۔ و و واژه اسباط بنی اسرائیل ہم از و عیان است و قطعہ
اشمتی عشرۃ اساطیراً ہمین تبیان است یعنی بریدہ گروا نسیدیم
بنی اسرائیل را و واژه گروہ از جماعت مردمان و باقی کلام مقطعات از عین
و عیان است۔ و جہہ دیگر حروف تہجی را در کتبہاے لغت ویدیم در خاطر
قطر آید اگر این و جہہ نیز درین رسالہ ثبت میکنم تا عزیزان را فایده رسد۔
در کتاب صراح حروف تہجی را بہ این طریق لغت نوشتہ آمد و شاہد علیی باشد
یعنی عین و لغت زبد الماء کف را گویند و عین آن مرد کہ بر ہمہ اقران و یاران
خود مقدم باشد و کاف فحل نراست و درخت سنراست و یا مردے کہ بسیار مصابحت
زنان کند و یا شیر صاف کہ در میان پستان باشد۔ ضی عورت بزرگ پستان است
کہ فرزند ان را پرورش میکنند و الف مرد و فرود کہ زن و فرزند ندارد این بود یعنی این
حرف در عرب و اینجا اشارت مراد است چنانچہ در بیان توجہ نوشتہ اند و اینجا
مناسب لغت ہمچنین تہان گفت یعنی میتواند بود کہ از کف آن نطفہ است
مردے عالم و عامل نبی و ولی پیدا شود و عالم فحل چون درخت بار دار گرد و ضا
مراتب علیہ و درجات سینہ گرد و مرد کثیر العیال و متعلقان و امتان گرد و
غذائے صوری و جنوی برایشان رساند چون عورت بزرگ پستان فرزندان
را بہ شیر خود پرورد و باز او بہ مرتبہ الف تنہا است بیچ تعلق برایشان ندارد
بخداے خویش مشغول است بر حکم البصوفی کایت و باین۔ و بالله التوفیق و علیہ التکلیف

فصل پنجم

در بیان کلمات شیخ محی الدین ابن اعرابی که حضرت بندگی مخدوم سید محمد حسینی
گیسو در از قدس اللہ سرور بر کلمات شیخ اعتراضات در تصنیفها و کتب اسے خود فی
محلہ نوشتہ اند آنرا جمع کرده در یک محل آورده واضح کرده شد کہ چه غرض اعتراض
بر کلمات شیخ داشتہ بودند بموافق این کلمات یک سہ ہفتاد و ہشت
فرمودہ اند این را بہ نظر حضرت قطبی قدس اللہ سرور مع ترجمہ نوشتہ ام قافہم وانعمتم
بدان اسے عزیز کہ بر درویشان حال از حق توالی وارواست بر وقت کہ مراد
را فرین کند چنانچہ روح مرید را کہ الحال بقیت الوقت و وقت بے شعوری
است کما قال علیہ السلام لی مع اللہ وقت لا یسعی فیہ ملک مقرب
ولا نبی مرسل بشتو حال را بے نقاب در آئینہ از دل جز نور تجلی نتوان دیدہ و سہلت
رہنمائی عقل بدان نتوان رسید چنانچہ عارفی فرماید

رہنمائی عقل بدان نتوان رسید چنانچہ عارفی فرماید

اسرار حقیقت نشود حل بسوال
نئے تمیز بہ در با حقن از نعمت و مال

تا خون نخوری جان ندی پیچہ سال
از قال ترارہ ننمایند بہ حال

اسے یاد غمخوار در راہ طریقت و حقیقت وہم و فہم و قال و قیل را رہ نیست چنانچہ

امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ درین رباعی فرمودہ اند

یک چند بہ عقل و علم در کار شدم
گفتم کہ مگر محرم اسرار شدم

ہم عقل عقیلہ بود وہم علم حجاب
چون دانستم از ہر دو بیزار شدم

بقول محقق ہر گاہ کہ بر او بیا اللہ تجلی جلال و جمال میشود در ان حال قرب انبیا و اولیا
واصنیا و اشقیاء و کافران و فاسقان مورچہ و پشہ بحق تعالی برابر دانستند

چنانچه فرموده اند

بیت

چه موسی و چه عیسی و چه پیر مسلمان احمد
 و لهذا بیان توحید از اولیاء اللہ و از حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ اسرار طریقت
 و حقیقت آنکہ عارفان خدا را در یک حال نیست و ہر ساعت از عالم غیب حالتی
 دیگر تجلی دارد و میشود از آن وقت الفاظ حقیقت اسرار و احدانیت گویند و بران
 کشف کرده کار میکنند چنانچہ حضرت خواجہ خضر گریہ کرد و موسی از امر شرع امتناع آورد
 پیشتر نوشتہ شد بہ این معنی حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ حال آنجا در ایات
 اشارت نموده اند

ایات

آنجانہ اسم باشد نے رسم نے صفت
 جگہ کیے بود نہ بود از دومی اثر
 این قطرہ ز قلم توحید ہمیش نیست
 یعنی در مقام توحید اسم و رسم صفت فعل نیست عرش و تری یعنی بلندی و پستی
 ندارد اشارت کلام حضرت قطبی قدس اللہ سرہ آن است کہ این ہمہ امور یکسان
 است از دومی و دوگانگی اثر سے ندارد و توحید صرف درین مقام عین و عیان
 است این توحید یک وجود کہ بیان کردیم قطرہ از بحر ذرہ عرش است حقیقت
 توحید حق تعالی در بیان کسے نیاید انبیا و اولیا آنجا دست تہی کردہ رفتہ اند چنانچہ
 وَ مَا قَدَرْنَا وَاللَّهِ حَقٌّ قَدَرًا كَمَا خَوَّانَهُ اِنَّ دَوْلَةَ اللّٰهِ مِنْ دَوْلَاتٍ لَّيْسَ لَهَا مِثْلٌ شَيْءٌ
 ہر چه گویند از فہم خود و در بیان نمی آید۔ اکنون کہ چند کلمات و حدانیت و رأیت
 کلام اللہ مشابہت اند اگر بدین نوع ہمہ را مشابہت سمید بہتر اما آنرا بیان حدانیت
 کسے داند و ادراک اہل تصوف در اصطلاح ایشان بوجہ باطنی بموافق شرع است
 اما بینندگان ظاہر ادراک میکنند نامشروع گویند کہ این نوع بیان مفسران

تکرر و اندوختن قطبی قدس الشریعہ تفسیر معارج الکشف و ملتقط کرده اند تمام
معنی اصطلاح تصوف ہر یک آیت را نوشته اند کسی کہ عارفان درین اصطلاح
و نقل دارند کلام و حدیث بموافق شرع تصور میکنند بشنودن ان یک آیت را یہ
اصطلاح تصوف معنی نوشتہ ام کہ قولہ تعالیٰ اَمِنْ هُوَ قَائِمٌ اِنَّا عَالِمٌ سَاجِدٌ
وَ قَائِمًا يَخْذُرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةً سَرِيَّةً مَا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ
وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ط اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُو الْاَلْبَابِ ه یعنی اَمِنْ هُوَ قَائِمٌ اشارت
بہ خلوتخانہ مراد است کہ جنز محب و محبوب را گنجائش نیست ساجدًا اَوْ قَائِمًا
در افتادگی است میان عاشق و معشوق می رود و کنایت از حالتی است کہ عارفان
کارشمارند و اصطلحان یار دارند بِخَدْرٍ الْاٰخِرَةَ ہر یکے بترس است کہ
بناید آخر کار این خلوتخانہ بیرون رویم و پرواز شویم و از اینجا بر در او آئیم و برخواست
رَحْمَةً رَبِّہِ ہر یکے امیدوار کہ این حالت بر صفت مدام یابد و ہم برین باشد
در روند اینجانا کہ کند

بیت

ز عشقت راست میبازم و تیرم از آن کعبتین چشم غلطانی مرا بازی دهند
قُلْ بگو اے محمد کہ واقف امر الہی عارف حالت خلوت خلوت توئی کہ پیغمبر اے
مقربان منی و راه نمائی توحید و وحدتی هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ
لَا يَعْلَمُوْنَ ہرگز برابر نشوند آنانکہ بر امر الہی و واقف اند انما یبتدئ کثر
اُولُو الْاَلْبَابِ مگر خداوندانے کہ از سکر بہ صحو آمدہ اند و درین حالت صحو
بالذات سکر اند کسی کہ در سکر بازی آید او حالت کجا میگوید و راہ الہی چون
واقف میشود و کسی را کہ تجلی ذات کشف است او محو است کہ کلام در تجلی
ذات نیست لکن قال علیہ اسلام من عرف ربہ کل لسانہ ازین حدیث
تجلی ذات مراد است لیکن در تجلی صفات و افعال و اسما و آثار کلام روا بود

کما قال علیہ السلام من عرف سر بہ طال لسانہ ازین حدیث تجلی صفات
 وغیر آن مراد است و شیخ محی الدین اعرابی و چند طایفہ متابعان او میگویند کہ
 در اے این وجودات وجود سے دیگر نیست و آنچه متمثل تجلی میشود صور و اشکال
 اوست ہمین را تبدیل و تحویل ساکب می آید و میرود و منحصر است ہم ازین اورا مقید
 مطلق گوید و ممکن الوجود گوید و حق سبحانہ را کاکلی الطبعی نامند بہ این عقیدہ گفتن
 حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ در کتبہا سے خود نوشتہ اند استغفر اللہ
 الاحول و لا قوۃ الا باللہ این سخن در ایمان شرک است محی الدین عالم غیب
 گذاشتہ است و عالم شاہد راضی شدہ است اوقایل برین صور و اشکال است
 کہ متمثل و شکل را مقصود اند و بر این حصر میکنند از و را اورا شعور سے ندارد بہ این
 معنی حضرت بندگی مخدوم در کتاب خانہ مینویسند اگر او در ایام من بودے
 ازین شواہد باز آرد و وہ علو بر و دے ایمان بہ تجدید آرد و دے مسلمان از سر شدے
 کقولہ تعالی و جَوَّعَ یَوْمَئِذٍ نَاصِرَةٌ اِلَیَّ رِبِّهَا فَاظْهَرَتْ اَشَانِ مُحَمَّدٍ مِصْطَفٰی
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم این امید دارند۔ دیگر حق سبحانہ را کاکلی طبعی نامند این
 اعتقاد حکما است با ایمان کارے ندارد کہ در اصطلاح تصوف کسے نگفتہ است
 زیرا کہ حق تعالی را قدیم گویند اول و آخر پس قدیم را با حادث پیوست نیست
 و اگر شور و لہو بدین لہ اثر پیدا آید و اتحاد عبارت ازین نیست کہ دو یکے شوند اما اتحاد
 از آن است کہ جز او دیگر سے نیست و مقید مطلق اورا گفتن درست نیست کہ واللہ
 مِنْ وَاَسْرَ اَیُّہُ مَحِیْطٌ است فیض او مطلق است پس مقید کردن قاعدہ حکما است
 علما جواب دادہ اند در علم تصوف تعلق ندارد و کسے کہ با حق دوی ندارند او مست
 وصال دارند بہر نوعیکہ وصال میشود ازینہا میدانند مقصود تمام شد برین صور و اشکال
 متمثل تجلی شدہ می آید میرود و منحصر میکنند عجب را بطلہ است کہ این نوع ہم میکنند

کہ حق منزہ است تشل و تشکل صور اوست در خزانه ادکم آید کہ برین مختصر میشود و عاشق را دوی باقی است زیرا کہ فراق بعد وصال است و وصال نیز بعد فراق است کہ وراہ الورا فرمودہ اند و اگر فرض کنیم دو کاغذ باریک را سریشے ز نیم مہرہ بران گردانیم این دو یکے نماید اما دوی عقلی باقی است کہ از خود مشتت کردہ یکے شدیم قاما او منزہ است سبحان اللہ عجیب کار سے حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ بر ابو کہ بہ اشتہار سے مقامات عرفان رسیدہ بود و عشق و محبت او تمام نمیشود کہ فرمودہ اند من واصلم و سرگردانم و این واسطہ بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ میفرماید کہ اگر این سخن من خلاف حق الحقیقت است چنگ دوستان خدا و دامن من باشد کہ شیخ محی الدین گوید کہ آلہ مقید و مطلق سبحان اللہ اگر فیض او رنگ آمیزی کرد این صبغة اللہ را تو آلہ مقید نامی و جعلنا الہا این چه سخن است بر ضمیر منیر علمائے اہل تحقیق مخفی نیست کہ ذات و صفات و اسماء حق ہی قديم اند و عالم از و پیدا است با اختیارہ ازین روے اورا مبداء خوانند دیگر از اسما فیاض است چنانچہ خلاق و خلق بچند معنی است یکے آفریدگاری این صیغۃ است قایم بذات قطع نظر از تعلق آن با مخلوق پس حیثیت صفت ذاتی است و حقیقی باشد اصنافی نمیتوان گفت دوم معنی آفریدن چیز را بدین اعتبار صفت فعلی اصنافی نیز نامند و آن آفریدگاری چه کہ تاثیر است قدیم تعلق آن با اثر عاود سیوم معنی مخلوق پس فیض مرادف خلق باشد بہر معنی و آنچه در عبارت محققان واقع است کہ عالم اثر قدرت و اثر فیض او است این عبارت اسناد مجازی است زیرا کہ قدرت و فیض صفت است موثر نیست بلکہ موثر حقیقی ذات است و اسناد مجازی بہ اتفاق علمائے عربیتا ہذا است پس برین وجه مراد ازین کلام محققان کہ فیض این رنگ آمیزی کرد این باشد کہ ذات او فیاض است

اورنگ آمیزی نمود و فیض در اصطلاح صوفیان تجلی است و رنگ آمیزی عبارت
از تنوع تجلیات و این مشابهت در کتب قیصری شرح فصوص مینویسد ان الاعیان
التي هي العوايد للتجليات الالهية فايضة من الله بالفيض الاقدس وهو عبارة
عن التجلي الذاتي الواجب الوجود للاشياء واستعداداتها في الحضرة العلمية
شهر العينية كما قال كنت كنزا مخفيا فاحبت ان اعرف الحدیث و
الفيض القدسي عبارت عن التجلیات الاسماوية الموجبة الظهور كما يقتضيه
استعدادات تلك الاعیان في الخارج في الفيض المقدس مترتب على الفيض
الاقدس و آنچه بعضی میگویند که فیض نزدیک منطقیان عرض است و فیض مالا
بیدقی و حمل بلا شی چون او را فی ذاتهم بقا نباشد رنگ آمیزی چگونه کند جواب
این ظاهر است که سخن در اصطلاحات منطقیان کار نداریم - تحفه دیگر بشنو که
شیخ محی الدین صاحب فصوص مینویسد که منصور علاج را تجلی ذات بود مقام افرا
داشت اما حضرت بندگی مخدوم قدس الشکره در تصنیفهای خود مینویسند
که منصور را تجلی ذات بود هرگز انا الحق نگفته و دیگر سجانی نه سر آمدی زیرا که
در تجلی ذات چون محو است محوچه داند که من چیستم و کیستم که گوید سجانی و انا الحق
میگویند که تجلی ذات مشاهده است که مثل و شکل شده تجلی بر سالک می آید
سالک چنان رنگ آمیزی او دیده در سکر رفته است که جز بگویند اندیش کلام
که گوید كما قال عليه السلام من عرف سر به کل لسانه تجلی ذات مراد است
لیکن در تجلی صفات و غیره کلام روا بود قال عليه السلام من عرف سر به
طال لسانه ازین حدیث تجلی صفات و افعال و اسما مراد است اما چون عدم
کلام در تجلی ذات باشد که انا الحق و سجانی گفتن روانی باشد پس معلوم شد
که در تجلی صفات و غیر آن گفته اند و در خزانه او چه کم آید همین مثل و شکل تبدیل میشود

ان القدس عبارت
عین

م ظهور

و کسے را تجلی ذات میشود و او جز در محو نمیداند در نور ذات محو است و کسے که تجلی ذات
مشاهده دیده بعد از ارشاد مرشد در تجلی صفات نظر میکند که انوار او را او را راست
به این معنی مرشد باشد که ازین لذات مشاهده نور تجلی ذات نماینده بعد در تجلی
ذات و صفات استغراق میکند پس خود را بجمال صفتی از صفات اللہ می بیند
یعنی ذات جایز الوجود و صفات واجب الوجود در خدمت درمی آید آن صفات
واجب الوجود برین ربوده در کلام می آید و میگوید انا الحق پس ربوده همس میگوید
اما همان صفات واجب الوجود در لسان جایز الوجود میگوید ممکن الوجود گفتن
اورا جایز نیست پس تحقیق بدان که در تجلی ذات کلام نیست در تجلی صفات
کلام هست به این معنی حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سره گفته اند چه کنم یعنی
محمی الدین اعرابی امروز زنده نیست با او گفته نمایند و او شنیدے آنچه
یقین است زیرا که تجلی ذات مقام فردا نیست است کسے که این مقام یافت
خودی خود را گذاشت هر دو یک شدند از سکر باز نمی آید مقام اخص است
اما این تجلی ذات اخص بر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بود بر دیگران نیست
ازین معنی چنانکه قالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور شده بود که در کلام
مجید یاد کرده است **قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَ كِتَابٌ مُبِينٌ** پس او نور
بوده سبب آن سایه بر زمین نبود اگر قالب او مثل دیگران بودے **تَوَهَّمُوا**
نَيْطُورًا وَنَإِكْبًا وَهَمُّوْا لَيْبُصًا وَنَإِكْبًا به اهل طواغیر قرآن نشدے بغیر از رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسے را نیست پس در تجلی ذات مانند چه فایده در روش
در تجلی ذات مشاهده نظر تجلی صفات داشته در او را او تصور کردن بهتر است
شیخ محی الدین بر تجلی ذات منحصر کرده است که همین صورت ذات تشکل و
تشکل تبدیل میشود مفید کرده است - اما مجمل را بچند انواع بیان کرده شد:

باز بچند وجه خواهد گفت که محققان گفته اند خداوند تعالی از تمثل و تشکل منزله است
بر حکم لون الماء لون الاناء یعنی رنگ آب رنگ قدرح یکے مینماید چنانچه مردمان
میگویند که فلان شیخ عین جذبیه حق شده است بر حکم من سرائی نقد سرائی الحق
غرض عین عشق گشته در عشق عاشق و معشوق از دانست پس هر که معشوق رسید
بحق رسید و هر که او را دید پس حق را دید چنانچه حضرت بندگی مخدوم درس الشدره
میفرمایند

بیت

هر ذره که می بینی خورشید درو پیدا است در دیده ما بیند چشمی که بحق بنیاست
یعنی در هر ذره از ذرات عالم صفات واجب الوجود ظاهر است در دیده ما
بیند یعنی در چشم خود در آید و به بیند آنکه خواهد حق را بیند چنانچه سایه آفتاب
بر کشاکش بادشاه و کلبه گدا برابر تا بد اما بیننده باید از شاد شد باقی است چنانچه
حضرت بندگی مخدوم قدس الشدره میفرمایند

بیت

در دیده انسان ما صورت نه بند و پیکری جز عکس عکس شخص را در نور ما نور به بین
یعنی در چشم مرد یک چشم ما جز الشدر دیگر در نمی آید در نور ما نور الشدر به بین زیرا
که در میان خواجگان چشت پیر و مرید عاشق و معشوق است پس گفتن درست
شد در نور ما نور الشدر به بین ما صنع الله فهو خیر هر چه صنع خداست همه نیکی است
تا دوری ننماید چنانچه عارف میفرماید

بیت

از بعد شکایت مکن ای خسته جگر کز غایت قربی نه بینی ما را

یعنی عاشق خسته دل از بعد دوری ما چرا شکایت میکنی بلکه از نهایت قرب
و نزدیکی تو ما را نه بینی چنانچه هم گفته اند که انگشت خود نزدیک چشم خود بیند انگشت
خود را از غایت قرب نخواهی دید کقوله تعالی وَخُنَّ اقْرَبُ الْبَيْتِ مِنْ جِبَالِ الْوُدِّ
چنانچه حضرت بندگی مخدوم قدس الشدره تمثیل در طالب و مرشد آورده اند

بیت

از غایت قربا سے پیرا زما بماندی دورتر مائیم باہم بکد بگرن نزدیک را دوری مبین
یعنی اسے فرزند مرید از غایت نزدیک تو از ما دورتر نمائی و اگر نہ پیر و مرید جدا نپسندند
پس نزدیک را دوری و دوری را نزدیک بدان ہر چند خود را دورتر بدانی نزدیک تر
باشی و ہر چند نزدیک تر از کاری دورتر باشی عجب رابطہ حضرت بندگی مخدوم
قدس اللہ سرہ را بود کہ این نوع قضیہ برعکس فرمودہ اند و دیگر در بیان وصال

فرمودہ اند کہ برین حد دار و چنانچہ

شب با تو غنودم و ندانستم کہ تویی روزت بستودم و دانستم کہ تویی

زبے حیران و ہمدان کہ این نوع وصال دارند غرض ایشان آنست کہ تمام شب

با دخیلیدم و روزت بستودم اما ندانستم کہ تویی یعنی این معاملہ از غایت

مفتوق و وصال کلی نامند کہ خودی خود رفت ہمہ او شد چنانچہ چراغ در طاق می آید

از روکشمالی ہمہ طاق منور میشود چنانچہ گفته اند کہ لیلی بر سر مجنون استادہ مجنون

اورا ندید چون خبر کردند کہ لیلی ایستادہ است مجنون گفت انا لیلی این را

وصال کلی نامند تا ما حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ میفرمایند کہ درینجا ہم

فراق باقی است کہ از سکر بھو باید آید تا اورا اورا بہ بیند تا طالبان را ارشاد

کردن توانند کہ در وصال امید باقی است چنانچہ درین بیت اشارت در وصال

و فراق فرمودہ اند تا محبوب مجر و نشود

عجب نیست کہ گزشتہ شود طالب دوست عجب این است کہ من اصل و سرگردانم

از آنکہ ہم در فراق اند و مطلوب را نہایت پیدانہ و غایتتہ ہویدانہ از آنکہ ازلی

و ابدی است طلب طالب را از کجا تمامی روسے نماید ہر چند کہ بیشتر میخورد

تشنہ تر میگردد و ازین معنی عاشق را ترس و وحشتی در وصال قرار دادہ اند کہ تجلی

را یک حال نیست گاہ صورت جمال و گاہ صورت جلال قہرہ لطفہ ہر دو دست
و گفته اند کہ عاشق ہمہ حال فراق تصور کند و در تجلی ذات فراق نیست و ہمہ ولیا
اللہ از تجلی ذات بہ تجلی صفات تصور یازد اورا ہر و را اورا خیال دازد کہ قولہ تعالیٰ
وَاللّٰهُ مِنْ دُونِ الْبَہْمِ الْمُحِیْطِ چنانچہ شیخ الاسلام شیخ سعدی رحمۃ اللہ
علیہ در فراق اشارت گفته اند

بیت

حسنت آخرے دارونہ سعدی را سخن پایان ہمیر تشنہ مستقی و دریا همچنان باقی

افسوس افسوس یعنی حسن و جمال محبوب را نہایتی نیست و عاشق را غایتی نہ پس
عاشق مسکین و در عشق معشوق ہمیر و دریا یعنی حسن و جمال او بر خود است رفتنی
نیست بلکہ زاید است پس چہ حال باشد وقتیکہ عاشق بہ اشتیاق او ہمیر و
حسنت تمام نشود این سکنت نیست کہ عاشق دیدار یار متحیر باشد لیکن این
سکنت تمام است کہ من مرا با وصل یار میران چنانچہ حضرت قطبی قدس اللہ سرہ
فرمودہ اند من و اصلم و سرگردانم پس این سخن گفتن صادق می آید لاخیری عشق
بلا موت و لا فی موت بلا عشق۔ محقق گشت و شنیدہ باشی کہ محققان ماسلف
این خبر آورده اند کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم را ہر روزے و ہر شبے
ہفتاد کرت استغفار پو و میدانی چہ معنی است زیرا کہ بر حکم سلطنت تجلی مقتضای
مقام بود کہ نہایت رسیدم باز چون نظر پیشتر گردند بہ اسمان او دیدند دریلے
دیگر و قضاے دیگر بزرگ تر پیش آمد از ان استغفار کردن کہ نہایت دانستہ
بود پس تجلی ذات بہ مثل و شکل عاشق را مختصر نیست یقین است کہ الوہیت
و عبودیت تو امان اند نہ اورا نہایتی نہ این را غایتی یکے بدون دیگرے
متصور نہ از انکہ یک دن و یک خمبیک پیالہ شراب طہور خوردن مستان گشتند
تا در ارالورا بہ بیند پس فرمودن حضرت بندگی محمد و محمد قدس اللہ سرہ

صادق آمد که بر تجلی شکل و مثل منحصر نمیکند زیرا که آن تجلی ذات همین اقتضا میکند که آنچه بود مقام ویدم باقی همین را تبدیلی است به این معنی حضرت بندگی مخدوم قدس الله میفرمایند که در خزانه او چه کم است دیگر اقتضای مقام نمی تواند چنانچه حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و اله و سلم هفتاد و کرت روزینه استغفار کردند چنانچه نوشته شد کفوله تعالی وَاللَّهُ مِنْ وَرَاءِ الْعُرُوِّ مُحِيطٌ زیرا که عشق مشاطه گری و رنگ آمیزی دارد و بجز ارشاد و شکل بجداست و دریای لاهوتی را احاطه نیست که چه طوله و بسطی دارد و بجز صرف ذات معلوم نمیشود و بسبب حال این بیت نهم

بیت

ز به دریا که اندر رو به هم غرق اند و حیرانند چو ماهی زنده از دریا و دریا را تمیداند
یعنی هم غرق در عشق اند اما عشق چیست کسی نمیداند چنانچه گفتن شیخ محی الدین
ابن اعرابی که در تجلی ذات غرق شده است از مستی در صحنه می آید که گفته شود اگر در
تجلی صفات نظر میکند تا و را در الورا به بیند تا کلام گفته شود کما قال علیه السلام من
عرف ربه طال لسانه پس قد و را هر چند که بیان میکند منحصر نمیشود چنانچه ماهی در دریا
زنده میباشد اما تمیداند که دریا چه طوله و بسطی دارد و یقین است که دریای عشق را
پس کس نهایت ندیده است که منحصر میکند چنانچه حضرت قطبی قدس الله سره میفرمایند

بیت

تا ظن نبری که هست این رشته دو تو یک تو است ز اصل و فرع بنگر تو نگو
یعنی کسیکه قابل اندگمان میبرد که دومی دانسته اند در غلط افتاده اند اینها جز یکی
پیش نیست چنانچه فرموده اند بگو است یعنی یکی است که دوسه هزار در هزار مینماید
باید که تو در غلط نیفتی پس گفتن حضرت مخدوم بندگی قدس الله سره و را در الورا
درست شد و از جهت تمثیل صورت مجاز بر سبک شکل شده تجلی می آید درین

رباعی نیکو حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ اشارت فرمودہ اندیشو رباعی

حق آن خداے کمان بعالم ندیدم جز وجودش هیچ دیگر

مکن طعنہ مرا از بت پرستی کہ فرقی نے میان بت و بتگر

یعنی اگر عارف را در بت پرستی بینی هیچ عیب مکن کہ میان نقش و نقاش فرقی نیست کہ الحاظ نظرۃ الحقیقت راست است زیرا کہ حق جز وجود حق عارف در

جهان هیچ چیز را نمی بیند و غرض درین رباعی آن است کہ در حقیقت جهان یک

وجود است کہ واجب الوجود گویند و مکن الوجود قائم بدو است پس وجودے کہ

قائم به وجودے بود اورا در حقیقت شہود نباشد و محققان را در و حضور نے پس

مکن الوجود را کہ عالم است وجود گویند در حقیقت ہمہ یک وجود است کل شیئی

ہا لک الا و جہدے پس بدانکہ با او تعالیٰ غیر نیست کان اللہ ولم یکن احد شیئی له

وہو الان کما کان پس افسد او بہ نسبت با است نہ نسبت ار تعالیٰ بجاہ و علا

قہر و لطف ہمہ اوست فافہم و اغتنبہ بدانکہ چون سالک در مقام تجلی ذات

ن صفت رسد صفات افعال خود را فانی یا بد بذات و صفات و اسماے حق و بہ قطع ہمہ

اضافت بقاآن ذات صفا و اسماے حق بشناسد تا و را الورا بپند و تیکہ ازین طریق بہ آن

مقام رسد بلسان غیب فرماید سبحانی ما اعظم شانی و دیگر انا قول و انا

اسمع هل فی الدارین غیری میگویند درین حالت میا لک ہجو و رخت کلیم است

کہ از ان این کلام ظاہر گشت انینی انا اللہ الا انا چنانچہ قصہ موسیٰ علیہ السلام

مشہور است این را بہ اصطلاح صوفیہ سکر نامند و کفر حقیقی خوانند و سیکہ از سکر

در مقام صحو آمدند تجلی و را الورا یعنی تجلی صفات می بینند این تجلی را اسلام حقیقی

گویند و سیکہ در تجلی سکر میمانند جز محو ندانند و ہرچہ تمشل و تشکل دیدہ منحصر میکنند

ازین خیال نظر بالا نمیکند اورا مجذوب مجرود نامند کہ از لذت تجلی تشکل باز نمی آیند

رعایت تجلی افعال نمیکند که از حد شرع بیرون رفته اند پس مجذوب مجرد لایق شیخوخیت نیست و سید الطایفه خواجہ جنید رحمة اللہ علیہ چون از سکر باز آمد فرمود که در سیر دریا هزار هزار قوسے رفتند باز آمدن نمیتواند کیچے ماہیم کہ دوران سیر آوردیم یعنی از تجلی ذات تجلی صفات آمدیم مقام سالک مجذوب یافتند کہ از مقام سکر بہ نحو آمدنہ در اولیاء تجلی نمودند۔ بیان مجذوب مجرد و سالک مجذوب بیشتر خواهد آمد ازین معنی نہ ششم تا مکرار ناقص۔ و شیخ محی الدین ابن اعرابی ہم در تجلیات اول مانده در سکر مانند جز از مجذوبانست کہ تجلی ذات اول را سکر مگویند و تجلی افعال و صفات دوم را محو مگویند کہ در تجلی اول انیت است کہ ہر چه مثل بماند تجلی می بینند ہمین ذات او میدانند بر این منحصر میکنند بہ این معنی شیخ محی الدین ابن اعرابی ذات را قدیم و آلہ مقید دانست ازین بہت حضرت بندگی محذوم قدس اللہ سرہ میفرمایند قل لا الہ الا اللہ واللہ اسم ذات قدیم است مستجمع بہ جمیع صفات کمال کبیر کبیرہ شئی من حیث الذات والصفات والاسماء والافعال و فرمودند اگر در ایام من بودے اورا ازین شواہد باز آوردے بہ علو بروے و از در اولیاء نظارہ اشش شدے معنی از تجلی اول در مقام محو می آوردے این را السلام حقیقی گویند۔ تخفہ دیگر مگویند کہ مجذوب مجرد را در تجلی ذات چنان لذت گرفته است کہ بتصرف جذبہ محو میشود و خبر نفس ندارد و از ان محو قدے دیگر در عالم الوہیب نمیدارد کہ الجذبۃ من جذبۃ الحق تو از می عمل التقلین و مجذوب سالک را در ہر سکرے محوے است و در ہر صحو سکرے است چون سالک در محو بودہ باشد بعد در مقامے رسد کہ آنجا حیران ماند سکرے حاصل شود و وقتکہ آن مقام را بشناسد باز در محو آید ازینجا باز در مقامے بلند تر نظر افتد باز سکرے روے نماید و این مقام اخص است کہ گاہ در سکر سیر کند و گاہ در صحو ہمین سیر را

وراء البوراننا مند چنانچه حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ درین بیت اشارت کرده اند

خوشید هر روزی نه را در روز دیگر مطلع آن ما هتلبے ہر شبے در ہر شبے بدر بہ بین

و در خبر آن است کہ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را چند ہزار بار مخاطبات تجلیات
میشد و او ہر روز ہفتاد کرت استغفار میکرد و میگفت انہ لیغان علی قلبی وانی
لاستغفر اللہ کل یوم سبعین مرۃ زیرا کہ استغفار این محل گفتن این بود کہ ہر

روزے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را در ہفتاد مقام سیر طیر بود و بمقتضای
ہر مقام تجلی میدیدے و در ہر مقامیکہ رسیدے مقصود دانستے زیرا کہ کلی آن مقام
و ہیبت کمال او ہمن اقتضا کردے و چون پیشتر میرفتے استغفار میکردے
و میدانستے کہ چند مخاطبات تجلیات می آید و میرود آن مقصود نیست و آنچه

نگذاشتند اسرار جلال و جمال بود و بودے ایشار کردند و در جمع از ارشاد گدراختند و اورا

بر خوانند کما قال اللہ تعالی الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم

نعمتی و سرضیت ککرا الاسلام دینا و نیگویند کہ تجلی اول را دیدہ بکر و حرم

میشود باید کہ نظر بر تجلی دوم بکند یعنی سکر در صحنی آید و اگر نہ در مقام سکر بودہ

باشد اورا حقیقت وراء البوران میشود و پیروی شرع نیز میرود کہ در سکر جز نفس

نیست محذوب مجرد آنست زیرا کہ از لذت عشق طالب را بتمامہ میخورد کہ پیلے

جد پیشود ازین لذت فرق کہ دن نمیدہ از سکر باز در صحنی آید باید کہ از

کفر حقیقی در اسلام مجازی خیال دارد و بعدہ وراء البوران رسیدہ شود و میگویند

کہ امثال و رد آن لذت بر طالبان راہ و محبان در گاہ واجب است کہ ہر

روز نو و روزے و طلب نوحاصل کند چنانچہ فرمود لیزد ادوا ایمانامع انما نھو

مراد ازین نہ واید طاعت لنی ظاہری نیست بلکہ حرف نفس است یعنی عشق و

بیت

جان داد بے ز ابد و عابد بتفکر
در عشق رموز لیت که معلوم نکردند

و دیگر بشنو که موافق این محل یک سمر مع ترجمه نوشته ام تا طالبان را
مشقت نیکند رو باین معنی هر چه در فهم خود رسیده معنی ظاهر کرده ام۔

سمر هفتاد و هشت

قوله "بزرگے طعمے" یعنی قلب مصفی غذا سے نفس مزکی کہ طاعت و عبادت
است غرض باروح غذا قلب و یا بغیر غذا روح و یا خفی غذا سر برداشت ایشان
بداد و قوله "بدست مرید داد" یعنی عقل معاش است داد "گفت دران
بر آب" یعنی دریا سے نفس است "درویشے است" یعنی همان نفس مزکی بدو
عرضه داشت "یعنی مرید" کہ آب عمیق است کشتی و بدرتہ و واسطہ "نیست
و مرا بہ آب اشنا بی نہ" چنانچه عارف نے حسب حال میفرماید بیت
رسیدم من بہ دریائے کہ جوش آدمی خوار است نہ کشتی بگذرد آبخانه ملائے نجب کار است
"گفت کرانہ آب بائیست و بجو بحر مت آن فلان نام خود گرفتہ کہ وقتے
برزن نزویکی نکرده است مرارہ وہ "بچنان مرید کرد" آب دوشق شد
مزو گذشت "غرض حقیقت برنگ مجاز شد عشق محسنے کہ بسیار رنگ آمیزی بود
نونی دارد گاہے حقیقت را برنگ مجاز و مجاز را برنگ حقیقت میگرداند بیکر لحظه چنانچه گویند۔

بیت

عشق مشاطہ البیت رنگ آمیز

کہ حقیقت کنت برنگ حجاز

الغرض طعام بدرویش رسانید اور خورد و بحضور مرید وقت بازگشت مرید
گفت وقت آمدن چنین آمدہ بودم وقت رفتن چہ کنم چون روم او
دوگفت بروبر آب بگو بجز مت آن فلان نام خود گرفت کہ وقتے طعام خوردہ
است مرارہ وہ همچنان کرد و آب رہ داد مرید را و اشکائے مشکل پیش
آید کی آنکہ این پیر چہین بچکان زاوہ وان درویش بحضور من طعام
خوردہ و دروغ بر آب گفتم ہر دو اثرے اعجوبہ داد از پیر رسید محل این
کلام چہ باشد و روغے را چنین اثرے شود گفتم من وقتے بہو اے خود
نزدیک زن نہ رفتہ ام یعنی برائے ادائے حق او صحبت کردم ان لنز و حک علیک
حقا یعنی بدستیکہ موافقت ترا بر تو حقے لازم است کہ بارے حکایت و صحبت کنی
و او بہو اے خود طعامے خوردہ است یعنی آن درویش برائے طاعت
و عبادت را خوردہ است بر حکم ان لنفسک علیک حقاً باید دانست کہ این
سخن ادب است و ادنی طور معرفت است کہ معاملت ناسند بیشتر ازین مقامات
بسیار اند اما صدق کلام برین وقتے است آکل و ماکول و اکل و ماکول
و ماکول و ماکول و ماکول یعنی فاعل و مفعول و فعل این تعدد و تکرار
بہ نسبت ما است بہ نسبت او تعالی میگویند کہ بغلبہ حق و حقیقت بر نفس و طبیعت
چنانچہ حدید اذ اتا نار اصفقا مقرر است آہن کہ بہ آتش نار شد ہمین را
مقام فنا گویند بلکہ اگر راست پرستی غیرے در میان نیست خود با خود باز دوبہ

دیگرے نیرواز و لیس مع اللہ غیر اللہ و ما را بیت شیبا الا ورا بیت اللہ فیہ
 قولہ چنانکہ کہے گوید ما در خود را من زاده ام و چنانچہ گفت صحابی ولادت
 امی اباہا یعنی زادا مادر من پدر خود را کہ ظاہر کرد خلق خالق را ہوا الظاہر

ہو الباطن قولہ و دیگرے گفتہ را بیت سربنی فی صورت امی یعنی دیدم
 پروردگار خود را در صورت مادر غرض در ہر بانی و شفقت و قضا ربک الاتقرب
 الا ایتاؤہ و بالوالدین احسانا و از زبان مبارک رسول اللہ گویند صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم

شعر

انی دان کنیت ابن آدم صورتی فلی فیہ معنی شاہد بابوتی

یعنی پدر ستیکہ من اگر چہ ظاہراً صورت فرزند آدم اما درین معنی است کہ گواہ است
 بہ پدائی من من ابوالارواح ام و ابوالاجساد است و معلوم است کہ خلقت روح
 پیش از جسد است خلق اللہ الارواح قبل الاجساد با ربعة الاف سنہ
 یعنی من در صورت فرزند آدم و آدم در معنی فرزند من است انا من اللہ و الخلق
 منی والہم برین معنی است و در غزل حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ این
 بیت فرمودہ اند

و حق جو بار شد مرا من مادر خود را پدر اوزاد از خود این سپرد در ہر سرے سرے

بشنو کہ حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ چہ غرض دارند یعنی نفس مادر است و
 روح پدر چنانچہ گفتہ شد ولادت امی اباہا یعنی زادا مادر من پدر خود را و روح
 مادر نفس است پس در صورت ظاہری روح فرزند نفس است و در حقیقت
 چنانچہ گفتہ شد ابوالارواح نبی علیہ الصلوات والسلام این پس روح پیش از
 جسد آفریدہ شد و در معنی روح پدر و نفس مادر و دل فرزند کہ از وزا پدہ است
 زیرا کہ ہمین سبب نفس را مہونیت سماعی میگویند کہ لفظ مذکور و معنی مہونیت چنانچہ

حضرت قطب الاقطاب حضرت قطبی قدس اللہ سرہ در کتاب اسرار الابرار
 ستر حکایت نفس و روح و دل ہمہ گیر سخن شده است فرمودہ اند پس
 درین محل مناسب آن حکایت بود جزوے در بیان آوردم مقدمہ نفس و
 دل را میگویند کہ تو متولد از من شدہ و از من ترا بہ مانند از کنجد روغن کشیدہ اند
 من ترا اُمّ اصلم باید کہ تابع من باشد چنانچہ الولد یتبع الام و تابع نفس لذت
 و شہوت است بعدہ روح میگویند کہ منم ترا سے دل کنجد را پیچیدہ کشیدہ ام کہ تو
 از وزائیدہ اما از دولت من است کہ از خود از عالم علوی آمدہ ام و نفس بدکار
 را بحکم و فعل من کشیدہ ام من در معنی پدرم و او در معنی ظاہری مادر است بعدہ
 آن نفس کہ دعویٰ مادری کرد چون نسبت پدری روح را اثبات یافت ضرورت
 سرور گیر بیان خجالت در کشید از دعویٰ مادری سکوت گرفت ہم برین مشابہت
 حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ بیت فرمودہ اند پس در میان پدر و
 مادر فرزند زائیدہ است یعنی دل پاک پیدا شدہ است چنانچہ انا من اللہ
 و الخلق منی پس در ہر صبح سحر حق تعالی بہ بین چنانچہ در بیت است و حکایت
 نفس و روح و دل تمام بیان ازین جا نہ نوشتہ کہے را عرض افتد در سمر بہ بید
 قولہ دیوانہ از سمر و یوانگی و خود کاری این سخن گفتہ "است شاہ
 عراقی قلندر میفرماید

قلندر را نواز شہا خدائی را گداز شہا خدا اندر قلندر ان قلندر را خدا خونین
 بشنود کہ حضرت سید محمد حسینی گیسو دواز قدس اللہ سرہ چہ رمز فرمودند بہ نظر ایشان
 معنی کشف شود یعنی مصرع اول قلندر را نواز شہا الی اخرہ یعنی قلندر

بمعنی عالم تجرید و تفرید است کہ درین عالم تجرید و تفرید شد غرض از تکلیفات
دنیاوی رفت پس گویا کہ قلندر شد یعنی برہنہ شد حق تعالی اورا نوازش
وسرفراز سازد و در حقیقت آن عالم اطلاق و اجملات ہم راحت و کشادگی و
فراخی دارد و خدائی را گدازشہا فرمودہ اند یعنی عالم نسبت و اضافت را کہ
خودی است و آثار صفت جمالی و جلالی است رنج و محن از آنکہ بتکلیفات
مکلف است ازین عالم را گذاشتن باید و آن عالم تفرید و تجرید در خود آورد
پس حق سبحانہ این قلندر را نوازشہا خواهد کرد و معنی مصرع دوم خدا اندر
قلندر و ان قلندر را خدا خوبین یعنی ہرچہ صفت تجرید و تفرید دارد خود می
خورد رفتہ خود را خدا گویاند پس از الوہیت می آید و العکس بالعکس پس حق تعالی
را نزد یک اہل توحید و تفرید بدان قلندر را خود بین یعنی عالم نسبت و اضافت
را مقام عبودیت خوانند غرض وراء الورا بہ بین و اورا لایق عالم خدائی دان کہ
قطع نسبت و اضافت است کہ التوحید اسقاط الاضافات این است
و عالم وراء الورا کہ مکان لامکان است قارخ از عالم نسبت و اضافات
است و قتیکہ طالب را این مقام دست دہد کہ از ہمہ برہنہ شدہ خود در عالم
تجرید و تفرید آمد خدا اندر قلندر دان معلوم شد پس باید کہ قلندر را خوبیند
یعنی از عالم تجرید و تفرید در عالم وراء الورا بیند یعنی کہ از عالم مکان لامکان آنرا
عالم الوہیت نامند و سیکہ برین حضر میکنند یعنی در عالم تجرید و تفرید کہ ہرچہ تجلی
می بینند اعتقاد دارند کہ ہمین را گردش است کہ مثل و تشکل می آید و میرود
پس این اعتقاد مشابہت حکما است کہ حکما میگویند کہ مردن زادن است
ہمین جان از شکم دیگر زاید بہ این معنی حضرت بندگی متحدوم قدس اللہ سرہ
میفرمایند اگر درین وقت شیخ محی الدین ابن اعرابی میباشد دست گرفتہ

وراء الورا مینمایم واللہ اعلم آنچه در عبارت ایشان معنی تعلق گرفته بود نوشتیم بشنوی که
 حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ چه میفرماید۔ قولہ ”بدبخت زندیق کافر
 درین مقام الحاد خود را حجتے سازد و زندقہ خود را برابر ہائے گویند اند کہ
 این حکایت فیض قدس است یعنی زندیقہ گروہے بدوین است ہمین حجت
 می کنند کہ خود بکار رسیده ایم فاما ایشان را صحوے است نمیدانند کہ این حکایت
 فیض قدس است کہ آخرا از خزانه او چه کم آید کہ بر مثل منحصر شود از ویرا الورا شعورے
 ندارد اما دومی باقی است چنانچہ درین عبارت حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ
 میفرماید۔ قولہ ”مدبر و محرک فاعل و قایل جزا و نیست اورا روح الروح
 نامند یعنی فیض قدس را روح الروح و جان جان گویند و سر نور نور ہم خوانند
 قولہ ”محلے اورا روح اعظم خوانند و صفت او چمنین گویند الموجود الایصر
 مدعی و ما یعنی او موجود است ہمیشہ کہ صفت عدم بر اوے ہرگز نشود ازا یکے وجود
 واجب است و ظہورش لازم غرض یکے موجود ہمیشہ و دووم معدوم ہمیشہ و اینکہ عالم
 کون و فساد گویند و جدا و تلاشی خوانند یعنی موجود گشت و تا چیز شد در وجود
 آمدن همان معدوم شدن همان این را کون و فساد گویند و اعتقاد و انتقال
 تبدیل و تحول بیند از صورتے چنانچہ میفرماید۔ قولہ ”بل ینتقل من صور الی
 صور و من مادة الی مادة و من هیت الی هیت یعنی بلکہ آن بود منتقل
 میشود از صورتے صورت و از مادہ سوے مادہ و از هیت سوے هیت
 غرض آنست کہ این ہمہ وجودات کہ از تاثیر وجود است کہ ممکنات گویند این
 را الاعین و لا غیر گویند بہ ہمتے عین و بہ وجہے غیر نامند چنانچہ دریا و امواج و نقلیہا
 و تحولات و حباب و نہر و باران و ابر الی غیر ذلک از تاثیر بحر است وجودے
 بہ حقیقت ندارد و وجود ہمان یکے بیش نیست چنانچہ فرماید۔ قولہ ”بل الحقیقت

بدبخت کافر
داسمار الایصر

م سہوے

ن وصف
داسمار الایصر

کمال کمالاً یعنی فرد سے واحد احد صمد کہ پہنچ جیتے اعتبار سے تعلق ندارد طریق
 کرہ باشد۔ قولہ ہر جا کہ انگشت نہی خاق و وسط او باشد اینجا جزو
 لای تجزی فہم شود فرد احد صمد قابل تجزیہ و تشبیہ نسبت یعنی جزوے قسمت او ممکن
 نباشد کہ حکما یک چوب میگیرند برابر آفتاب بر چشم خود نہند و آفتاب را بیند چون
 آفتاب در ان چوب شد این را جزو لای تجزی گویند۔ قولہ اینجا فرع و اصل
 نیست این را ملحد اصلے ہمارہ و حرکات خود را از ان متفرع کردہ یعنی
 آن از بیچون و بیچگونہ است کہ وراہ الورا نامند زیرا کہ اصل و فرع از عالم نسبت
 و اضافات است آن عالم بے شبہ و بے نمونہ را حرکات خود از ان متفرع
 گفتن درست نیست بگو ازین کلمات نافر جام استغفار بکنند چنانچہ فرمایند۔
 قولہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ

توضاً و ضور الغیب ان کنت ذاسری یعنی وضو کن وضو عالم
 غیب کہ از عالم شہادت بعالم غیب شو اگر تو صاحب ستری غرض پاک شو باکی
 عالم ملکوت کہ ہرگز بعد آن پلید نشوی و پاکی عالم ظاہر بہ اندک چیزے پلید میشود
 مصراع و الا تسموا بالصعید علی الصخر
 و اگر نہ تسمم کن بخاک پاک کہ برسنگ سخت است یعنی از عالم غیب کہ وراہ الورا
 است باز بعالم نسبت و اضافات آئے کہ عالم سنگ و کلوخ است این عالم را
 گویند غرض از سکر بہ صحو تصور کن و نسبت ما فوق کہ عالم ازو گوہر شب چراغ
 است بر حکم کل شیء یوجع الی اصلہ یعنی ہر اشیا باز گردو بہ اصل خود بہ صفت خود
 پس معلوم میشود کہ عالم وراہ الورا مقروض و مستقر ہمین عالم نسبت و اضافات است

تلمذ در کتب منقول عنہا لفظ الا واقع شدہ و در اسرار لفظ الا است

کہ خلف فرزند نیک را میگویند و فرع را نیز میگویند. و پس آئینہ را ہم گویند فرع و
 خلف اوست چنانچہ تیمم خلف وضو است ہمانکہ میگویند آب آمد تیمم بر خاست
 مقرر است اندہ مع کل شیئی لا بقارنہ و غیر کل شیئی لا بمنزایلہ راستی کہ او
 تعالی با ہمہ اشیا است بغیر پیوستگی جدا است از ہمہ اشیا و گفته اند کہ آب آمد
 تیمم بر خاست یعنی مقتدی خود را امام خود بساز و تو پس وبے ایستادہ شو و
 چنانچہ میفرمایند۔ قولہ "وقام اما ما کنت انت اما مہ" یعنی پیش کن
 امامی را کہ از عالم نسبت و اضافات است و از مقام ظاہر شریعت است
 اما توی در حقیقت امام او کہ اول حقیقت است بعدہ طریقت و شریعت
 کہ ایشان قطرہ و شرح حقیقت اند۔ قولہ "وصل صلوة الفجر فی اول العصر"
 و بگذار نماز فجر در اول وقت عصر یعنی از زمان و مکان و وقت و ساعت پیشتر
 شو تا ہمہ اوقات یکے کرد و عرض بگذار نماز فجر ازیرا کہ در کشف و جلای عالم حقیقت
 باش و سررشته بگیر کہ در عالم خلق و مجاز کہ نزدیک غروب و فنا است کہ عالم شریعت
 است اما در عین کشف حقیقت است کہ حقیقت و حقیقت است مقام جمع الجمع
 است و کثرت و ہی مجازی است ازین سبب کہ تا حقیقت چہ حقیقت خویش ظاہر
 گردد و ازینجا معلوم میشود اعتقاد آرد کہ کثرت و ہی مجازی است حقیقت بتماہہ
 ظاہر نمیکند ازین وہم ما فوق میکند تا بحق و حقیقت بینظنون و حیوانات را در
 وہن نہنگ دریا اندازد و بعالم و را و الوراہم میرسد۔ قولہ "این نیز بیان
 آن جملہ است کہ بیان کردیم" کہ وجود یکے بیش نیست و آن واجب الوجود
 است ممکن الوجود و ہی و مجازی است۔ عرض این عبارت آن است کہ

بگہ بعد از "از ہمہ اشیا" غالباً لفظی یا عبارتی ترک شدہ است لیکن در کتب منقولہ عنہا عبارت چہین است۔

موجود و حقیقت واجب الوجودات و غیر او همه ثانی که کل شیء ها لکن الا وجهه
و جاس دیگر است کل شیء ها لکن الا ملکه چون ملک او باقی باشد لاجرم ذات
او به طریق اولی فنا پذیرد پس ذات او را کجا منحصر میشود صفت عدم بر وجهی برگز
نشود الغرض اگر عمر ابدی باشد نهایت رسیدنی نیست که الرجوع الی الابد
این است یعنی بدایت آن است که کل شیء بر جع الی اصله و را او را همین معنی
حضرت بندگی مخدوم قدس الشکره فرموده اند۔ و شیخ محی الدین بن اعرابی
در کتاب خود نوشته است که و راے این صور و اشکال حتی العرش المجید وجود
نیست همین صورت را تبدیل و تغییر شده بر صوفی تجلی می آید و میرود به این اعتقاد
او حضرت بندگی مخدوم قدس الشکره بسیار جا فرموده اند که صور و اشکال فیض
اوست نه اوست در خزانه او چه کم آید دومی باقی است ازین جهت در نظم حضرت
قطبی قدس الشکره گفته اند من و اصل و سرگردانم۔ و دیگر نهایت الرجوع
الی البدایت آن است که صوفی را پادایت ریاضات و مجاہدات بود چون داصل
شد نهایت همان است که همبران رجوع کنند که برین منحصر نمیشود اما این معنی ازین
محل موافق باشد که بدایت تا عدم بود یعنی ازین محل موافق باشد که بدایت تا
عدم بود یعنی فنا بود بعد در وجود باز نهایت ما چسیت فنا بدیدیم که فنا فی الله مقصود
صوفیه در ان فنا شویم که اول هم فنا بود باز نهایت را هم فنا میشود این وجود
در فنا فی الله فنا و او باقی و را او را که گفته اند همین قیاس تصور کن و الله
علیه حکیم و لهذا بعضی محققان گفته اند که موجود حقیقی یکی است و ان عین
وجود حق و هستی مطلق است اما او را مراتب بسیار است که حقایق همیشه
در باطن وجود پنهان باشد و آثار ایشان در ظاهر وجود پیدا زیرا که زوال
صور علمیه از باطن وجود محال است و الا شرک لازم آید الله تعالی علوا کبیرا

نصیح مخم

اگر چہ غیر موصوف است بہ اعتبار وجود و اما عین اوست و تعابیر بہ حسب مفہوم طاب
 و شیخ شیخ الدین ابن اعرابی ازین مفہوم آکہ مقید لفظہ است و اہل حقایق میفرمایند کہ
 مطابق بے مقید نباشد و مقید بے مطلق صورت نہ بند و اما مقید محتاج است
 بے مطلق و مطلق مستغنی از مقید پس استلزام از طرفین است و احتیاج از یک طرف
 و استغناء مطلق از مقید بہ اعتبار ذات است و الا ظہور اسمائے الوہیت و تحقیق
 نسبت ربوبیت بمقید از محالات است لایدکہ ہم محب حق است و ہم محبوب او ہم
 طالب حق است و ہم مطلوب او چنانچہ استا و میفرمایند رباعی
 قرب تو بہ اسباب و علل نتوان یافت
 برہر کہ بود تو ان گرفتار بدے
 تو پیدای ترا بدل نتوان یافت
 حب سابقہ فضل ازل نتوان یافت

رباعی

اے ذات رفیع تو نہ جوہر نہ عرض
 ہر کس کہ نباشد تو عوض باشی ازو
 لیکن ہر چہ وجود عارض است بر آن اطلاق نیست اعیان ہمہ عارض مینماید
 و انتہائے وجود نہنہاید ازین حیثیت از جمیع موجودات مستغنی است لکما قال اللہ
 تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ لَغَنّٰیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ و حق تعالیٰ غنی از عالم است و عشق ہم پر
 از و آمدہ است ہمین مثال کہ آلودگی نیاز با مردم است کہ قرار نیست دومی مقرب
 است وقتے کہ تجلی مینماید آن وقت وجود خود نیست میشود جملہ ضعیف و باقی
 مینماید اما اعتقاد میدارد کہ در ضمن مقیدات محتاج بخود ام بدین حق سبحانہ
 غنائے مطلق است اورا قید درست نیست و ازینجا معلوم میشود کہ احاطت
 حق سبحانہ بجمیع موجودات چون احاطت ملزوم است بلوازم نہ ہجو احاطت
 کل است بہ جز و تعالیٰ عما یلیق بجناب قدسہ انا از محققان نسبت است کہ

حق تعالیٰ نہ جز نہ کل نہ طرف نہ منظور الا ان کمان کان لا یتغیر بصفاتہ چنانچہ
گویند نور آفتاب ہر چند کہ بر پاک و پلید تا بد ہیچ تغیر نوریت او نشود نہ از مشک پوسے
برگیرد نہ از گل رنگ و سیکہ اورا مطلق مقید مجمل مفصل جز کل گفته است این ہمہ
گفتار موجب مغالطہ است چنانکہ حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ میفرماید بیت
تا طن نہری کہ بہت این رشتہ دو تو **یک تو است ز اصل فرخ بنگر تو نکو**
یعنی کسیکہ قابل شدہ دومی دانستہ اند اینجا جزیکے بیش نیست **یک تو است کہ دو**
در ہر رمی ہما یکہ در غلط بیفتی بر مجاز اعتقاد کن دراء الوراظر بکن چنانچہ درین بیت اشارت
نیکو فرمودہ

آن یار ہمانست چہ شد جامہ بدل کرد او جامہ بدل کرد و گر یار بر آمد
غرض معشوق یکے است اگر کسو تے دیگر کرد چہ شد اینجا در دنیا حادثہ و در آخرت
مثال گفتند میگویند کہ این ہمہ وجودات کائنات در مویہاے دریائے محیط اند
تقلبات و تحولات عالم بسیط اند این تکثیر و تعدد بہ نسبت ما است نہ بہ نسبت دریائے
محیط او ہچنان است کہ بود اما اوتانہ و کرشمہ بجزانہ دارد کہ عاشق از خود برود چنانچہ
حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ فرمودہ اند

دل در رہ عشق تو نہ پوید چکند جان دولت وصل تو بخوید چہ کند
ہر گاہ کہ بر آئینہ تا بد خورشید آئینہ انا الشمس نگوید چہ کند
یعنی دل عاشق در طلب وصال او نہ دود چہ کند از آنکہ جذبہ محبت معشوق اورا
بے اختیار میکند و گفته اند کہ روح انسانی را با عالم حق و حقیقت ہستیست ہمہ
در جامعیت چنانچہ ذات او جامع جمال و جلال است ہچنین روح انسانی خروج
من بین جمالہ و جلالہ ہمارہ حب الوطن من الایمان گفته اند و حاصل بیت
دوم چون آفتاب بر آئینہ تا بد یعنی آئینہ را جز این چارہ نباشد کہ بگوید من آفتابم

بر حکم لون الماء لون الانار یعنی رنگ آب و رنگ قدح یکے میں پانچ چنانچہ مردمان
گویند کہ فلان شیخ عین جذبہ حق شدہ است بر حکم من رانی فقد مراد الحق و
عین عشق گشتہ در عشق عاشق و معشوق یکے است از انکہ او اصل است و
مصدر موجودات است اشتقاق معشوق از و است کقولہ تعالیٰ انک
لا تھدی من اھبت و لکن اللہ یھدی من یشاء یعنی اے محمدؐ تو راہ راست
نمودن نتوانی کہے را کہ دوست داری و لکن خداے تعالیٰ راہ راست نماید کہے
را کہ خواہد۔ دیگر بشتن خواجہ بھیمی معاذ بر خواجہ ابو نرید رحمتہ اللہ علیہ نبشت کہ اینجا
کے جرعہ از شراب محبت نوشیدہ میان ماست گشت خیر ازین عالم ندارد
ابو نرید جوابش نبشت این کار کا ترار سوا ممکن اینجا کہے ہست کہ ہر دم خیمہاے
شراب میغلطانہیچ مست نمیشود مردان ہزار دریا پر نوشیدہ اندوشنہ
رفتہ اند تو مست از چہ گشتی چرا از سکر بھومی آئی تلبے نہایت می بینی چنانچہ

عارف فرمودہ است

قدح بردست من دادی و گفتی ہوشدار اے مسلمانان دران معرض چہ جاہوش
یعنی قدح شراب یعنی محبت وصال بردست عاشق مشتاق دادی و جرعہ از ان
در کام این عاشق مہجور چکانیدی یعنی لذت وصال نمودی و گفتی با ہوش عقل
باش یعنی از سکر بھوم تصور کن برین محبت وصال منحصر کن پس عاشق میگوید
اے مسلمانان منصف باشید کہ دران حالت کہے را ہوش بود کہ من با ہوش
باشم مردم چون تو اند کہ قدح شراب خورد مست در وصال شدہ باز بہوش
باشد اما از توفیق خواجگان چشت از سکر بھومی آید و راہ الورا خیال کند
از اعتقاد و مقید باز ماند برو اللہ من و سراً لھدی محیط اعتقاد و استہ باشد
کہ از اول اللہ ما تقدم این نوع واضح شدہ است چنانچہ میفرمایند کہ کلیت

وجزئیت ہر صفت اوست اما از اوج کلیت اطلاق تنزل فرموده و تظہیر نموده
تا تو از جز بہ کل راہ بری و از تظہیر بہ اطلاق روی آری نہ کہ جز را از کل ممتاز دانی وہ
مقید از مطلق بازمانی چنانچہ میفرمایند

رفتم بہ تماشاے گل آن شمع طراز
چون دید میان گلشنم گفت بتاز
من اصلم و گلہائے چمن فرع من اند
از اصل چرا بہ فرع میسمانی ہاژ

رباعی

از لطف قد و صباحت قدیہ کنی
وز سلسلہ زلف مجدد چہ کنی
از ہر طرف جمال مطلق تابان
اے بیخبر از حسن مقید چہ کنی
بناء اعلیہ بہ و راہ الورا تصور کردہ باشی
وانا الحق ہوا الحق دیدہ باشی چنانچہ
مولانا جامی فرمودہ اند

رباعی

گردول تو گل گذر و گل باشی
ور بلبل بیقرار بلبل باشی
تو جزوی و حق کل است روز چند
اندیشہ کل کنی کل باشی
کنون این فصل را بر نظم سلطان العاشقین شیخ نظام الدین بدوئی تمام کن
و زبان خود را از افتتالے اسرار ربوبیت کہ بجز دستر میشد گرد آرد چنانچہ خواجہ
میفرمایند

سیت

نظامی این چہ اسرار است کز خاطر برداری
کے سرش نمیداند زبان درش بان درش
اگر طلبے صداقتی مریدے واصلے می آید اسرار بر و گفتن بہتر است و گرنہ کہے سر
اسرار نمیداند بر و اظہار کردن کلی منع است ازین سبب حضرت بندگی مخدوم قدس الشیراز
بہ چند محلہا فرمودہ اند کہ درین کار آئی دانی فافہم و اغتم و لہذا عذر این ضعیف
اعتاد کہ ایچہ کلام بزرگان کثیر مشکل بود آنرا مبرا کردن از کتبہا تصوف فی محلہ شیدہ
زیادہ و نقصان کردہ فہم خود رسائیدہ تخریر کردم و من عند نفسہ سوالات و

جوابات نہ نوشتہ چنانچہ الانسان سزى وانا سزا است يعنى انسان سزى من
العبثت وسر من صفت من است و صفت من از من جدا نيست۔

فصل ششم

در بيان شطحيات اولياؤ اللہ کہ حال دارو ميشود بوقت سکر کلام فرمايند۔ بدان
اسے عزيز برگاہ کہ مقربان در گاہ آلہ شراب محبت و سقہد ربه شرابا بطهورا

ہی نوشتہ از خود محو شوند يعنى در محبت مولی چنان غرق اند کہ خود را خدا می بينند و

اتصال بدین محبت چنان است کہ از ان کار باز نمی آيند و امتياز نمی توانند

چونکہ آثار جذبات لطف او در چشم ایشان ظهور شده است و لذات مشاہدہ

در جانش آويخته است کہ قاطر از فراحت اغيار برداشته اند چنان مست

شده اند کہ بجز حق تعالی آنگاہی و شعورش نمی ماند و زبان جانش بدین ترانہ و

ترنم آغاز دکہ در مقام سکر اند

اسے بلبل جان مست زياد تو مرا

لذات جهان را ہمہ در پايے فگند

و اين لذت مے و ميگرہ کنے دانند کہ از حرص و ہوا و مشغلہ دنيا بيرون آيد و تو

قبل ان تو تو اگر در چنانچہ کفر و اسلام خبر ندارد چنانچہ گفته اند

در سکرہ مستانرا ديم بہ پریشانی

در فصل نہم بيان اسلام مجازي و کفر حقيقي خواہد آمد انہ ميخاست نکر دم تا کرار

نميند بيشنو کہ در خيل است کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را در شب معراج

مع جميع صفات الوہيت تجلی شد چنانچہ ميچ بغيرے را ان چنان نبوده است

و نصيب اين سعادت اخص است است محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را نیز باشد

چنانچه محقق مینماید تخم تجلی در طینت آدم علیه السلام کاشتن در دور ولایت
 موسی علیه السلام سبز هارنی بر آمد و درینو لا محمد علیه الصلوة والسلام الف تورا لی ربنا
 کیف مل الظل بکمال پس بدخوشه چنان خرمن محمدی تا ابدالابا و شتر تنول خوانند
 کرد و در کمال دین محمدی در کمالیت است الا لله الدین الخالص و شرف
 نصوص نسوت یاتی الله یقوم یحبهم و یحبوندا قبایس بود که بر قد این است
 دو خند گفتند خیر آمدی اگر چه قوم موسی علیه السلام را من و سلوی و او ند و قوم علی علیه السلام
 را از آسمان مایه فرستادند در همد یا کلوا و یتمتعوا اما در نوشتان زنده
 پوشان خانه فروشان را تجرع آن شراب شود سقعه سر بجهه شرابا لظهور
 از جام جمال در کام وجود ایشان میریزد و از تصرف آن شراب از پید به از پید
 تجلی مینماید این دور و هم یعنی محبت و کرم و صحر بر حق است محمد صلی الله علیه و آله و سلم
 است چنانچه عارف مینماید

بیت

در جهان سنا بدی و ما فارغ در قرح جرع و ما هشیار

ازین عبارت که گفته شد که پند بگیرد مگر خداوندان که از سکر به صحو آمده اند
 آنانکه بر سر ار و راء الورا واقف اند و در عین حالت محو بالذات سکر اند و مرئی
 سرور اولیاده نماند حکما و علما چنین فرمایند

شعر

دواعک فیک ولا تشعرا وداعک منک ولا تشعرا

آرے من عرف اللکل لسانہ فافهم۔ بیان شطیحات اولیاء اللہ۔
 بدان اسے غریز کہ بعضے ازین اشارت میکنند چنانچه منصور حلاج انا الحق و خواجہ
 یانیزید بسطامی سہمانی با اعظم شامی گفته اند و خواجہ جنید خلیس فی حبستی سوی اللہ فرمود
 ازین اشارت رمزے شاید از ان پاسد که چنانچه شیشہ سفیدے صافے
 در طاق نہی وہا سے آن طاق چرخ افروخته داری شیشہ بتام در طاق چرخ

نماید بینندہ گوید کہ من درین طاق چراغ افروخته دیدم چنانکہ در ہر چہ نگم کنم توی

چندارم بخارے میفرماید

رباعی

از صفات می ولطافت جام

در ہم آمیخت رنگ جام بدام

ہمہ جام است نیست گوی من

یا بدام است نیست گوی جام

و دیگر حق تعالی فرمودہ است وَهُوَ اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَفِي الْأَرْضِ أَمَا بَيِّنَةٌ

باینکہ اور آسمان و ارض تصور کنند پس مرعنی کہ در آئینہ است ہمان معنی کلام شطیبات

اولیاد اللہ تصور کن الغرض یعنی اللہ تعالی متصرف و مقوم در سموات و ارض است

و ہا سماوات تمام بدو است چنانچہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلمو

سایت سہی فی احسن صورۃ پس احسن صورت را او فرید و مقوم اللہ تعالی

است لیکن این نگفتہ است کہ من اورا بہ احسن صورت دیدم اما معنی شاید این

وجہ باشد کہ احسن صورت بمثال آئینہ کہ عکس جمال قدرت او و عکس وجہ تعالی

او در آئینہ دیدم تو صورت خویش را در آئینہ می بینی نہ این است کہ صورت تو

در آئینہ مینماید چنان رسول عالیہ السلام میفرماید کہ من احسن صورت دیدم در عکس

قدرت او و عکس وجہ او مطالعہ کردم مرادین اطلاع شد بدین طریق متشابه

نماید چنانچہ جبرئیل بصورت وجہ کعبی بر رسول عالیہ السلام آمد کہ نہ این بود کہ

جبرئیل صورت وجہ داشت تا از صورت خود گشتہ و لیکن چنین نمود اما این قدر باید

دانست بر مہر کہ تجلی حق ذوالجلال میشود او تعالی و تقدس کما ہو متواست

ازین معنی حضرت مخدوم بسیار جاگفتہ اند اندہ و سرائد کل و سرائد و لیکن صفات

خود را تمثل و شکل سازد او تعالی بدانکہ لا یتخیر ولا فی صفاتہ منزہ عن

الاکوان آری معنی اگر تو صورت باطنی ظہوری بینی انکار کنی عینا و غیرا ہر صفات

اوست می آید و می رود این بواجبہاے است اما اینجاست

بسیار است و جمعی از قوم منہم شیخ محی الدین ابن اعرابی کہ در آدین صورت و اشکال
 حقیقی العرش المجید و جوئے نیست ہمین اعیان را تبدیل و تحویل تغییر شدہ می آید
 برین صورت منحصر تجلی است بہ این معنی بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ در کتبہائے خود
 میفرماید کہ این صورت و اشکال فیض اوست نہ اوست در خزائن او چه کم آید و وی باقی
 است بیشتر کثیر بیان نوشتہ ام بران واضح خواهد شد و لہذا میگوید کہ بانہ
 مع کل شیء لا بمقارنتہ و غیر کل شیء لا بمزایلة بیان برین خواجہ بایزید گفت
 سبحانی ما اعظم شانی نہ آنکہ خارجہ در و داخل شدہ است آنچه باو بود لا بمقارنتہ
 و لا بمزایلة ہم بدان زبان او در آمد باقی شطیحات کہ ازین قوم زائیدہ است ہمہ برین
 مثل است و اصل معنی لغت شطیحات آنست یعنی جنیدین از مقام خود خبر میدہد
 و اصطلاح ایشان و جنیدین کسی را کہ لایق مقام قرب او باشد غرض وقتیکہ تجلی
 برین صوفی میشود خود را نفی داند از ان سکر ہر چه او میفرماید این میگوید بعد صحو
 این کلام را حجت نمیدارند و حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ در کتاب اسماء الاسرار
 سہم خود این عبارت فرمودہ اند کہ خواجہ بایزید سبحانی ما اعظم شافی گفت خود را
 بمثال ذرہ در شعاع آفتاب گم گشتہ یافت بہ نیابت او تعالی بزبان خود سخن
 راند گفت سبحانی ما اعظم شافی سبحانی دلیل کرد با وجود بایزید اشارتے بہ وجود کرد
 بر بود و نشانے داد و اگر طیفور بر نور حضور بران صفت برآمدہ باشد جز سبحان اللہ
 نگوید۔ قدوسیات جملہ را ہم برین قیاس بر و کلمات شطیحات دیگر ہمہ برین وزن
 نہ تمام سہر نہ نوشتہ انچہ بیان تعلق شطیحات باشد نوشتہ شد زیرا کہ اشارت
 در عبارت کتاب سہر است کہ جز نسبت خود نہ جنیدین است شطیحات را ہم قدوسیات
 توان از انکہ حکایت من اللہ است پس معلوم میشود کہ از معین تجلیات روح کہ
 خلیفہ حق است و از نیابت او سخن میگوید و از معدن کثوفات افعال کہ طیفور

را اثبات میکند این معنی موافق این محل بہ نظر ایشان حکایت یاد آمد کہ روزے خواہہ با زید پیدای را صفت خود تجلی شد یعنی با زید خود گفت سبحانی ما عظم شانی بار و دم تجلی یافت گفت توبۃ الناس من الذنوب و توبتی عن قول لا الہ الا اللہ بار و دم تجلی یافت گفت انی انا اللہ الا الہ الا انا فاعبدنی چون با زید از مقام سکر بہ صبح آمد مریدان باوے این حکایت کردند با زید پید دست ہر کیے کار وے داد و گفت ہر گاہ کہ من ازین نوع سخنہا گویم شما جو مارا پارہ پارہ کنید چون با زید دیگر بار تجلی یافت ہمان سخنہا گفتن گرفت مریدان حکم اشارت بر وجود با زید کار و ہاز و ندا و بزرگ میشد چنانچہ از با زید تمام خانہ پرگشت ساعتی تا بود گذشت و آن صورت با زید بود شد مریدان دیدند کہ با زید از در آمد مریدان احوال باو گفتند با زید گفت این منم کہ شامی بینید و آن دید رویت حق بود کہ بر شما تجلی کرد و شما ہم نکرید۔

سر پرودہ عزت و را کون مکان است رباخی مقام وصلت مران برن ہر وجہا است
 دران مقام کہ مردان بہ شوق می سپرند محل روح الامین پرودہ دار در با است
 اے عزیز کلام شطیحات محققان ہم برین جملہ قیاس کن زیرا کہ کلام مذکور را از اسرار تجلیات
 است کہ ساکنان بر یک حال موقوف نباشند و ہر ساعتی از عالم غیب حلتی دیگر دار میشود
 دران سکر کلام مسفرمانند زیرا کہ راہ عالم تا بساحل دریائے عشق بیش نیست و این اسرار کمتر
 کے فہم دارند مگر کسی را کہ خداے تعالیٰ بجایت خویش ذرہ از ذرات جذبات حق جلوہ کند و

اورا از عالم خلقت بہ عالم حقیقت رساند کہ ان جذبہ من جذبات الحق توازی
 عمل الثقلین او فہم میکند واللہ اعلم حکیم۔ بدانکہ اے عزیز اصل عالم روح محمدی و حقیقت
 محمدیت است اما ظہور او را اعتبارات است کہ ہر ساعت اعتبارے اسکے و نامے و کردار
 این را اہل تصوف روح اضافی گویند روح اعظم گویند روح الروح والوالا روح و قابلیت
 اولی و اصل الاستعداد و ام القابلیت و قطب الوجود نامند و چون عنایت ربانی دست گیر
 بر سالک حقیقت محمدیت بر صوف شود ہر چه او گفت این سالک گوید بعدہ کلمات متناہ

میفرماید نبأ علیه حضرت بندگی مخدوم قدس الشریه فرموده اند که خدای را تومی شامی اثر آن تجلی است۔

محمد آن جوانمرد است که در پیری نظر بارز تعالی اللہ الوافتحا خدای را تومی شامی

زیرا که حضرت بندگی مخدوم قدس الشریه از شبالی تا پیری نظر بازی باطنی از غیب میدارند ساعت قساعت تجلی نصیب دارند و ابو الفتاح لقب ایشان است و خدای را تومی شامی اے فرمود که حق تعالی را سر اواری و امر حق تعالی چنانچه باید و شاید بجز واصلان حق دیگر کسیت که سر اواری باشد و دیگر معنی یعنی خدای بزرگ است ابو الفتاح که در قلمی خداے فی ضوح است صاحب فتح و فتوح است و ابواب فضل و کرم خداے بر و فتوح است افتتاح کلام فنا میکند و خود را در مقام بقاے آن فنا می افکند که بر حکم کما فی بقی فی فناء فی فناء همان مطلق باقی بقا نما حق در درجات مقامات فنا رانده است او را از قتابه بقا و از قتابه فنا لونیات است که از مقامے به مقامے از حالے به حالے میگردد تا آنکه تبدیل به بیچ باقی حق فانی مطلق میگردد یعنی چون فانی به محض حقیقت می شتابد باقی به خدایکه عبارت از اتحاد و صفات فائده حقیقت عبودیت بقامی یابد و در ایجاد از یاد اتحاد و خدای بخدای یافته است خدای هم اینجا است که آن فانی هم در حق گفت به سان بقامی ابو الفتاح خدای را تومی شامی۔ دیگر وجه از بزرگان فرموده اند که اگر حسب بود آن بدانی در بود بیدانی بیدای اعنی بیدای بیدای نش

خود را در طلب خدای در طلب باز بخدای هم بر آشفته و از براسے نام معنی استقہام خود را خود خود اسی را تومی شامی گفت خود را آنکه نادانی تو در قابلیت آئی که بخدای شوی فانی و آنچه تومی ن خدای تو نمائی هم لبسان شان مو تو اقبل ان تم تو اسخه بدانی اعنی در صفت برکے که به زبان عیان من هم بحق فرمائی ابو الفتاح خدای را تومی شامی۔ وجه دیگر آنکه اثرے از ان شهود خدای وجود بقامی بر بود فانی تا بود خود بنهائی یعنی لمعات نورے فیض متعالی تو آترا نشای چون برق و سحاب سمائی بحق فرمائی ابو الفتاح خدای را تومی شامی۔ چند وجه نظر ایشان

واضح شد در بیان آوردم و کلمه انا الحق یعنی ازین جنس کلام اولیاء اللہ و غیر ذلک اگر بدین اعتبار تجلی حمل کنی بیچ ترا اشکال نماید و اللہ اعلم بالصواب و الیہ مرجع و المآب۔

فصل ہفتم

در بیان نوم و بیان تمثیل وصال و فراق میگویند کہ بر صوفی ہمہ شب خسپیدن حرام است چنانچہ فرموده اند

عجبا للمحب کیف یبناہ کل نوم علی المحب حرام

یعنی عجب می آید از دوستی محبوب کہ چون بخسپد و ہمہ انواع خواب بر عاشق حرام است۔ یثنو حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ در چند محلیات نوم را پنج قسم آورده اند و نمیکویر بیان کرده اند و درین رسالہ آن بیان طویل را در مختصر بیان آورده واضح کردم اول النوم اللہ النور فی اللہ

اللہ اللہ النور مع اللہ النور علی اللہ بعضی بربح درست نیست و بعضی جایز بسبب کل نوم علی الاطلاق درست نیست چنانچہ مروی است کہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بیچ شبی تمام نخمضہ اند و تمام شب بیدارم نموده اند اندک خسپیدہ اند و برخاستہ اند و وضو کرده مشغول شدہ اند باز اگر خواب زور آوردی بخسپیدے باز برخاستی همچین در تمام شب نہہ حجرہ طواف بود باز غسل کرده مشغول بحق میشدے پس ازین معنی فهم کرده اند کہ درین کار فرقتی ہم و وصالی ہم است چنانچہ فرموده اند

بیت
بیارک فرقتی باشد کہ بعد از وے وصالی است چه بالذات و صلای ہست کہ بعد از ماہ و صلای ہست

این ہم مستلزم کلی است جایکہ بعد است اتصال ہست پس فرقت را مبارک میگویند کہ بعد از وے وصال میشود فاما در وصال لذت گیر و دارندہ کہ آن لذت بعد از ماہ وصال لذت

نسیرو دوہمان لذت است چنانچہ حضرت رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اندک خسپیدہ اندک
برخی نیز میشتول میشد پس این نوع فرقت عاشق را مبارک باشد پس ہمیں سبب عشق را

مسافرانہ میگویند کہ از عالم قدس بجهت تفرج در عالم صورت برآمد و نشان فراق و وصال
در طلب حق نهاد و روح و سر و خفی در عالم حیرت است آوازہ شنیدند کہ پر تو از عالم لاہوت
می آید یعنی از قدس عشق بطریق مسافرانہ در عالم صورت رفتہ بحد روح و سر و خفی در طلب او
درین عالم صورت و اشکال آمدند کہ اورا دریابند و در طلب سعی بلیغ نمودند بحدہ روح بہ عشق
پیوست لیکن معلوم نیست کہ در میان ایشان چه معاشقہ است عاشق کسیت و معشوق
کسیت پس علت ظهور در عالم عشق در آمد بر حکم فاجیت ان اعرفت فخلقت الخلق
پس معلوم میشود کہ درین نفس و روح فراق و وصال است نفس از کثرت اخلاص روح
میشود و اتصال است و گاہ نفس از کثرت بر روح کثافت میرسد فراق میشود اما چه کند
در نفس خطرہ مزاحمت دید پس باید کہ اول حفظ نفس را بہ تزکیہ و تصفیہ لطیف کند و دوم
قوت روح کہ عین بہ عین گشتہ و قاعدہ علم کہ انفس جمع نفس است دوم در ظاہر و آن چشم
است فاما نفس تابع چشم میگردد و چشم می بیند نفس میرساند آنانکہ جاسوس نفس چشم را
گفتہ اند ہرچہ کیفیت عالم ظاہری می بیند بہ نفس میرساند و نفس ہوائے خود میطلبد پس
تمام نعیم بہشت منحصر برین دو چیز است ہرکے را دولت و نعمت حق تعالی میدہد او
می شناسد و بر فقر راضی باشد چنانچہ گویند۔

بیت

دولت آنرا بدان کہ دادندت پیش از انبائے جنس استظہار

یعنی دولت و نعمت آنرا ندانی کہ ترا دادہ اند استظہار و قوت بیشتر از انبائے جنس تو
ویاران و دوستان تو یکذات اند کہ ترا از ہستی وجود تو پاک کردہ بتانند و بہ صفت خود
موصوف کنند آنرا دولت و نعمت بدان چنانچہ در قرآن حمید فرمودہ اند وَاَصْبِرْ نَفْسًا
مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ سَبْهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهًا یعنی
صابر و شکیبایی کن اے محمد دل خود را با کسانی کہ صراحتہ در روز و شب
میخوانند و ذات او را بغیر ملاحظہ نعوت و صفات میخوانند۔ میگویند کہ بیان فقر و

قران و حدیث آمده است مراد فقیر صابر و فقرا اختیاری است نه فقر اضطراری
چنانچه فرموده اند فقیر فخری هم ازین جمعی است بدانکه فقر حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و آله
اختیاری بود نه اضطراری این فقر فخری باشد نه غیر او مگر این فقر مقلوب از فقر است
میگویند که دل پر کسی خالی از ماسوی الله است و به محبت الله پر باشد این چنین فقر
مراد باشد یعنی نباشد فیصل و شرف چنانچه مجذوب مجرد که دلش خالی از ماسوی الله است
که مجذوب را محنت و الم و درد چنان است که از اظهار شیخوخت رفته است بشوکه
خیر البشر رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم بر بوری یا قیلو که کرده بودند از قیلو که بر خاست
امیر المؤمنین عمر رضی الله عنه و بیکه نقش بوری بر پشت مبارک شده بود عمر رضی الله عنه
گمیان گشت رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم فرمود یا بیک یا عمر گفت قیصر روم
و بادبان چین چین که دشمنان خداست اند ایشان عرق در زمین و زمین اند و بر تختهاست مرصع
و سبک است با آنگینه اند تو که دوست خداست باشی ترا این حال این دوستی در فهم من نیست فرمود
راضی نشوی از عمر که دنیاست و نای ایشان را و ادب آخرت باقی ملدا داشت عمر رضی الله عنه
گفت قدر ضحیت کاش یا رسول الله پس کیکه از محنت الله راضی باشد آنرا فقر
فخری گویند بجز درد دل راضی نمیتواند شد چنانچه دل و اندوه من و اندوه من و اندوه من
یعنی آن دردی که از فراق محبوب آن لذت که در وصال حاصل میشود بیانی نیست
پس هم برین طاقانی شاعر عجب در رنگ و داشته بود که درین بیت اظهار تمثیل کرده است
قصها مینوشت خاتانی قلم اینجار رسید بر شکست
یعنی خاتانی عاشق کامل است قصه عشق و محبت و محبوب مینوشت چون قلمش
در باب وصل و فصل مینویسد تا از فصل رسید بر شکست و سینه بشکافت و
سیاه گشت لاغر و ضعیف شد هر بیت الاحزان نهاد و چنانچه یعقوب علیه السلام
را در فراق یوسف علیه السلام شجر گشت خرض آنست که بر خود را قلم کرده و شکش

راشکا فیدہ دیدن گرفت کہ قلم اینچار سید سرشکست سبحان اللہ عجیب فراق
 کہ اوداشته بود و حجب نفس او بود کہ این چنین شکا فیدہ زودہ بود بجزر و درمان
 نمیشود و این درو ظاہر نمیشناسد پس جزر و چہ وانہ چنانچہ حضرت شیخ نظام الدین
 اولیا فرمودہ اند برہر کس کہ خوش شد نہ ہمین دعا می طلبید الہی این را در روزی گروان
 تا بر فقر فخری راضی باشد و چون و چرا در لسان نمی آرد چنانچہ عارفی فرماید بہیت
 از پے صاحب نظران است کار . بیخبران را چہ غم روزگار

یعنی این ہمہ کار خداے تعالی از برائے اصحاب معرفت و فکر او تعالی ہر کہ بخیر است
 او از کار ہائے عشق و محبت چہ داند و خوردن و آشامیدن گرفتار است از کار خلائق
 نمیشود کہ خوشی نفس میکند و چون و چرا در زبان می آرد کہ فکرے و مجوری نفس از کار خدا
 تعالی نمی کار و دو بگوش و موش نمیرسد۔ بہ این محل حکایت یاد آید کہ شیخ الاسلام شیخ
 نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہ می آرد کہ خود پیش از ارادات بہ خدمت حضرت
 شیخ فرید الدین قدس اللہ سرہ احرام بستہ بودند کہ ارادت و خلافت عطا شود و سجدے
 فرود آمدند و در فکر مسکله شرعی شدند مجذوب مجرب صاحب کشف در آنجا غلطیدہ بود
 گفت مولانا العلم حجاب العظیم در باطن شیخ نظام الدین قدس اللہ سرہ بگذشت
 کہ علم حجاب توان بود امام عظیم چہ باشد آن مجذوب مجرب سخن ایشان کشف کرد فی الحال گفت
 آنجا برسی خواهی دانست تا آنکہ خدمت شیخ رفتند حضرت شیخ فرمودند مولانا نظام آن مجذوب
 چہ گفت چہ صورت خواہہ تقریر آن مجذوب کردند حضرت شیخ فرمودند کی علم حجاب عظیم ظلمانی
 دوم حجاب نورانی از حجاب عظیم قال و قیل خوشی نفس کہ خود این چنین قابل شرم ازین توبہ و
 مستغفر شود تا ما از حجاب نورانی عبور کردن و نفس را صرف کردن و از سر آن خواستن

رباعی

ہر کسے نتواند چنانچہ خواہہ کہ کسک مفرماید

اندر طلب دوست چو مژگانہ شدم اول قدم از وجود بیگانہ شدم

اد علم نمی شنید لب بر بستم او عقل نمی خرید دیوانه شدم
میگویند که شرع محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از موسیٰ باریک تر و از تمیخ تیز تر است و کسی ازین
اسرار و انوار شرایع محمدی علیہ السلام نداری چه کسی از جمال علوم محبوب بود و از صفای او
محرورم باشد او را به معرفت حقیقت راه نبود چنانچه همه اصفان جهان به عبارت صافی
خوانند که نابینا را صفت خورشید معلوم کنند جز اعتقادے تقلید نصیب او نبود میگویند
که متابعان محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعضی اہل کشف و بعضی اہل استدلال و اہل تقلید
به واسطہ حس اندوایل و تاویل ندارند لیکن اہل اسلام اند۔ کقولہ تعالیٰ قَالُوا اٰمَنَّا
بِاَنْوَاہِمُمْ وَ لَمْ نَرُوْهُمْ قُلُوْبُهُمْ۔ و عند علیہ السلام الاسلام علانیہ والاہام
سہ و اہل استدلال به واسطہ نور عقل و دلائل و برہان یقین دارند خداے را شناختند و بر کل
اشیا موجود و محیط دیدند ذوق اشیا به مشاہدہ حق است و این طایفہ مومن کہ ہر لہانان فضل
وارند کما قال علیہ السلام قلب المؤمن خیر من قلب الف مسلم۔ و در کتاب شامل
الالتقیامیگویند کہ اسلام را سصد و شصت باب و ایمان را ہفتاد و سہ درجہ است
یک درجہ ایمان زیادہ از سصد و شصت باب اسلام است و اہل کشف از جملہ حجاب
گذشتہ بہ لقاء حق مشرف شدند۔ بدان اے عزیز مراد از اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم مطلق است نہ مجرد اتباع الشریعت و اتباع الحقیقت و این اتباع محمدی در
ہر منزلے و مقامے مومنان بہ اصطلاح خویش روند فاما کسی بہ ظاہر روند و کسی بہ باطن
و کسی بہ محبت و کسی بہ استماع اصوات ہاتف روند و قوے بلوایع و لواجح و طوالح
روند کسی بہ مکاشفات و مشاہدات و مخاطبات و مخاطرات و منادات و مراسلات
و موالات روند الطریق الی اللہ بعدد انفس الخلائق۔

گر در رہ عاشقی قدم راست نہی معشوق بہ اول قدمت پیش آید
کقولہ تعالیٰ وَ اَبْتَغُوا الْبَیِّنَاتِ الْوَسِيْلَةَ وَ جَاءَ مومنان بہ واسطہ اتباع محمدی اند

در حضرت قرینے و منزلتے یافتہ اند پس متابعت ایشان بے نہایت است بیت
 این وصف بے نہایت گرجن یا گرفتند حرفے است از تہراران کا ندر عبارت آمد
 و این اتباع در ہر محلے طورے دیگر و طریقے دیگر و نامے دیگر و اردو و اسرار و انوار اتباع محمد
 علیہ السلام محققان معائنہ و مشاہدہ کردہ اند کہ یک حدیث صد تہرار و رتق یک سواری صد تہرا
 فرس تلون الانوار عبارتہ عن تلون الاحوال چنانچہ اتباع محمد علیہ السلام بے نہایت است
 و میان عام و خاص و اخص و آن از ادراک و اندیشہ دور است فاما اخص بر بعضے محل
 عمل بر حکم کند وقتیکہ ایشان را کشف ارادت باشد چنانچہ خواجہ احمد نیا و ندی قدس اللہ سر
 راچرا ندین خوکان پیش آمد و تہرار مریدان صاحب سجادہ بداعتقاد شدند مگر فرید عطار کہ
 او بدیدہ باطن نقاد حکم دیدہ و سرے و معاملات حق را کہ با شیخ بود بہ آن معاملہ موافقت نمودہ۔

ہنان با محرے رازے بگفتند رباعی جہانے را از ان اعلام کردند

چو خود کردند سر خوشتن قاش عراقی راچرا بد نام کردند

محقق عشق مامور امر است و بعضے گویند امر مامور عشق است و بعضے گویند عام مومنان
 مامورات اند و بعضے فاص اخص حکم محکوم اند چنانچہ بہتر ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا
 حلقوم بہتر اسماعیل علیہ السلام را ند فر مان شد کہ او بر حلقوم کج گشت و چہنیں بہتر
 موسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت مرسل بود بہتر حضرت علیہ السلام صاحب طریقت و حقیقت
 موسیٰ از امر شریعت خبر میداد و حضرت از امر حقیقت محکم نشان داد چنانچہ بالا ذکر شدہ۔

عشق است نشان بے نشانی بیت از خود چو برون روی بدانی

نافہم و اغتتم۔

فصل ہشتم

در بیان تخلی و بیان صورت مجازی۔ و درین مشابہت حضرت بندگی مخدوم

قدس الله سره در کتاب شرح آفتاب و ماہتاب را عاشق و معشوق تمثیل گفته بودند کثیر شکل
سمر نوشته اند به این معنی بر اے عزیزان ترجمه آن سمر هر چه در فهم خود رسیده قلمی ننوده
شده این رب العالمین - بدان اے عزیز میگویند که بر صوفی تجلی میشود آنرا الجذبہ من
جذبات الحق تو ازی من عمل الثقلین گفته اند و قتیکه نفس از تزکیه لطیف شود بعد

خود خود صورتی به آن مقام لایق باشد چشم او آمده می رود و این مرد متجلی در صورت با غیر از
حق تمامی تمثیل دیگر نمی شناسد که آن وقت همین تقاضا دارد حضرت بندگی مخدوم قدس

الله سر فرموده اند دین کارائی بدانی و متبعان او را محبوب گفته اند فکیف قل ان کنتم
محبون الله فاتبعونی یحبکم الله پس هر که اتباع رسول الله کن محبوب گردد و من یطیع

الرسول فقد اطاع الله - دین جاسته میشود که محبوسیت موقوف بر اتباع دارند
و از آیت یحبهم و یحبون موقوف بر اتباع نیست پس بین الایتن چون توفیق

شود جواب آست که اتباع بر دو نوع است ظاهری و باطنی ظاهری در شرع معلوم است
مجاهدات و ریاضات و مشاق شداید چنانچه رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم هیچ گاه طعام

سیر نخورده بود تا آنکه سنگ شکم را بسته بود قصه مشهور است الفقر سواد الوجهه فی الدارین
همین را گویند یعنی دین و دنیا سواد ولذت گرفتند که نفس را فقر و فاقه در شغل اولذت

تصور کردن چنانچه رباعی بندگی مخدوم گفته اند -
رباعی

محمد خویش را بیخویش کرده است شراب بیخودی پریش کرده است

سواد الوجهه فی الدارین دارد ازان او نام خود درویش کرده است

بغیر از خود را خدا بند یعنی در خود بند سواد دارین حاصل شود بمنه و کرمه - بشنو بیان
صورت مجازی میگویند که با دشاہ مملکت غیب و شهادت عشق حضرت مستغنی از

سمر شاد و سیوم

تبصرة الاصطلاحات الصوفية ۱۰۶
ظہور و بطون بود قوله تعالى إِنَّ اللَّهَ لَعَلِيَّ عَيْنِ الْعَالَمِينَ لیکن بر مقتضای قدیمه خواست
بر عالم تجلی ظہور کند اول صفت عاشقی و معشوقی بر خود تجلی کرد پس صفت معشوقی که مقتضای

ظہورے بود لاجرم در صورت اعیان بر عالم ظاہر شد چنانچه استاد میفرماید بیت
حسن خویش از رو خوبان اشکارا کرده پیش چشم عاشقان خود را تماشا کرده
بعده از غایت نوز حکم کل جمیل من جمال الله تعالی ہر ذرہ را بنور جمال خود بیار است
ہر چه آنرا ظہور هست و وجود رباعی جملہ مرآت حسن جانانند
ہر کس را وجود نیست جز او ہمد بر حسن خویش حیرانند

کہ المجاز قنطرة الحقیقت صوفیان درست داشته اند إِنَّ اللَّهَ عَلِيَّ كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيرٌ زیرا کہ در تمثلات حق تعالی را تجلیات می بینند نہ آنکہ ہم میکنند کہ مطلوب ہمین
است چرا کہ تمثلات رمز آن دارد۔ قاعدہ تجلیات آنست کہ بغیر از تمثیل شدہ
در نظر مردم نمی آید و ہر چه تجلیات در تمثیل دیدہ باشد آن تمثیل در عالم صورت ظاہری اند
کے مشابہت مینماید برین صوفیان نظر بازی دارند و اگر تہ ظاہر آن نظر بازی متابعت
شرع نیست درین معنی حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ در ملاحظہ نیکو و عطا فرمودہ اند
کے را عرض افتد بہ بیند اینجانبہ نوشتہ کہ رسالہ طویل میشود و می گویند کہ در نظر بازی ظاہراً
عاشق در فراق او سوخته شود و درین عالم اتحاد وصالے مینماید چنان ظاہرے در گرفتہ
شود کہ نظیرے باشد اما متابعت شرع نمیشود ہمین را عاشق و اصل ولی کامل مجذوب مجر
می نامند از سکر باز آمدن توانند تا ماباید کہ انما و را کل در این اعتقاد دارد بجز صحو معلوم
نمیشود کہ وَاللَّهُ مِنْ دُونِهَا لَيْسَ كَمِثْلِهَا شَيْءٌ است این نوع را مجذوب سالک میگویند
انشاء اللہ تعالی در فصل دہم کہ حضرت مخدوم بیان مجذوب سالک و مجذوب مجرود

ن وصال

عہ این آیت رسول عنکبوت است در سورہ آل عمران "فان الله غنی عن العالمین" است۔

سالك مجذوب فرموده اند واضح کرده نوشته آید ازین معنی اینجا در بیان نمینوشتم میگویند
 کرده وصال موقوف بر اتباع رسول اللہ است زیرا کہ یاد محبوب مراد است
 بہ او وعده است اور وصال باشد و درین و در دنیا بہ تمثیل و اگر نہ کان ما کان فعل

ما فعل بحق نرسد پس ہر گاہ کہ براہ تو در آید قدم در شرع داشته حقیقت او تصور کند
 تا زود راہ بابد در اینجا نشان و جہمی آرد حق تعالی فرموده است **لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ**
وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ غمزہ مینزد یعنی از یک در داخل مشوید بلکہ
 در راے مختلف در آید کہ بہ کمال معرفت برسید **وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ**
 مفہوم در خاطر می آید کہ شاید این کلام تکرار تجلیات است گاہ جلال و گاہ جمال و در ہر صورت مختلف
 در می آید و سیر و پس باید کہ راہ شریعت مقدم داشته در در ہاے مختلف در آید و بعالم آن
 میرسد از عالم صور و اشکال بہ عالم و راہ الورا ترقی کردہ باشد و اگر کسے در دول بہ صورت

مجازی از حال او شاہدہ تمثیل سیر یا بر شد ظہور شود درست داشته اند چنانچہ فرمودہ اند

قَلْبُ الْمَوْنِ بَيْنَ الْأَصْبَعِينَ مِنَ الْأَصَابِعِ الرَّحْمَنِ يَقْلِبُهُ كَيْفَ يَشَاءُ یعنی دل **نَ يَقْلِبُهَا**

مومنان میان دو صفت جمال و جلال است میگردد اند از ہر صفتی کہ خواہد کسے را مجذوب

مجدوب کسے را مجذوب سالك ہمین را جمال و جلال میگویند ازین نوع نظر بازی درست داشته

اند چنانچہ عارف فرمودہ است **بیت**

الحق انصاف تو ان داد کہ صاحب نظر اند **بیت**

نظر آنا کہ نگردد بر این مشتے خاک **بیت**

یعنی مشتے خاک معشر قان مجازی اند ہر کہ در دنیا نظر کند او صاحب نظر باشد فاما شرط **بیت**

مدین گفتہ اند **بیت**

یک لحظہ ز شہوت داری بر خیز **بیت**

تا پیشیند نزار شاہد پیش **بیت**

باین نوع المجاز قنطرة الحقیقت درست فرمودہ اند الحمد للہ الذی **بیت**

هدانا لهذا **بیت**

بیان کسرتا و وسیم

بندگی حضرت محمد و مقدس اللہ شریف را بید قولہ "معتشوق بہ آفتاب ماند" یعنی صفت محبوبی حقیقی بہ آفتاب عالم تاب ماند کہ نور حقیقی تجلی او بر ہمہ عالم از وضع و شریف بر سویہ است بر شاہ و گدا و شیرین تلخ و مغز و پوست ہر ذہن و دوست ہر یک طریق می تابد چنانچہ لون الماد لون الافاد یعنی رنگ آب رنگ قدح اوست اگر آوند سفید کنند سفید نماید و اگر سرخ میکنند ہمان می نماید پس رنگ او بر ہمہ مساوی تابد ہر جا کہ در جمال راست آمد جمال او خودی خود بر آید ہمین معنی محبوب را بہ آفتاب ماندہ گفته اند۔ قولہ ممکن نہ عاشق بہ ماہتاب یعنی ممکن نہ کہ ماہتاب فیض از آفتاب میگیرد اما نورے از و گرفتہ باشد کہ ہر دو در یک دائرہ او پیدا شدہ اند جائیکہ آفتاب باشد ماہتاب می آید ہمدگر دو نفر ہر دایرہ می رقصند گاہ عاشق بہ آفتاب و گاہ معشوق بہ ماہتاب شکر کہ پیشتر خود واضح کردند۔ قولہ "عاشق صفت معشوق بہ دل آرد" یعنی ازین بیان معلوم شد کہ منشا عشق از معشوق است کہ گفته اند معشوق بہ آفتاب ماند و از آیت معلوم میشود قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَاَزْمَعشوق در عاشق فیض می آید و او بدان نور مقید میگردد و حضرت رسالت پناہ علیہ السلام را معشوق ادگفته اند و اگر بہ فتح باشد یعنی عاشق صفت معشوق را بدل و عوض میگیرد و اگر یکسہ باشد یعنی بدل و جان خود می آرد بدل متصف میگرد و چنانچہ میفرماید۔ قولہ "میان آفتاب و ماہتاب مثال رقصے است کہ دو نفر بہ حضور یکدیگر روند" یعنی ہر یکے فیض از دیگرے میگیرد و یکے برون دیگرے متصور نہ این ہم بہ طریق سماع است بہ ہر دو نفر تمثیل آوردند چنانکہ "مہنود و زمان ایشان بازی کنند" یعنی میان خویش "آرا و نڈہ بازی خوانند" و باید دست معشوق را ذات باید داشت کہ جمال و جنسیت با ذات است در ہفتہ لطافت بہ آفتاب ماند باید کرد کہ نور بخش و جهان سوز است و عاشق

رابہ صفت ماہتاب بستہ باید کرد و یا آفتاب و ماہتاب را صفت جلال و جمال انکاشت
 چنانکہ ماہتاب را مثبت آفتاب کرد و منظر او داشت - و منور و زنان اسما و افعال باید شناخت
 و دژندہ بازی رابہ رنگ آمیزی و شعبہ گری و اعیان غیر متناہیات باید پنداشت چنانکہ
 درین معنی قصہ است بہ نظر ایشان درین عمل یاد آمد قصہ این است کہ این کافران و زنا
 شان در میان خویش لعنت کنند ہر کسے چو بے خوردے مقدار دو و وجب بہ دست گیرند و قص
 کنند این چوب خود بر چوب او زنند و او برین زنند لیکن با وزن و لطافت و حسن و ظرافت
 آتر از زبان سہدوی دژند بازی گویند زہے عارف آن ہر جا کہ سترے است بر آن مطلق
 چہ شروع و چہ غیر شروع از ہمہ جا و حق تعالی را می بیند با غیرے چہ کار داری فافہم -
 و ہر کسے با چوب دیگرے سبک میزند و میگردد و میزد و "وسایط در کارے
 بند یعنی ہر ذرہ از ذرات و جودات از دیگرے فیضے دیتے میبرد و ہمہ را بیک تار موے
 بر بستہ میدارد و ہمہ را بیک شخص و یک ذات و ہمہ را با لیت دارد و یکے را بد گیرے
 ہم میکند تمام عالم را کلمح بِالْبَصْرِ میسازد و مطلوب نمینماید چنانچہ عارفے فرمودہ است
 ہمہ عالم صدائے نغمہ اوست بیت کہ شنید این چنین صدائے دراز
 فیض عالم بہ تمام اثر سخن اوست کہ او بدان سخن کردہ است و اگر صدائے
 نغمہ حق تعالی باشد پس کیست از مخلوقات این چنین نغمہ کند آتر ای چنین صداء
 اثر باشد غیر او تعالی ممکن و متصور نیست چنانکہ حق تعالی فرمودہ است اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ
 كَيْفَ مَنَّ الْاِظْلَاطِلَ رَا طُولَ وَسْطِ مَيْدِ بَدِيعِ بِيَانِ آيَتِ اَنْ اِيَا نِي بِنِي تَوَا
 مُحَمَّد سوسے پر در دگار خود چون این حکایت شنید از غایت شرم سرفرو و آورد چنانکہ در
 عاشقی و دیدن محبوبی و بعد آن فرمان رسید کَيْفَ مَنَّ الْاِظْلَاطِلَ اِگر بہ طرف من نمی بینی بار
 مری بالا کن بہ بین کہ چگونه دراز گردانیدہ ام سایہ خود را او با سایہ ترا غرض آنکہ چون سہ
 بالا کند ناچار نظر بر او تعالی افتد غرض عشق حاصل شود چنانچہ عارف درین بیت خوش

یک سو تو کشتی دگر طرف جذبہ خوبان من تا رضعیفم کہ گرفتار دو سویم
یعنی یک طرف صفت عاشق میکشد و طرف دیگر صفت معشوق پس حال من
چون تا رضعیف گشته کہ گرفتار دو طرف باشد ہما سجا قرار نہ آنجا آرام نہ اگر بہ حقیقت
میرود بہ شریعت میکشد و اگر بہ شریعت میگردد بہ حقیقت میرانند۔ قولہ ہمچنین بافتاب
از آفتاب فیض میگیرد و جدا میشود و خود را منسوب میگردد اندر چنانچہ بیت
خوش اشارت است۔

بیت

ہر ذرہ کہ می بینی خورشید درو پیدا است در دیدہ ما بند چشمیکہ بحق بینا است
یعنی در ہر ذرہ از ذرات عالم صفت واجب الوجود ظاہر است در چشم ما در آید و بہ بینید
آنکہ خواہد حق را بیند و درین بیت حضرت مخدوم در نور خود نورے بہ بین فرمودہ اند۔
در دیدہ انسان ما صورت نہ بندد و بگریہ بیت جز عکس شخص نور ما در نور ما نورے بہ بین
یعنی در چشم مرد یک چشم ما جز اللہ دیگرے در نمی آید در نور اللہ بہ بین زیرا کہ در میان پیرو
مرید و رخواجگان ما عاشقی و معشوقی است عرض در نور ما نور اللہ بہ بین ما صنع اللہ
فہو خیر و آفتاب ہر مہ عالم بہ سویت می تابد جائے سپید میشود و جائے سیاہ بہ اعتبار
مظاہر و اما اعتبار آفتاب تفرقة نیست۔ قولہ "عاشق صفات معشوق را بدل"
و عاریت "میگیرد" یعنی خود بہ صفت او شدہ بدل کند۔ قولہ "از دوام صحبت
و از دوام حضور صفت او درو آید" کہ صحبت تو ضرورت متصف بہ صفات
او شود مراد لذت بدل از افراط و تفریط کند و نہ آنکہ صفات این میرود و صفت او تعالی
بجائے او میگردد و تزکیہ و تصفیہ روشن و متجلی میگردد و گنج پنهان پیدا میشود چنانچہ میرانند
قولہ "کا لحد ید المحات" یعنی آہن آتش گرفتہ و گرم گشته قولہ "نار اصفتا" ن و صفا

عبارت سارا را این چنین است "نار و صفا حدیذ انا نار صورت ما حدیذ معنا۔ نار اثر ا حدیذ حقیقتا نار ظاہر ا حدیذ باطن
نار صلا حدیذ قاعلا۔ در بہ سجون نار حقیقتا حدیذ صورتا کذا ک عکس کل مالک لوجنا"

حدیداً اذا تآ" نار صورت حدید معنی یعنی آتش صفت و آہن ذات آتش صورت
 و آہن معنی۔ اینجا ترا محقق شد کہ صورت و معنی یکے است صورت معنی شد و معنی صورت۔
 قولہ "ناراً اثاراً حدیداً حقیقتاً" آتش است بہ اثر و آہن است حقیقت
 و "ناراً ظاہراً حدیداً باطناً" آتش است بہ ظاہر و آہن است بہ باطن
 و "ناراً فعلاً حدیداً افعلاً" آتش است از روی فعل و آہن است از روی
 فاعل غرض فعل نار میکند میسوزد و آہن است فاعلاً این را فہم نمیکیم مگر آنکہ ذات مراد
 دارند و آن خود بالا گفته اند۔ قولہ "و ربہ ناراً حقیقتاً حدیداً صورتاً" و بسا
 باشد کہ آتش بہ حقیقت آہن باشد بہ صورت "کذاک عکس" چنانکہ ہمچنین عکس تمام
 نظایر کہ نمودیم ترا۔ اول بہ نسبت معرفت دوم بہ نسبت محبت اول بہ نسبت فلق دوم بہ
 نسبت حق۔ اول بہ نسبت ظہور دوم بہ نسبت بطون۔ "چندان آہن" یعنی وجود
 نفسانی "ناراً آتش" ریاضت و مجاہدہ و مشدکہ آہن سیاہ عین آتش روشن
 گرد و آہن آہن نماید ہر چو خاکستر بہ پرد و ذرات او با ذرات آتش یکے
 گرد و چنانکہ گفته اند ہر شے دو وجہ دارد آن وجہ فانی و وہمی خاکستر شد رفت و آن
 وجہ کہ باقی بود بیبقی و جد رنگ اشارت بدو است آن ظاہر گشت اورا ہمان وجہ
 فانی حجاب بود چنانچہ گویند "لون الماء لون الاناء" ہین معنی است کہ بالا رفتہ
 است اما این سخن دو معنی دارد رنگ آب رنگ آوند اوست یعنی رنگیکہ
 آوند و آب را ہمان رنگ باشد چنانچہ در شیشہ صاف آبلے
 اندازی اگر شیشہ زرد است آب زرد نماید و اگر سرخ است

عے عبارت اسرار این چنین است و چند گفته است۔

لون الماء لون الاناء

سرخ کن لک الوان الباقیات“ یعنی انسان مرتاض است صفات دروحمیدہ و
 پندیدہ نماید و العکس بالعکس میگونید کہ این طریق مردم ظاہری کہ عشق ندارد اورا
 میگونید کہ ایشان اول خلقت ابدان میگونید بعد آن خلقت ارواح و ابدان را اصل ارواح
 نامند و تمسک بہ ظاہر ^{میگن} ^{میں} خلقتنا النطفة الی قوله ثم انشأنا خلقاً آخر میکنید یعنی
 روح بعد تن آفریدہ شدہ است این از روی صورت است و در حقیقت خلقت
 الارواح قبل الاجساد باربعة الاف سنة مقرر است۔ قولہ ”و معنی ووم رنگی
 کہ آب دارد و آوند ہمان رنگ باشد چنانچہ و شیشہ سفیدے شفا فی صلائے
 آلہ سرخے اندازی شیشہ تمام سرخ نماید کہ لاک رنگ ہاے و بگر فی اسخ
 فیہ“ یعنی دین بچہا خود اند و مقصود رنگ نیست بلکہ مقصود در متن گفته اند ”مقصود
 این است کہ عاشق برنگ معشوق باشد“ چنانچہ گفته اند لون الماء لون الانا
 و مشابہت باشد و مخلوق بر حقیقت خالق این راہ صوفیان محقق است و عاشق رنگ
 معشوق را حضرت قطبی قدس اللہ سرہ خود بہ چندین معنی گفته اند۔ قولہ ”این چند معنی
 باشد یعنی ہر دینی و مذہبی کہ اورا باشد این را“ بمعنی عاشق را نیز ہمان باشد
 چنانکہ گفته اند عاشق را مذہب معشوق بود“ یعنی اگر معشوق صالح و پاک است
 عاشق ہمان مذہب میگید و اگر پاک نیست عاشق بہ ضرورت مذہب او و بر سخن او
 باشد کہ او بادشاہ دینی کہ اناس علی دین ملوک ہم بشو کہ چہ میفرمایند ”و دیگر ہر مزاجیکہ
 او دار و اورا ہمان مزاج و طبیعت کرد و دیگر ہر کرام معشوق دوست
 دارد عاشق ہم دوست دارد و دشمن اورا دشمن“ لیکن این کلی نیست چنانکہ
 عاشق این ہم میبارکت خواجہ شیبانی را حالتی پیدا شد ہر کہ نام خداے تعالی گرفتہ اورا رنگ

ن نیز

در زمین زودے بعد چند گاہ چنین شد کہ ہر کہ نام خداے گرفتے شکر زود ہانش کردے۔
 درین محل قصہ یاد آمد حضرت قطبی فرمودہ اند کہ صوفیان بزرگ در عہد شیخ الاسلام شیخ
 نصیر الدین محمود چراغ دہلی حاضر بودند و الا انان آمدند این بیت گفتند **بیت**
الفاتحہ لیسر کوئے کسے افتاد است کہ در ان کوئے چو من کشتہ بسے افتاد است
 بر فاشتم و نعرہ زوم و کفتم بسوزم آن کوئے را کہ جز من کشتہ دیگر ان افتادہ است این
 مثل و مانند این از آثار غایبہ جذبہ است در سلوک این چنین گناہ در مقام محبت جایز است
 بلکہ صبر طاعت است چنانکہ برادران مہتر یوسف علیہ السلام چند گناہ کبیرہ کردند و بہ آن
 ہم اسم ایشان از جریدہ نبوت مجتہد کہ شمعون را نبوت بعد یوسف رسیدہ است عز
 در مقام محبت گناہ شدہ بود نیامنیاشد ازینجا کہ ابلیس عاشق کامل است کہ دوست
 دوست را دشمن داشت و دشمن دوست را دوست پنداشت کہ در میان او و خود غیر
 را عقل نکرده کہ آدم را سجدہ نکر و در خاطر گذاشت کہ ترا سجدہ کردہ ام ظالمی را کجا دخل آرم
 و خود آتشی ام عاشقی مردود است نہ مقبول و در عشق رد است نہ قبول اما اصل سخن اینجا
 آنست کہ ابا و او اسکار او از مقام محبت و عشق نبود از آنکہ چون حق تعالی فرمود **مَا مَنَعَكَ**
اَنْ لَا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِنْهُ جِ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَ خَلَقْتَهُ
مِنْ طِينٍ گفت من بہتر از آدمم از آنکہ آتش آفریدی او را از خاک آتش بر خاک فضل دارد
 ازین بہت سجدہ نکر و من گفت در جواب غیر ترا سجدہ نکم کہ عاشق غیر معشوق را سجدہ
 نکند از ان حق تعالی در علم قدیم بر خود دانست کہ مردمان او را عاشق خوانند گفت او را پید
 سبب اباے تو چیست او عذرے پیش آورد تا او را عاشق نگویند عشق خاصہ انسان است
 ملایکہ را از ان نسبت نیست چنانچہ جبریل علیہ السلام از سدرۃ المنتہیہ پیشتر رضانیست کہ حضرت
 رسالت پناہ علیہ السلام در شب معراج ازین مقام پیشتر طلبیدند جبریل گفت لود لود
 قدسرة لا حترقت ہم ازین جبریل کہ طاوس ملایکہ است این گفت دیگرے را

۲ قدر ذرۃ

وخل نیست بجز حاکی که اولیا و اللہ است نبی اللہ باشند۔ قولہ ”و دیگر ہر خلقی کہ
 اورا یعنی معشوق را ”باشد این را“ یعنی عاشق را مذہب معشوق بود۔ ہم ہمان باشد
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میفرماید تخلقوا باخلاق اللہ و التصقوا بصفاتہ
 یعنی خو پذیر شوید بہ خوبیہ خداے تعالی و موصوف شوید بہ صفات او ”او تعالی کریم است
 رحیم است حلیم است جمیل است جلیل است قدیم است علیم است
 این صفات در طالب آمد در اینجا با ہمہ صفات ”بہم ہنوز مر و ناقص باشد“ یعنی بندہ
 را صفت کریم و رحمت و علم جمال و جلال و قدیم و علم باشد چنانکہ خداے راست عرض اگر نودون
 نام باری تعالی صفت بندہ کرد و سنوآن بندہ بہ خداے نرسیدہ است بہ خداے آن زمان
 رسد کہ فانی فی اللہ شود اور ذات او فانی است صفات چہ کند ہر چہ بود بہ او متصف شد
 نفس تزکیہ یافت خود را خدا دید لایق نام خود شد فاضل و اغتنم۔ قولہ ”این سخن
 در رسالہ استقامت الشریعت علی طریق الحقیقت نوشتہ ام“ بر دو بین۔ قولہ
 ”و شخصی از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پرسید یا رسول اللہ ترا دوست میدارم
 اما آنچه تو کنی نمی توانم کرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود المرء مع من احب
 مرد در قیامت با کس باشد کہ او را در دنیا دوست میداشت من احب اقا احسن معہ
 وان لو اعمل باعمالہم این است یعنی ہر کہ گروہے را دوست دارد بر این گنجدہ شود
 بہ آن گروہ اگر چہ عمل نکند بہ عمل آن قوم۔ ”این سخن“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 ”و معنی احتمال میرد چکے آنکہ اگر چہ تو نمی توانی کرد کارے کہ من میکنم
 اما ترا با من گیرند بحساب من شمرند“ زیرا کہ محبت عمل دل است و نظر
 اعتبار او تعالی است ہم بر دل ان اللہ تعالی لا ینظر الی صور کہ ولا الی
 اعمال کہ و لکن ینظر الی قلوبکم و نیاتکم پس عمل دل را اعتبار آمد کہ نیت
 المؤمن خیر من عملہ است بہ درستی و راستی کہ حق تعالی نظر نیکند سوسے صورتہا

شما و نہ سو سے علم ہائے شما لیکن او تعالیٰ نظر میکند سو سے دل ہائے شما و نتیجہ ہائے شما و

نعمت ہائے شما۔ قولہ "معنی دیگر اگر مراد دوست باطنی ہما تھا کہ منہ ہما نجابا شی۔ میان محب محبوب بجائش شرط است" یعنی الجحشیت علت انضمام بہین است

گفتہ اند

زاع باز اعان نشیند بط نشیند باطنی روتی باروتی و قلبیان با قلبیان

الجحش مع الجحش۔ الجحشیات للجحشین والطیبات للطیبین او فرمودہ است

نیکی با نیکان و بدی با بدان و قلبیان نام دشنام فرس قدیم است ہما از صحبت موثر

میشود ہم از اینجا بزرگان میسرند در کدام صحبت می باشد یا بہر کہ صحبت دارد حکم او ہمان

حکم او باشد۔ قولہ مقصود ما این است کہ عاشق بصفات معشوق باشد

از جمال او از جمال او از نماز او از کرشمہ او نصیبہ تمام گیرد ہمارہ در ترسین

و تحسین باشد در قدسی میگوید انا عند المسکینۃ قلوبہم لاجلی سہ معنی احتمال

می رود بنا برین بہرین برائے من میگوید بدین نزدیک کسے ام کہ دل و بہر

من شکستہ است یا برائے من شکستہ است اثبات عندیت میکند اورا شکستہ

است نیست و تا بود کردہ است خود بجائے او شدہ است " و اما

معنی قدس آنچه مفہوم و معلوم ما است این است و این حدیث ہم در حق عاشق است

از انجمن آرد از عاشق کسے دیگر شکستہ دل نیست و تجلی کمال ہم بر دل عاشق است

مردم کہ یک ساعت عاشق شود چنان دلش صاف گردد کہ ز ہا دو عباد در ادرا جملہ بنا شد

و در ترسین و تحسین عاشق باشد کہ ہم در راہ او خود را تحسین و زینت کردہ بنماید تا ہر دو طرف

عاشق باشد و لاجلی سہ معنی احتمال دارد و در قاعدہ علم لاجلی بہ لام تاکید و افعال تفضیل

باشد دوم آنکہ لاجلی ہلام کسوتہ برائے نفع باشد یعنی من ترس و شکستہ دلانم کہ نفع آن شکستگی

بر آنست بیوم آنکہ لام برائے محبت است یعنی از برائے محبت و عشق من شکستگی دل او باشد

واللہ اعلم۔ و دیگر وجہ کہ فلا جلی خبر انا باشد کہ مبتدا است و عند طرف متعلق لاجلی و تقدیم برائے تخصیص عنایت بود و اگر لاجلی افعال تفضیل بدارتد معنی چنین میشود من هر آئینه ظاہر تررم و روشن ترم نزد شکستہ دلان اگر چه نزد همه دلہا ظاہر زبیر کہ دل سمیت اللہ و عرش اللہ است اما آن دلے کہ شکستہ است نزد او ظاہر تررم میگویند کہ هیچ آوندی در دے نیست کہ چون شکستہ شود او را قیمتے باشد مگر دل ہر چند کہ شکستہ تر قیمتش بالاتر پس لاجلی درست تر آمد بر صیغہ افعال تفضیل نفہم۔ قولہ "قوله عز من قائل قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ" اگر شما ایند کہ خداے را دوست میدارید و نباشد دوستے کہ نخواہد کہ محبوب محبوب گرد و "فَاتَّبِعُونِي" یعنی لزوم صحبت و دوام توجہ چنان کہ من کرده ام همچنان کنید "يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ" چنانکہ من محبوب گشته ام شما محبوب گردید یعنی اگر شما محبان و عاشقان خدا اید پس پیروی من کنید تا محبوبان و معشوقان دے تعالی گردید الصوفیة عرفایش اللہ تعالیٰ والصوفیة اطفال فی حجر الحق۔ و دیگر در آیت اشارت است کہ مقام محبت در اے ہمہ مقامات است و اعلیٰ و افضل ہمہ درجات است خاصہ حضرت محمدی است علیہ السلام از ان چندین حمل موکداورد و امتان را تحریریں مبالغہ فرمود کہ پس روی من کنید در تحصیل مقام محبت یا مقام نبی است یکے گرد و متعلقان را از اعلیٰ حظونکہ مخصوص بہ افضل انبیاء صیغہ شود اللہم اجعلنی من امة محمد ثابت شود یعنی اے بار خدا یا بگردان مرا از امتان و پیروان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تا مقام محمدی بنیم اگر بدان مقام نرسیم بارے از دو بنیم۔ قولہ "الاسرار ح جود و محبت" فماتعاسرف منها ایتلف یعنی ارواح مومنان شکر ہا است شکر کشیدہ زیر اسما

عنه یعنی لزوم صحبت و دوام توجہ و ادا ان اصطلاح چنانچہ من کرده ام الخ (اسرار)

دنیا چون روح مومن را قبض کنند بالامیر و دہمہ ارواح مومنان می آیند بویے میکنند چنانکہ کردہ و از میان خویش بویے میکنند اگر تعارف میان ایشان است اتیان و الفت میگیرند۔ قولہ ہم این تعارف و تجانس است میان عاشق و معشوق از لا و ابداً ہر دو نوراند و در نور آیند جنسیت دارند اما جنسیت خاصہ در

صفا و لطافت غرض میان عاشق و معشوق ہم تجانس روحانی است ہر یکے روح دیگرے را ایشانس الفت و موافقت میگیرد فافہم۔ قولہ و اصطحاب التزائم

است بلکہ اتحاد و اعتناق جدائی صوری است لون الماء لون الاناء

صورت اتحاد ہم نماید و صورت دوئی ہم رفت جوہر دو یکے باشد ہر آئینہ

لون اولون او باشد و لون اولون او چنانچہ سنائی گوید بیت

تو روحی و پنداشتی کہ جسمی تو آبی و پنداشتی بیومی

یعنی عاشق و معشوق یکے گشتند و در مجانست لا بد صفت ہر دو یکے باشد پس ازین جهت

ہمین خویش صحبت کنند و التزام و اعتناق و التیام نمایند غرض آنست کہ عاشق

و القاسم بہ روح است نہ بہ جسم پس عاشق و معشوق معنی یک روح است و جان

اما مقصود بذات است نہ مقصود بہ غیر بشوہرچہ در فہم خود رسید آنچه بہ لبان نازید

شنیدہ بودم قلمی نمودم اگر قبول محققان باشد زہے کار و اگر نہ خیال تصور فرمایند

فافہم و اعتنم۔

فصل نہم

در بیان رخ و خسارہ و فال زلف و بیان کفر و اسلام مجازی

بدان اسے عزیز کہ در اصطلاحات صوفیان کہ استادان حقیقی از ہر لفظ معنی

خواستہ اند بگویند کہ در شعر فنزانے عرب و عجم خسارہ محبوب را بہ مصحف تشبیہ

کرده اند چنانچه عارف میفرماید

سوره فاتحه روستی تر هر که بدید

قل هو الله احد خواند و با خلاص دمید

و عرفان اهل الله چنانچه اصطلاح کرده در میان طایفه است فرموده اند و گفته اند که رخ

محبوب را به صفت جمال و ایمان نسبت کرده اند چنانچه درین بیت گفته اند بیت

رخ و حالت بد بیضا و دل قرعون است

مراد از کفر پوشیدن است بمعنی ستر است چنانچه زلف بر رخ می آرایند در

شعر زلف به معنی کفر نسبت کرده اند و حسن او در میان است که زلف بر رخ باشد

اگر تنها باشد در بای و زیبائی بجمال باشد باید که خال و زلف و رخ همه گریخته باشند

و دیگر زلف را به کفر نسبت کرده اند استاد میگوید

هر که زلفش دید کافر شد بحکم

آنکه رویش دید ایمان باز یافت

و دیگر در اصطلاح شعر زلف را به مار نسبت کرده اند میگویند که به تجلی جلال پرورش یافته

است و صفت جلال است و هر چه از او امر و طاعت است این ظهور صفت جمال

است زیرا که ظهور جلالت طالب تاب تابش ندارد پس در فرمودگی او تا فرمودگی

شدن کفر میشود و بر تو ظهور جلالت فرمان بردار میشود ایمان است که همیشه

طالب را باید که به سر و و صفت از امر و طاعت او بدل کند لطف و تهرمین معنی دارد

که نفس صفات او اشارت به صفت جلال است روح اشارت به صفات جمال

است پس آدمی به آفریدگی او مرکب به صفت جلال و جمال است همین که کفر و ایمان

میگویند و در انسان مظهر این صفات است ازین جهت انسان اکمل و اشرف

موجودات است چرا که صفت جامعیت در ظهور و بطون است کقوله تعالی انا

عزنا الا قانده علی السموات والارضین والجمالی فابین ان یحلمها و

اشفقن منها و حملها الانسان اِنَّه کان ظلوما جهولا چنانچه بزرگان گفته اند

جس وقت وہ لاپہوت و لکوت در نتیجہ انسان تعبیه است فاما درین صفت قالبی را بنکو
بخشد۔

بیت

این روزات عالم جان است فہم این جزبہ ذوق نتوان کرد

و در باب کفر بندگی حضرت مخدوم قدس اللہ سرہ فرمودہ اند آنچه درین محل تعلق بمعنی
باشد اثر زیادہ و نقصان کردہ تمثیل کردہ بہ تمثیل آوردیم آثر ایمان واضح نمودیم مہتمم و کریمہ
نمودیم کما فی الفقران یكون کفرا کفر بمعنی ستر است و لانتہ یستر الحب

کار فقر بجائے کثرت و فقر بہ محلے رسد یعنی چون فقر الباقی انا الحق گفتن شد اور احوال
کثرت ازین سبب ستر اور اضرومی است انشاء اللہ تعالیٰ کفر حقیقی و اسلام مجازی

درین فصل بیان خواهد آمد الذخول فی الکفر الحقیقی والخروج عن الاسلام المجازی

میگزیند کہ این کفر است کہ مومنان و محققان دانند و ایشانرا درین

محل مدخلی بودہ باشد از ان کفر معنی ظاہر شدن این رباعی حضرت بندگی مخدوم

رضی اللہ عنہ فی محل آورده نوشتیم۔

تأدیر و سنارہ ویران نشود احوال قلندری بہ سامان نشود

یعنی تا آنکہ اعلام اسلام مجازی و شعایر ایمان ظاہری کہ مساجد و مدارس و سنارہ چنانچہ

باشد نزد طالب خراب نگردد و دیگر گز حالات طالب مجرب بہ سامان نیاید تا آنکہ ایمان مجازی

کفر حقیقی نگردد و کفر حقیقی ایمان طالب نشود و دیگر گز بندہ طالب بہ وصال حق و حقیقت

نرسد چنانچہ بیان الذخول فی الکفر الحقیقی والخروج عن الاسلام المجازی و

ایمان حقیقی کہ مجرب از رسوم و عادات است از دل اقرار انگیرد و این نزد اہل مردم

ظاہری اہل کہ رسوم و عادات است محض کفر است و در اسلام مجازی کہ ماندہ اند

اذان قدم پیشتر نمیکند چنانچه فرماید

تفصیلاً ایمان کفر و کفر ایمان نشود

یعنی ایمان ظاہری و رسمی پوشیده نگردد و کفر که خروج این ایمان است نزد اهل ظاہر روشن نگردد۔

و یک بنده حق بحق مسلمان نشود

یعنی بحق قسم باشد و یا مرد به حق و حقیقت باشد یعنی بحق و حقیقت مسلمان نشود که جمله مردمان در اسلام مجازی اند و ازین کسب بیشتر شدن تو اند اما ایمان حقیقی تا کرا باشد آن ایمان در عهد رسالت اندک باشد این زمان خود چه توان میگویند که عارف و کامل آترا میگویند که در جلال و جمال مشاہد کند

بیت

منکر ز نفس مشور و لیس به بین۔

زلف او کفر است ایمان روے او

زیرا که جمال و جلال در یکدیگر مندرج اند و صفت یکی دانند و ظهور این دو صفت در صورت صنع باری تعالی است ظاہر شود و او منظر جمیع صفات الهی و عالم همه جزو او اند اوکل است و حقیقت انسان که عبارت از وحدت در صفت نوریت و مجردیت این را بین البحرین میگویند و ظهور این النوار را در عالم سومی الا انسان منظر مختلف باشد بطریق اجمال مجموع است از حقایق الهی۔

بیت

افلاک و انجم و چرخ گردان ز معنی تست پس غافل تو اکنون زمین معنی و ز صورت

والله من و ساء لهم محیط و لهذا اسلام مجازی و طبیعت حسی و کفر حقیقی بندگی

حضرت مخدوم قدس اللہ سرہ فرموده اند و کثیر بیان مشکل نوشته اند در ان لایدا چنه محل معنی متعلق گرفته بود زیادہ و نقصان کرده چیزے و بیان آوردیم۔ قولہ من عارف

فمنه فقد عرف ربه یعنی چنانچه معرفت نفس بدی است به هدایت
 حس میدانی و همچنین معرفت خداے اگر خواهی خود را ندانی "نتوانی همچنان
 اگر خواهی خداے را ندانی" ممکن نباشد حکما گویند این مردن زادن او است
 دیگر معنی طبیعت حسنی نمیرد و ولدانی دیگر شود حیات دیگر یابد "شیخ
 ابو سعید ابو الحیر بوعلی سینا" نوشت دلی علی الدلیل ابو علی سینا جزا
 نوشت الدخول فی الکفر الحقیقی والخروج عن الاسلام المجازی وان لا

نابینید
 (اسلام)

تلفت بماکان وراء الشخوص الثلاثة - بشو معنی این ظاهر کردن ضرورت است
 یعنی در آمدن در کفر حقیقی و نور سیاه که آن نور ذات است و راه همه انوار است
 نهایت فتهایت چنانچه اهل تصوف گفته اند که رنگ سیاه آخرین انوار است
 همچنین ذات آخرین مقامات است بر حکم ما زاع البصر و ما طغی میل نکرد چشم او
 بغیر محبوب و تجاوز نکرد از محبوب - والخروج عن الاسلام المجازی یعنی برودن
 شدن از اسلام مجازی و رسمی که میان خلق است - از اثر به موثر روند و ایشان از بدو
 آیند و اینکه نظر کنی به چیزے بر حکم ما زاع البصر و ما طغی مگر به چیزے در اے شخوص
 الثالثة گفته اند یعنی ناسوت و ملکوت و جبروت و راءے این سر پرده لاهوت است
 آنجا نظر باید - و دیگر معنی به افعال و اسما و صفات باشد و راءے ذات است بعد
 "ابو سعید این کلمات را مدح کرده گفت اوصلتی هذه الکلمات الی
 ما لم یوصل عبادات اربع الاف سنة یعنی رسانید مرا این کلمات
 بوعلی سینا به چیزیکه رسانید بدان چیز چهار هزار ساله عبادت - وقاصی عن القفا
 در تصنیف خود فرمود که دانم که شیخ ابو سعید ذوق این کلمات بچشید و اگر نه بچوکیا
 آمدے - و بندگی حضرت قطبی قدس اللہ سره بیان جواب میگوید - قوله الدخول
 فی الکفر الحقیقی زیرا که ازین چه عبارت میکنند هر که به حقیقت رسید و آنرا معتقد

ت از چه عبارت میکنند
 (اسلام)

و مذہب دین خود و انتہا ہون حقیقی باشد " فاما عمل بر شریعت و علم بر حقیقت
 و اگر نہ ملحد باشد نہ محقق۔ قولہ "معنی دیگر کفر حقیقی بمعنی ستر باشد" مراد
 از کفر حقیقی مذہب عین الاشیا ہمہ اوست این اگر چه در حقیقت درست اما در
 ظاہر کفر و الحاد و زندہ گویند و در حقیقت درست شدن چنانچہ می فرمایند۔ قولہ
 حقیقتی کہ منکشف شود پر وہ غلیظے حجابے عظیمے پیش آید تا از آنجا کہ
 میرو و الی ان یتناهی عمر الدنیا " تا آنکہ تمام شود عمر دنیا بلکہ تا ابد میرو و
 امید بر شدنی نیست یا دائرہ بلا فناء و لا زوال ملکہ پس کفر عبارت ازین
 ستر ہا و پردہا ہے ابدی باشد۔ نیز معنی قولہ "الکفر الحقیقی" بشو بمعنی درین
 قول واصلے "شیخ برکہ" یعنی پیر قاضی عین القضاات گفت "کافر شدم زنا
 بستم اللہ اکبر" شاید مراد ازین کافر شدن از اسلام مجازی و زنا کفر حقیقی در میان
 جان بستم اللہ اکبر میگویم یعنی کبیریائی اور اثابت میکنم و از ہمہ کائنات دست می
 انشائم قولہ "الکفر الحقیقی لیس الا بقیة الانیة" و آن خود رفتنی نیست
 الا بنیت لا یرتفع والاثنینة لا یندفع از ان کفر حقیقی خواند۔ قولہ
 "و شخوص ثلاثہ ملکوت جبروت لاہوت ملک نسبتی ہم بہ ملکوت دارد
 زیرا کہ باطن اوست جبروت آنجا ملک ملکوت و لاہوت جمع کنند"
 اینجا اختلاف اقوال است بعضے جبروت را بالاتر از لاہوت دارند چنانچہ حضرت
 فرمود مجموع "آتر جبروت نامند" و بعضے ملکوت و ناموت را جمع کنند جبروت گویند
 علی ہذا جبروت فروتر از لاہوت باشد۔ قولہ "اما لاہوت وحدت ہوت ہو ہو
 لاہو الاہو از ان عبارت کنند اما اسلام مجازی ہمین باشد کہ الناس
 ینامر اذا ماتوا انتہو ہمین باشد کہ دخول در کفر حقیقی شود با ہمہ اتحاد
 توحد وحدت بقیت اتمیت اینچنین کفر ہے ہست کہ دینہا و اسلاہا

فدا کے این کفر باشد۔ بندگی حضرت قطبی قدس اللہ سرہ این حدیث اذا ما اتوا
انتبهوا را بسیار وجه در سمر فرموده اند کہ کسی را حاجت اقتد بہ بیند لیکن درین محل یک
وجه بہ نظر ایشان معنی نوشته ام میگویند کہ اذا ما اتوا انتبهوا مردمان از مجذوبان سالک
بر حکم ما زاع البصر و اطغی در خواب انداز امور دنیا از قسم النوم فی اللہ این خواب از
بدبود و درواست این محمود است بشرط آنکہ ضابطہ بر حال باشد و مردم در کار بیکار باشد
و اگر نہ در سکران ماییت باشد فاذا ما اتوا انتبهوا معلوم میشود کہ در حق مجذوب مجرد و سکران
ماییت است و یا آنکہ چون این مجذوب سالک را ضابطہ برود ایشان در سکران ماییت
گردند اورا درکات است نہ درجات از آنکہ آنچه مطلوب خلقت است کہ در عین کثرت
ملاحظہ وحدت باشد با وجود ضابطہ از ان محروم اند مجذوب مجرد و اصل نیست۔ بیان
مجذوب مجرد دیگر اقسام خواهد آمد ازین واسطہ درین محل تحریر نکردیم کہ تکرار ناقص و ہر
نوشته ام بفہم خود نوشته ام و اگر نہ قدرت ندارم کہ کلام بندگی حضرت قطبی رضی اللہ عنہم
را بیان میکنم۔ اللہم اهدنا الی الصراط المستقیم الی بارخدا یا رہ تمانی مارا کہ
راہ است و درست بہ ذات برود یا آنکہ معنی چنین باشد میخواہد تا حق بہ ہر سہ مقام برساند
شریعت و طریقت و حقیقت ہمیں را محقق نفس و دل و روح گویند یا ذات و صفت
و فعل یا لاموت ملکوت تا سوت گویند واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب
بدانکہ میخانہ و میکہد و منم خانہ باطن عارف کامل را گویند کہ دروازہ معارف و قایق الہی
بسیار باشد۔ و ترسام در روحانی را گویند کہ صفات ذمیرہ نفس امارہ او تبدیل یافته باشد
و ترسامیچہ واردات غیبی را گویند کہ از عالم اقسام بر دل سالک فرود آید۔ و پیر خرابات
عالم معنی باطن و عارف کامل را گویند۔ و کافر کہے را گویند کہ بگزنگ وحدت باشد۔
و محاربت ذوقے را گویند کہ از دل سالک بر آید اورا خوشوقت سازد۔ و ساغر و پیماز
شے را گویند کہ از و مشاہدہ غیبی و ادراک معنی الہی کنند۔ و زنا را علامت بگزنگی و

و یک جہتی در دین و متابعت راہ یقین۔ و کلیسا و کنشت عالم یقین و عالم شہود را گویند
 و بار و دلداری و ضم بحقیقت روحی و تجلی صفات را گویند۔ غمزه و بوسہ فیض باطن را
 گویند کہ نسبت سالک واقع شود۔ و سرگاہ کہ لب و دہان گویند صفت حیات خوانند چشم و
 ابر و صفت کلام الہام غیبی را گویند کہ بر سالک وارد میشود۔ و قلاش و قلندر اہل ترک را
 گویند یعنی آنہا سیکہ از لذات و مرادات و ہوائے نفس رستہ باشند۔ و شہود و شاہد اہل
 جذبہ و اہل ذوق را گویند۔ و خمار و بادہ فروش مرشد کامل را گویند۔ ساقی و مطرب غیب
 کنندہ فیض رسانندہ اہل معنی را گویند۔ عیسی دم مرشد کامل را گویند۔ دختر بمعنی نفس مطمئینہ
 را گویند۔ آنچه اصطلاحات محققان است خرد سے بہ نظر ایشان معلوم بود درین محل
 نوشتہ کہ طالبے را درین اصطلاح واضح میشود۔ **الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدانا لهذا**
 یعنی شکر خداے را کہ راہ نمود ما را بدین بیان خود در توجید او تعالی۔ **غرض الحمد لله الذي**
 گفتن یعنی در مقام محمودی ہدایت خاص کہ مغفرت خاص و رحمت خاص و مقام صمدیت
 است مقرر و مثبت است و محمد علیہ السلام را است و آنکہ تابع اوست قولاً و فعلاً و
حالا و ما كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله یعنی حال این است کہ نبودیم ما را
 یافتگان بدین مقام خاص بہ اعمال و افعال خود اگر خداے تعالی این راہ خاص حضرت
 محمدی ما را ننمودے و از امت خاص او نگردایندے پس این ہدایت است نہ کسی
 فانہم والله اعلم بالصواب۔

فصل دہم

در بیان توبہ و بیان سالک مجذوب و مجذوب سالک

بدان اے عزیز کہ اگر حق تعالی توبہ تفرمودے ہیچ ولی بولایت نرسیدے و ہیچ بزرگ
 بہ بزرگی نرسیدے۔ عام خواص ہمہ را از سبب توبہ حضور است چنانچہ التائب من

الذنب لمن اذنب له وهرکه توبه کند از گناهان پاک شود و مستوجب مراتب شود قال
عليه السلام التائب حي لعصمة التوبة وتارك التوبة مية بالمعصية وقال
الله تعالى مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ
مَحْسَنَاتٍ لَوْ كَانَ اللَّهُ عَفُوسًا رَحِيمًا ومعنی غفور در لغت پوشیدن باشد و غفور
از اسماء صفت است یعنی بی پوشش ایم لباس مغفرت خود را که این صفات ما است۔
بدانکه فعل خداے صفاتے است و صفات خداے تعالی قدیم است چون ذات صفا

ن ابرهوتانا

الذات والافعال قدیمات مصورات زوال و تاثیر صفات به افعال اوست و افعال
و چیز است یکے بواسطه بقول علما یکے را فعل لازم گویند دوم را فعل متعدی پس لازم
آزرا گویند که منحصر به و باشد بیواسطه غیر و آن مشیت اوست و در مشیت کسے را حکم نیست
و این مسئله اعتقادی است نه فعلی است چنانکه خداے تعالی فرمود از افعال خود خبر میدید
و اضاقت آن افعال خود بخود میکنند و میگوید اللَّهُ يَتَوَقَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا پس اینجا
فعل را بیواسطه گویند و آن بیان حقیقت قدرت است که مجاز را اینجا مسامح نیست
و این فعل همچو فعل لازم است که تائب بخودی بخود توبه میکند آن لزوم توبه عبارت از
است۔ و میگویند هر که بیواسطه ماذون توبه کند آن توبه مقطوع آثار است و مستوجب
علمیه مبتدع طریقت و توبه آن تائب کالنکاح بلا اذن ولی است اگر این چنین تائب
از مستوجب علمیه بگردد و بدگری پیوندد و مترطریقت نباشد اما هر سبیل خاص آنست که بوا
اذن ماذون است قال الله تعالى وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ
وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ و این توبه همچون فعل است که آنرا متعدی گویند یعنی اضاقت
آن فعل به اذن ماذون است فعل حکمت اقامت شریعت برائے اثبات تحقیق که
مصلح متداول و معمول اندین الناس و الا التزام حجت الاسلام کشف اوت اشهره
کما قال الله تعالى وَاللَّهُ شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ۔ و كما قال الله تعالى لَتَكُونُوا شُهَدَاءُ

عَلَى النَّاسِ وَكَوْنِ السَّوْلِ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا - اكنون بدان اے طالب کہ اول
علمی کہ ذلیل است عابد را بر سعادت و بشریت سالک را بہدایت آن توبہ است و
آن بر مثال سکہ زر میتواند بود بر وجود نبی آدم یا بمقام نفس منقوٹ در قاتم کہ با وجود آن یک
رکعت نماز بہتر از ہفتاد رکعت باشد کہ بے او گذاروہ شود و مَن لَهٗ يَتَّبِعْ فَاُولَٰئِكَ
هُمُ الظَّالِمُونَ میگویند کہ توبہ درست نیاید مگر بہرست مرشد کامل بہ علم شریعت و طریقت
و حقیقت عالم باشد و او در ادیان ہجو طبیب حاذق باشد و بہ قواعد بحران و اقران مبصر
باشد و متدارک اصلاح آن تواند گفت و بہ مراتب وجود و علم و نور و شہود مطلع باشد
و میسر حدیث نفس و حلم و صفائی کہ قلبانی کہ مشہد انوار تجلی ذات حضرت لائزالی است
تواند شد و بہ مکاشفات خمس کہ عالم ملک و ملکوت و علم و سر و جبروت و علم اہل قبور است
خبردار باشد و بہ مصطلحات فقر و کنایات اہل صفا و عبارات علما کہ نقیصے راہ یقین
اند مجتہد باشد و بہ رموزات و اشارات صوفیان واقف باشد میگویند کہ شرط طالب اہم
شدن واجب است باید دانست کہ اول طالبی ترک است و اوسط آن تفرید و آخرش
توحید مقصود از توبہ محمود معرفت حق و مقصود از معرفت حق اسلام - اے طالب باید
شناخت کہ تا حد ہر شے مفہوم نشود دانستن آن شے مر طالب را بہ کلی میسر نشود و خلاصہ
علوم و نہایت مفہوم معرفت حدود اوست و محدود معرفت میروا است بہ حد
نفس آن ورین علم بمثابة ملح است در طعام و سلک است در نظام و ہجو نطق است
در کلام و اصول اجتہاد در منطق استعداد خود نیست و تحصیل علم بالضرورت لازم است
زیرا کہ تا حد ہر شے متعین نشود محقق را شرکت و تقلید وطن و وہم از دل برنجیزد و قاعدہ
این چنان باشد کہ یکے گفت فقیر و دیگری گفت فقیر چہ باشد را جواب فرمود کہ اگر
سوال فقر ذاتی است کہ ذات بہ ذات رود و گفت کہ شرع چہ باشد گفت امرے
است بہ لزوم عبودیت باز پرسیدند کہ عبودیت چہ باشد گفت قیام بندہ باشد بحق

باز پرسیدند که حق چه باشد گفت یافت وجود مطلق است به نفس لا غیر باز پرسیدند که یافت چه باشد گفت یافت حق است حق را بحق باز پرسیدند که نفس چه باشد گفت جوهری است بخار بر انگیزنده تا که قوای حیات و حس حرکات است و روح حیوانی به واسطه قلب و لطق هم اوست که چون مصفا شود روح گویند و چون میل دل کند لہمہ گویند و چون میل طبیعت کند لوامہ گویند و چون لذات حسی و بدنی پیوند و امارہ گویند و چون به ادواق روحانی و انوار ربانی گردید مطہینہ گویند۔ در معارف آن کلام بسیار است ولیکن شمه نموده شد قافہم۔ اکنون بیان سالک مجذوب کہ بندگی حضرت قطبی رضی اللہ عنہ در ششم فرمودہ اند اما طالبان را چند کلام مخفی مشکل میشود ازین معنی آنچه در فہم خود رسید اظہار کردم۔

سہ ہفتاد و ششم

قولہ "اتفاق ارباب طریقت" یعنی ارباب طریقت بہ اتفاق گفتہ اند و اصحا حقیقت است "بہ اجتماع قابل اند" کہ وہ روان دین بہ چہار صفت اند سالک مجذوب یعنی سالک متدارک بہ جذبہ دیگر مجذوب سالک یعنی مجذوب متدارک بہ سلوک "یعنی سالکان راہ دین و طالبان عالم یقین چہار صفت بیان خواہد آمد۔ متدارک بکسر را یعنی دریا بندہ جذبہ را و بفتح ہم می آید یعنی دریا فتنہ شدہ دریا بندہ او حق تعالی است اما فرق میان مجذوب سالک و سالک مجذوب آنست کہ اول منظر ذات است و دوم منظر صفات از آنکہ اول را کشتہ و سیلابے آمد و تمام پاک کردہ برد قل جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَّقَ الْبَاطِلُ ش و ہمین نسبت است میان حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و انبیاء دیگر۔ قولہ "دیگر مجذوب مجرد" چنانکہ مجتہدین عالم کہ خبر از ظاہر ندارند و باطن معمور اند ظاہر پیرو شرع نیستند چنان در سکر اند کہ خبر صحت ندارند اما پیالے جذبہ نصیب دارند۔ قولہ "چہارم سالک"

یعنی ظاہر مہمور و باطن خراب این از مجذوب مجرد ہم در مرتبہ کم اند این دو قسم اصحاب
اسما و افعال اند۔ بیاید دانست کہ قولہ "سلوک بے جذبہ نیست" یعنی در حقیقت این
جذبہ معتدیہا نیست از آنکہ طایفہ جوگیہ و دیگران بسیار سلوک و ریاضت دارند بحث
مادر جذبہ اصطلاحی است چنانکہ فرمودہ اند قولہ "اما بعد جذبہ سلوک جذبہ دیگر باشد"
کہ آن جذبہ اصطلاحی و معتدیہا است و مراد آنست قولہ "برائے چہ تیر کیہ سلوک بود بد
رسالت" وَالَّذِينَ جَاهِلُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا این است یعنی آنانکہ در
راہ ما مجاہدہ کردند ما ایشان را راہ ہماے خود نمایم۔ قولہ "و آنکہ اورا سخت جذبہ
شد پیش آن متدارک سلوک گشت سرے کشف شد اطلاع بر بعضی ہر
"حقیقت شد یعنی رازے از راز ہاے عالم حق و حقیقت مکشوف گشت چنانکہ
کشے از طرف حق تعالی آمد یکا یک چشم را فرد گرفت کہ جز حق در نظر نمی آید وہم یک
وجود و یک ذات می بیند این معنی کہ گویند اطلاع بر حقیقت شد چنانچہ عارف فرمودہ
است۔

بیت

از سکہ دو دیدہ در خیالت دارم
قولہ "اورا گفتند" یعنی مجذوب محبوب منی قولہ "ہر چہ خواہی بکن" یعنی بکن آنچه خواہی
گناہان اول و آخر تو عفو کردیم۔ شیخ لقمان "سرخسی بندہ را فرمان شد از او کرد دست ہر چہ
خواہی بکن او میگفتے

مصرعہ

بندہ بارے نیستم پس چہیستم
قولہ "خواست او این افتاد یعنی مجذوب سالک را این خواست شد قولہ کہ
البتہ تعبد و صلاح پیشہ گیرد یعنی عبادت کاری و زرد قولہ "وہم شاہد ہستی
من الا شیا برو کشف کردند" یعنی نیز روا است کہ چہیرے برو کشادند کہ مقتضی
طاعت و عبادت باشد قولہ "آزرا جذبہ گفتند۔ خواست این کار را بہ

کمال و انتہا رساندے لیے ان سلوک کرد یعنی تو اند لو کہ ہمیں پیر مرشد اور جذبہ
 باشد و تا آنکہ جذبہ پیر مرشد اور گرفت در راہ سلوک آورد اول در جذبہ مجذوب
 سالک است دوم در حق سالک مجذوب یا آنکہ جذبہ پیر مرشد خواست آنرا
 متبع شود سلوک فرمود یعنی مجذوب خواست متابع پیر مرشد شود مرشد اور سلوک
 فرماید میگوند اینہم از قسم مجذوب سالک است کہ جذبہ حق و پیر کیے است و توجہ
 با پیر مرشد چنانچہ **وَمَنْ يَطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطاعَ اللہَ** ہمیں کرشمہ می بازو -
 قولہ این ہر دو سالک متدارک ب جذبہ و مجذوب متدارک سلوک ارشاد
 و ہدایت را شاہ پیر و ہر دو نصیب باشند برائے امامت و خلافت
 را از حق و رسول و شیخ قائل اگرچہ ترا از طرف حق و رسول اذنی بدعوت شد نشاید کہ خود را
 نصیب این کار سازی و دست فراموشی کند کہ پیش پیران طبقات منع است در عرصہ
 قیامت عذاب میدہند میگوند این مرد کسی است کہ خلاف مشایخ کردہ است کہ بحریم
 پائے ایشان مرتبہ رفیع رسیده است **والبتہ از خفض و کسر ایمن گشتمہ اند**
وایشان ترا فتح یاب از فاعل حقیقت بہ سبب اصناف با مبتدای خلقت شدہ و خبراند
نفس و وصل رسیده و درین عبارت ہر سہ اعراب ذکر کردہ است نصب و حزم و
رفع و خفض و کسر ترک کرد و فوق را از آنکہ بر فقیر سالک دارد اما بایستہ کہ فتح مذکور بر
لیکن خود ابوالفتح است اکتفا بر قرینہ حال کرد قولہ **و تا شیخ قدم در دارالامان**
نہادہ باشد و از دائرہ مراجعت بیرون نشدہ یعنی دارالامان در بہشت مراجعت
نکردہ باشی گویا کہ غریبی اہل و مال و خانہ نداری ہمیشہ در پے مراجعت مقام اصلی
خود می باشی یا آنکہ تو در دنیا رہ گزری و ابن سبیل ہر چہ میسر شد کردی و آنچه بدیشتر
نکردی علی الصباح روانہ کردی بہ منزلی دیگر آمدی کہ گفتہ اند العاقبۃ مہجۃ چنانچہ
شیخ فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز بہر کسی کہ دعا کرد و نافرمودند عاقبت بخیر یار یعنی آخر کار

جلال رومی "گوید" یعنی مرد و اصل مرتبہ افعال ماضت برسیدہ است ہرچہ خواهد کند
اور ایچ چیز مضر نیست وقت یعنی در وقت وصال از فراق ہرگز نشانی نیابی کہ محال
است کہ المحال لا محال الی اللہ

مصراع

"باز آدم چون عید نو تا قفل زندان بشکنم"

یعنی در وصال دوست چون عید نو نشادان و فرحان آدم برابرے این غرض تا قفل زندان
و علایق این جہان انداز سر وقت خود و کہم دلے علایق و عوایق بدوست خود مشغول باشم

بیت

درواے دیگر نکتم

خواہم کہ بیچ صحبت اغیار برکنم در باغ دل رہا نکتم جز جمال دوست

و بعضے میگویند ان متاع البیت یشبہ رب البیت تاروح را از جنس نفس و قید
دل خلاص دہم غرض از حصار نفس قفل بشکنم تا صفاے اور ایا بد۔ قولہ "این چرخ

مردم خوارہ را پہلو و دندان بشکنم" یعنی این روزگار دراز را کہ عبارت از عالم نسبت
و اصناف کہ نفس مردم را زیر بر میکند چون دانہ در آسیاب ایک آس میسازد و از جہان دل

خبردار شدن نمیدہد بہ سبب کشش حق ہمہ تجاست اغیار و کدورت اختیار پاک کردہ بہریم
چون جذبہ حق غالب شود ہمہ علایق دنیاوی و عوایق عتباوی مغلوب و مقهور گردود و در

باطن چرخ مردم خوارہ را پہلوے دندان بشکنم و اگر گذار گوی کند ہمہ دندانہا شش شکستہ در دہان
اندازم تا دیگر بار این نفس باکے جفاکاری نکند چنانچہ اذا جاع الحق زهق الباطل

قولہ "گر یا سبان گوید کہ صے بروے بر نیزم جام مے" یعنی اگر حاجب از حاجبان
محبوب مراجعت زند و نزدیک آمدن ندید من بران خاص جام بر نیزم دست گردانم سخن

کردن ندہم غرض اگر عقل بوالفضول خواجگی آموز مانع آید بروے شراب محبت حق
صاف بہ اندازم

بیت

عشق در دست بادشاہی سوز

عقل مردیت خواجگی آموز

قوله "وستم اگر در بان کشدن دست در بان بشکنم" یعنی اگر رقیب محبوب دست
 من بگیرد و مرا درون خلوت رفتن ندهد من قلاشی اورندی پیدا کنم و دست او بشکنم
 تا دیگر بار این چنین بدخونی با عاشق نکند غرض مضمون آن است که در بان غضب
 و شهوت است ملائم نفس حق را آمدن نمیدهد و باطل را درون میدارد و چون عذبه
 حق در آید تصرفات نفسانی همه محو کند و دست قدرت نفس کوتاه کند ان الملوك
 اذا دخلوا قرية افسدوها وجعلوا ائمة اهلها اذلة این باشد
 قوله "هر که من بدست را در خانه خود ره دهی" یعنی وقتیکه مرا که عاشق مستم در
 خانه رای دهی و من بدست و خراب در محل و غیر محل بر تو آیم و نشینم و حکایت عشق
 و محبت کنم غرض این معنی به آن است که بدست به خرابات عشق وصولات محبت
 است که از عالم خود رایی و خود نمایی است که صفت استغنائی دارد و ذات حق است
 که القلب بیت الله و عرش الله است - قوله "پس می ندانی این قدر این
 بشکنم آن بشکنم" یعنی اے نادان این قدر ندانی که من روزی از مستی دست
 و پای در بان بشکنم و رقیب را بجان بکشم و ترا از سر پرده خلوتگاه بیرون
 درگاه بگذارم غرض ظاهر را بر باطن زخم و باطن را بر ظاهر و صورت را به صفت معنی
 گردانم و معنی را به صورت بازگردانم و حقیقت را به رنگ مجاز نمایم و مجاز را به حقیقت
 باز نمایم از آنکه از عالم نسبت و اضافات است نه از عالم والله من و من الله
 محیط -

بیت

عشق مشاطه البیت رنگ آمیز که حقیقت کند برنگ مجاز

قوله "مر ترضی عایه السلام هم ازین جهان نشانی داده است لو کشف
 العطاء ما از دست یقینا یعنی سرور اولیا علی مرتضی میفرماند که اگر سریده مجاز از روی
 حقیقت کار بر آرد هیچ زیادتی و نقصانی در معرفت نباشد مجاز که برنگ حقیقت دید بودم

ہمان بینم ہم ازین عالم عشق و محبت است اما تو نیکو فہم کنی غیر او نیست در حقیقت
 قولہ "لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ الْاَرْضَ غَيْرَ الْاَرْضِ زَمِينٍ نَمَا نَدْرُ مَن لَقِينِ"
 "اگر ہمیں پتہ چلتا تو ہمیں پتہ چلتا" انرا کہ حکم نورانی و روحانی گرفت قولہ "وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ
 بِيَمِينِهِ" چون پیچیدہ بہ یمن اوستند در ان یمن بہ یقین یکے گشتند "این یمن
 صفت جمال است و جمال را با ذات حسی بہ کمال در صفا و لطافت و نورانیت
 است پس یکے را در یکے ہمان یکے نمودند الجنسیت علت الضم یعنی جنسیت و ہم
 جنس بودن سبب ضم و جمع است۔ قولہ "مرضی چگونه نظر ماہ ما از دست
 یقیناً" کہ زیادت و نقصان از امور شبی است وَاللَّهُ مِنْ دَرَانِهِمْ حَمِيْطٌ اسْت۔
 قولہ "ہمہ ایکے دیدہ و یکے دانستہ کے شاخہ" الواحد لا یصلہ منہ
 الا الواحد یعنی از یکے جز یکے صادر نشود چنانچہ در علم حساب یکے را در یکے ضرب میکنی یکے
 شود غرض بہ ہر کہ مرتبہ ظهور مطلع گشتہ ابتدا و انتہا را بہ یک صفت دیدہ شریعت بہک
 ذات دانستہ طریقت و یکے حکم شاخہ حقیقت قولہ "صویر اشکال زمینان پرورد
 یعنی صفات و افعال از نظر عارفان پرورد وہمان ذات واحد را بہ بیندازو بہ دیکند
 ہما سچہ حق است ظهور دیدہ یعنی نسبت و اصنافات ہیچ نبود در نظرش حق را بحق حق
 بہ بیند۔ قولہ "سخن با فہم میکنی اگر میکنی زہے مردے کہ تومی" یعنی حضرت بزرگی
 محترم و مقدس سرہ میفرمایند کہ سخن ما از عالم و راہ الورا است و از جہان کشف و عطا
 است ازان تنبیہ میکنند کہ سخن خود سخن کشف است اما کشفے بغیر ریاضت و مجاہدہ
 کردہ فہم نمیکنند بہ امر مرث کردہ باشد مرد مرتاض مجذوب سالک باشد چنانکہ حضرت
 رسالت است او فہم میکنند کہ عالم و رے و راہ خاص اوست ازان مبالغت
 حضرت بطلی میکنند مگر نیکو نیکو زہے مرد تومی کہ سخن ما را فہم میکنی بجز نظر ایشان کشف نمیشود
 واللہ علیہم حکیم۔ قولہ "وآنکہ گویند میان این دو متراکن بجز بہ

و دیگر

کشف عطا

یا متدارک بسلوک تفرقه نهند گویند آنرا کہ جذبہ مقدم است او اعلیٰ و
اولیٰ است لاجل و لا قوۃ الا باللہ ہر دو را اخوان توامان دان کہ از
یک شکم یکبار پیون آمدہ اند۔ این شروع است در بیان فرق بیان دو قسم اول
آنت یعنی میان مجذوب سالک و سالک مجذوب کہ کدام فاضل و مفضول و حول قوت
خدائے را است این سخن درست نیست یکے را فاضل و یکے را مفضول گویند بلکہ ہر دو
قسم در مال یک حکم دارند چون و اصلان را اندازے الخ الخ از سر اوقات غیب در آید
ہر دو فریق سر بر آرد و باید دانست کہ مجذوب سالک را سلوک آسان است چندان
محت و مشقت نمی بنید آسانی بمقصود میرسد و سالک مجذوب را مشقت و محنت
در راہ بسیار پیش می آید و بعدہ بمقصود میرسد و در مال ہر دو برابر اند این ہم بمقصود رسید
او ہم رسید و از من وجہ کہ مشقت و محنت و مجاہدہ را اعتبار است سالک مجذوب را فضل
و ادلی بود۔ قولہ سالک واقف دوسہ معنی دارد یکے آنکہ واقف است
کہ چیزے اور اکشف شدہ پیش پیشتر نمیرود یعنی بیشتر از راہ ندہند ما بخا
یا تہ بندہ کند و طلب او در سرش نباشد اما یافت ابدائے عشق و یافت انتہائے عشق۔
قولہ و یا سالکے است مرشد بر مرندارد یعنی آن سالک است صلاح من
عند نفسہ اختیار کردہ است مرشد ندارد این صلاح اثرے ندارد بلکہ جہش بیشتر است
آوردہ اند کہ مردے بر خدمت شیخ برہان الدین غریب آمد و گفت من ہر شبے صد
رکعت نماز میکنم شیخ گفت با با ترا کہ فرمودہ است گفت من اختیار کردہ ام شیخ فرمود
بعد ازین نگذار کہ آفت رسد عوام الناس چہ گویند شیخ نماز را منع میکند ایشان منفعت
دین و دنیا سے وے دیدند گفتند۔

ہست

کلید درد و زخ است آن نماز بیدار خلقے گذاری دراز

قولہ و یا سالکے است بہوائے گرفتار شدہ است بہ تقبیل اقدام دوست

ن مبران
راستا

بوسی اتام وہ واقعہ خوابیکہ می بند سخیل درست میباشند میدان غرور است و
انڈک حضور کہ دست میدہد بدان سرور وارو یا در اثنائے سلوک لذتے طاعتے
یافت استحلا ر الطاعت پابند وقت او شد یعنی ساک و واقف ساکے است کہ بہ آرزو

م جدائی

نفس خود مبتلا گشتہ از ان قید جدا میسر نیست ہرچہ در بند آنی بندہ آنی اینچا طاہر گرد و اقدام
الی آخرہ فرمودند یعنی بیایے بوسی و دست بوسی مردمان خوش شدہ نظرش از ان پیشتر نہیزد
بہ آفتے گرفتار شدہ یا آنکہ ساک و واقف آنست کہ بہ واقعہ درست سر فرود آورده است بدان
فریفتہ گشت بہ انڈک حضور دل کہ اورا دست میدہد خوشان و فرحان میرود و طلب فناے
فنا ندارد و یا آنکہ ساک و واقف آنست کہ اورا در میان سلوک و در وقت آن لذت طاعت
و عبادت دست داد و مہورا مطلوب و مقصود و انست پیشتر نرفت و استحلا ر الطاعت
فرمودہ اند یعنی شیرین پیدا شدن طاعت ثمرہ و حاصل وحشت و نفرت از قرب حق تعالی
است۔ قولہ مجذوب مجرد این چنین کسے ہم باشد پر توے از عکس ہو بروز و دماغ

عہ در نسخہ تبصرة الاصطلاحات کہ منقول عنہ است اینچا عبارت کثیر از اسرار الاسرار ترک شدہ است کہ اینچا
نقل کردوی آید: دو یا ستمے بلند نزار وہم بہ تشیلے و تشکلے کہ اورا پیش آمدہ بہ نظارہ ماند شاہد را بجائے غائب
تہاد از شاہد غیب محروم ماند واقف این چنین کسے ہم باشد کہ مشاق و شاداید ہی تو اندر جوہ ہنادن از
بیارے بہ انڈک قرار گرفت و دیگر ہر جا کہ متعبدے متعبدے است بدانکہ واقف است او میگوید ہر
چیزے نہی باید توفیق عبادت مرا کافی است۔ اما مجذوب مجرد چنین کسے ہم باشد کہ در باب این بیت
سے زیادہ چون کف ساقی تہی نمیگردد۔ کجا و مایع لطیف زمستی آید باز۔ پُر پُر می پمانید و فرجہ شعورے
نمید بند و ہر نفسے مست مست میدارند نہ کہ دولت است این اعظیم دولت است و سعادت است این آن روی
گفتم اچنانا بل ساعت و اما تمنا این کند ہر پیران بطامق مریدان اند و ہر مریدان مشاق احوال بران مریدان میگویند زمانے مارا از
زمانہ بر بند و پیران میگویند ساعتے مارا پاد بندہ چہ کہ مجذوب مجرد لاین شخوحت دعوت نیست ایش میکہ در خار حوزن ہایت سیلاب ضلالت ان دار
بر سخا نہ شمار بر بند و بسیار۔ و گر مرابہ عم روزگار سپارید۔ اشارتے بہ حالت مردے است کہ ایشان را تو
سر المر بو بیت لبطلت النبوت۔ مرد در قلم و وحدت غرق است فرصت آن ندارد کہ سر بر آورد
در غرقا بے افتادہ است البتہ ساحلش پایا لے پای نیست پیغامبر دعوت کرا کہ نبوت بر کرا ل
شود و او از قاب تو سین او ادوی در گذشتہ است ثانی زامحال نمازہ است سہ چون رسد عشق برا
چنین حالہ سر و شد گفتگو دلالہ دلالہ از حالت شہ و عروس پرسان باشد ہیبات او خود محرم کاریتا
دقیقہ عاشیہ بختو ۱۳۴

سبک شد یعنی سلوک نکرده کسی باشد که چیزے از مقررات یافت ہمیران نسبت شد به حقیقت وصال بزید
 و دیگر پر تو تابلشے از ورے جبریت که عبارت از جذبہ است کہ داعش سبک شد ہر چه خوش آید میگوید صاحب طریقت
 درین جا این قصہ موافق محل است بہ نظر ایشان یاد آمد شنیدہ باشی سجی معاذ بر ابو زید نوشت کہ اینجا
 کیکہ جرعه شراب محبت نوشید میان ما مست گشت کہ خبر ازین عالم ندارد بو زید در جوابش نوشت این
 کار کنانرا رسوا کن اینجا کہے است کہ ہر دم خمہاے شراب می غلطاند و هیچ مست نمیشوند مردان
 ہزار دریا پراند و تشنہ رفته اند و دوست از چہ گشتی چون نخوردی فراق باقی دارند چرا محذوب ساک
 نمیشوی کہ محذوب مجرد را کہ جذبہ ذات دارد چنان مست است کہ خبر صحنہ ندارد پس لایق شیخوخیت
 نیست کہ از قید شرع رفته است کہ خبر صحنہ نیست چنانچہ بر شیخ محی الدین اعرابی بود کہ مقام در او الورا
 ندانت برین تجلی ذات منحصر کردہ بر این معنی حضرت تطبیقی مثل محذوب ساک محذوب مجرد و شیخ
 باینہا آورده اظہار مقامات اولیا کردہ اند فانہم و انعمتم قولہ "لقمان" خسی زیدہ گفت در سبک گشت
 پیر شدم رسم بندگانست کہ درین حالت آزاد کن آزاد می مہر طلبہ شعاع از پر تو لا ہوت
 بروے زو همچون صفت گشت یعنی درین حالت محذوب من باشم کہ جذبہ پیالے دارم کہ از ان
 جدا بہمہ حال نمیشوم و اورا پر زیدہ از ان میگویند کہ چون در سماع شدے قوت طیرانی دست وادے از
 یک طاق خانہ بروم طاق می پریدے۔ قولہ "مجرد و چین ہم باشد بر سمرے اطلاع یابد
 قید شرع از پاکستہ بنید ازین معنی گویند کہ لایق شیخوخیت ندارد کہ کسیر فایده نرساند کہ خبر صحنہ دارد از
 قید شرع رفته است کجاست و روز میشود خبرے نیست اما واصل است میگویند کہ از غایت کثرت
 حق دوام حال را دعوی کند دوام حال خود محال است ازین معنی چند صوفیان میگویند کہ حاصل نیست
 آرے رہ وصال موقوف بر اتباع حضرت رسالت است زیرا کہ از محبوب مراد است با او و عدل است

(بقیہ طبعی صفحہ ۱۳۶)

دا شوقاہ الی لقاء خانی ہین شہباز فرماید مراد بران واقار بان اند کہ ہم کاس ہم پیالہ ہم نوالہ اویند چہ میگویم کجا افتادہ
 ام مردمانے خوردنہ مشاق شدند تو ہم حکایت ستان شدہ دیوانہ شدی یا وہ میگوی۔ بعد ازین عبارت بتجدوب مجرد
 این چنین ہم باشد الخ "است کہ ہلا مرقوم شد۔"

ہر کہ برآید اور اوصال باشد و اگر نہ کان من کان و فعل من فعل به حق ترسد واسطہ ہواست

جز این نہ نیکو است۔

بیت

محال است سعدی کہ راہ صفا
توان رفت جز بر پے مصطفیٰ

چہار سیدگی شکستہ یا بد عثمان عبودیت از دست رفته بیند از و ہرچہ خوش آید کند و
از خرید باز ماند کجا آن حالت کہ محمد و خدای محمد سر بر سر کجا آنکہ ابو جہل جفا کند یعنی عبودیت
والو بیت ابرا و از لائمی و ویکے بدون دیگر منصور نہ بوہل چنان بر حضرت جفا دارو کہ کوچہ گرفت و
در راہ حرکت پیدا کرد و چنانچہ مشہور است بعدہ این آیت نازل شد **الْمَلِیْکُمْ بِانَّ اللّٰهُ یُرِیْ دِیْکُمْ**
اَسْرَءَیْتِ الذِّیْ یَنْهٰی عَمَلًا اِذَا صَلٰی اِنِّیْ اٰخِرَہُ رَسُوْلٌ اللّٰهُ خُوشِ شَدِیْدٌ کہ ازین تشریف کلام
تشریف بالاتر خواهد بود کہ محبوب محب را گوید کہ ہرچہ تو میگذر و از ایذا و جفا رقیبان می بینم میدانی
عاشق را چه لذت و خوشی دست دہد چنانکہ مروی است کہ چون آیت **الْمَلِیْکُمْ نازل شد رسول اللہ**
از غایت خوشی تکرار میکرد و اھویری اھویری میگفت چون در خانہ آمد اہل بیت ہمہ پرا افتادند و
می پرسیدند یا رسول اللہ صویری رسول اللہ میفرمود نعم او را می بیند ما او ذی نبی قط مثل صفا
او ذیت ہمین غمزہ زندہ و دندان و رخسارہ شکنند و بہ سنگ ملامت زندہ حالت و اعیان
و ہاویان این است چنانچہ قصہ مشہور است کہ حضرت رسالت پتارا در جنگ بدر و دیگر جہا
چہا مشقت گذشت کہ دندان بہا کہ شہید شد علی بہ القیاس قولہ **رُوْزِیْدِیْ** است این مرشدان
را کہ ہم ایشان دانند آری ہرچہ در آخرت بردوز خیال خواهد گذشت از عذاب گوناگون دالام
بجد و ننگون ہم برد و نتان خودم در دنیا میگذرد و درجات فریدہ ہم تحمل ایذا ہے خلق و بارگشی ایشان
میگذرد۔ قولہ **رُوْزِیْنِیْ** چارہ طبعی کہ علاج دیوانگان کند **طَبِیْبٌ شَدِیْدٌ** کامل است و
دیوانگان متابعان او بند کہ ہر چند ایشان را از طور حسن شہوت بہ طور عقل و قدس میبرد و پیش ایشان
و صیت معقولات و مقولات می نہایت ایشان ساعتہ گوش می نہند باز بچو بہ اصل خود و دیوانہ رہ گم کردہ
گویند **الْمَلِیْکُمْ فِیْ کُلِّ وَاِیْہِیْمُوْنَ** در میان و حرمان گرفتار اند اما چہ کند کہ رضامندی کند

و خود را خدا سازد چون رضائے او در آن می بیند - قوله ثمینو لیسند اگر کسی به رتبه دعوت رسد شاید
 بغیر اجازت پیر دعوت کند بر حکم ادع الی سبیل ربک بالحکمة و الموعظة الحسنة هر چه پیر
 پیغامبران راست هم امتنان است اما قوله لاحول و لا قوۃ الا باللہ چه گویم آن مرد نادان را
 با خدا میتوان گفت شنیدی در میان نهادن اما پیر و پیغامبر یعنی ایشان گویند با خدا
 دیوانگی داریم اما با محمد بندگی داریم قوله ثمینست ضرورت است او را بلای می باید کشید و جفا
 می باید شنید و از پیری نمی باید کرد دید هر چه آید اینجا چنین میفرماید
 اگر مراد تو اے دوست تا مرا وی ما است

ن بے (اسما)

همه که گفتیم رضا جوئی دیگر است یک ساعت رضا جوئی بهتر است از یک سال بندگی این چنین بر فرمودگی
 پیران حکم باشد -

من از خویش ازین
پیران خواهم خواست در سینه

”مراد خویش من از تو دیگر نخواهم خواست
 ارید وصاله دیوید هجری فاترک ما ارید لما یرید“

میخواهم وصال دوست چنانکه مری است منتهی طلب طلب است و او میخواهد فراق من پس خواست خود را خدا
 خواست او کردم که رضائے دوست در دست اول خدا پستی بود ثانی رضای جوئی است در اول حضور و غیبت
 است و در دوم حضور غیبت و غیبت حضور این ابلغ اول است اینجا دم تمام است - و ببا بد و انت مراد
 از پیر فعال اللہ است و از پیغامبر صفات اللہیم از آن میگویند از پیر پیغامبر نباید کرد دید از آنکه در ایشان بشریت
 است پس هر چیز را دم الحاق است اما در ذات دهم الحاق چیرے نیست از آنکه ایشان از امور نسبی اند
 واللہ من دسرا لہم محیط است - قوله آہ پیر سوختی سوختی سوختی یعنی مراد دعوت خلق فرستاد
 و با خلق برستی اول سوختن از آثار فعل است دوم از اعلام صفت سوم از انوار ذات حجابہ النور لو
 کشفة لا حترقت سبحات وجهه ما انتھی الیہ بصر من خلقه قوله

بیت

”حاصل عشقت سه سخن بیش نیست
 سوختم و سوختم و سوختم“

اللہم اهدنا الی سوا الصراط المستقیم تو همین سخن است سوختم در فراق سوختم در وصال سوختم در اتحاد ذات اللہ
 علیم حکیم

فصل یازدہم

در بیان انسان که شناختن عالم صغیر و کبیر معرفت او تعالیٰ و بیان خرقه پوشیدن و طاقیه از پیر
 مرشد مطالب گرفتن آنرا و وجه تسمیه التسن و رسم عاشقان که فراق برائے وصال از بند - بدان اسے عزت
 کہ انسان عالم صغیر است و ہر چه غیر انسان است کبیر است نمودار آن در عالم صغیر است تاہر کہ عالم
 صغیر را آنچنان کہ عالم صغیر است بدانند و عالم کبیر اینمز بدانند پس این نوع شناختن کار عظیم است صراط مستقیم
 معرفت خود است رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم این دعا میکرد **و اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ** در پیش
 تا خود را نشانی اسکان نیست کہ خدا را بشناسی چنانچہ من عرف نفسه فقد عرف ربه راے بغایت
 کوتاه است مشکل دشوار است - بدانکہ عالم کبیر جوہر اول تاہر چه در عالم کبیر پیدا آمد از ان جوہر اول
 پیدا آمد جوہر اول عالم کبیر روح اضافی را گویند جوہر دوم عالم صغیر نطفہ است و عالم صغیر و کبیر در چہار
 دریا مشابہت نماید و دام کہ نطفہ در پشت مرد است چون بہ رحم زن آمد ہماین دریاے دوم ظاہر
 میشود گنج پنهان بود آشکارا کرد کہ انسان را آفرید تا شناختہ شود بعدہ تجلی نمودار کرد تجلی حقیقت و
 معرفت ظہور شد چنانچہ میگوید کہ **و اودینا مبر علیہ السلام مناجات کرد الہی لماذا خلقت الخلق قال**
کننت کنتا مخفیا فخلت لک اعرف و بہ طریق دیگر فاجبت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف
گنج پنهان بود کہ میفرماید کنت کنتا مخفیا ذات خداے است و ذات خداے دریاے اول است
و دریاے اول تجلی کرد و دریاے دوم ظاہر شد و دریاے دوم روح است اضافی و روح اضافی
اسامی بسیار دارد عقل دل و قلم اول و روح اعظم و روح اضافی و روح محمدی و مانند این آمدہ است
تا سخن دراز نشود جزوے تمثیل گفتہ شد میگوید کہ روح اضافی جوہر اول عالم کبیر است در رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازین نظر فرمود اول ما خلق اللہ العقل صفات خداے تعالیٰ و اسامی
اینجا ظاہر شد اندو آن عالم ملک ملکوت است و روح اضافی کہ جوہر اول عالم کبیر است ظاہرے
و بالئے وار و ظاہر روح اضافی اجسام افلاک و انجم و عناصر شد تا عالم ملکوت پیدا آمد کہ چہار دریا

تمام میشود یعنی راکه افلاک نجوم عناصر طبایع است و دیگر آبا و اجداد نیز گویند و این آبا و اجداد است و ایم
دو بجلی اند و از بجلی ایشان هو الیدسه گمانه پیدا آمد و در آخر همه انسان پیدا شده شرف یافت و مخفی را اظهار آورد
چنانچه خواجہ حافظ فرموده است۔

بیت

دوش دیدم که ملایک در میخانه زدند گُل آدم لبش شند و بیہ پیمانہ زدند

واللہ علیہ حکیم۔ بدان اے عزیز کننت کنزاً مخفیاً فاجبت ان اعرف فخلقت الخلق پس
پیدا کرد آدم را تا اورا شناخته شود۔ ہر کہ در عالم معرفت ثابت قدم تر و بہ آتش محبت سوخته تر اورا
لذت از رویت محبوب بیشتر است۔ میگویند کہ معرفت بر قسم است عام و خاص و خاص الخالص۔
معرفت عقل عام است کہ جمیع طوایف از انسان متفق اند اللہ تعالیٰ آفرینندہ موجودات صالحہ مصون
است بے الت رازق است۔ و اما حقائق آثار صفات سابقہ از حسوس و نفوس عناصر ربیع
انچہ در جهان است تو اند شناخت و در آخر بدانند سنو لیمو ایتنا فی الاقوات و فی انفسہم
اقلًا تبصر و نبرین حاکی است و اگر بعد عنایت ازلی تو پلیم و تفہیم شلیخ و ادلیاے حضرت صمد
بعضی عوام را شمرہ ازین معانی ارزانی فرمائید معرفت صفات انعال و نفس خود حاصل شدہ
باشد و بہ مرتبہ من عرف نفسه فقد عرف ربه رسیدہ باشد و کہ معرفت نفس حاصل
شدہ نباشد پس معرفت صفات ذات حق حد عقل تو چون بود اما معرفت انبیا خاص الخالص
است و آن شناخت ذات مقدس است تعالیٰ عن درک الایہام و الادہا کہ مقصود حاصل
است۔ اصل از فطرت آدم و آدمی و مطلوب کلی از عرفان معرفت ذات خود بودہ است کہ
اجبت ان اعرف۔ تا ما الاکمال غیرت عزت و جلالت و عظمت حقیقت معرفت ذات
بہیچ کس ندادہ است و ما قل سر و اللہ حق قدری کہ اے ما عرفوا اللہ حق معرفتہ
سر این معنی است۔

بیت

سبحان خالقیکہ صفاتش ز کبریا بر خاک عجز می کنند عقل انبیا

میگویند کہ وصف معرفت عین است کقولہ انا عرضنا الامانہ علی السموات والارض

وَالْحَبِيبِ فَإِنَّهُ أَنْ يَحْمِلْنَاهَا وَأَشْفَقْنَا مِنْهَا وَحَمَاهَا الْإِنْسَانُ ط تَابِتٌ - و در تمهید قاضی
 عین القضاة میفرمایند که حق را صفات است تا معرفت آن حاصل نمی شود ذات را متوان
 یافت و او را ذات است تا آنرا در دنیا بدیه صفات نمیتوان رسید معرفت او را حد تشبیه نیست
 که او را منحصر کرده بشود هر چند که می بیند و را الورا است وَاللَّهُ مِنْ دُونِهَا مُحِيطٌ بِهَا نَحْوُ
 محی الدین اعرابی بر تجلی معرفت ذات منحصر کرده است که الیه مطلق مقید کرده است ازین
 معنی حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سره گفته اند که او را تجلی صفات و معرفت نبود که در معرفت
 تجلی ذات کلام نیست همین را سگر میگویند چنانچه در معرفت تجلی صفات کلام گفته اند همین را صحو
 میگویند چنانچه پیشتر بیان رفته است ازینجمله نهم که تکرار ناقده شیخ ابوسعید میفرمایند که
 معرفت او چنانچه است آنکه ندانی و بدان که ندانی و بخوای که بدانی . بیت

گر نیابی به دوست ره بدون شرط یاری است در طلب مردن

و شیخ سعدی میفرمایند

نه حسرت آخری دارد نه سعدی را سخن پایان به میرد تشنه مستقی و دریا همچنان باقی

فانهدوا غلتهم و در اجارا آمده است که طاقیه مونس دوست است و در بحر عشق مرکب
 است درین راه صادق کسی است که قدر طاقیه بداند .

ز باعی

در طاقیه جمله عشق و شوق است همه اسرار جمال دوست و فوق است همه

چون بر سر خود نهادی آن مونس دوست می سوزد عشق او چو شوق است همه

قاضی عین القضاة میفرمایند پوشیدن طاقیه بر دو طریق آمده است یکی کلاه سیاه که از
 فرق بلند باشد از آن ناستره گویند بعضی در دیشان پوشیده اند و می کلاه سفید و یا از صوف
 یا جامه که با فرق متصل باشد آنرا لاطیه گویند حضرت رسالت پناه صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
 و شایع کبار لاطیه پوشیده اند و می پوشند و در خواجهگان چشت کلاه با جو زگره و دوخت
 شیراز پوشیده اند درین راه هر کس تمایل کرده می پوشند و در خانواده دیگران ازین جنسها

پوشیده اند اما من دیده ام و پیر شایه اند یعنی بندگی حضرت مخدوم قدس اللہ سرہ میفرمایند
 که حضرت رسالت پناه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیده ام که برفرق متصل پوشیده اند چهار
 ترکی - و در راحت انجمن موقوف خواجہ من یعنی پیر حضرت مخدوم شیخ نصیر الدین چراغ دہلی
 قدس سرہ آورده اند کہ کلاه چهار ترکی یعنی چهار خانه دارد اول خانه اسرار است و التوار دوم خانه
 محبت توکل است سوم خانه عشق و اشتیاق است چهارم خانه رضا و موافقت است و ہر کہ این
 کلاه می پوشد از چهار چیز نعمت محروم نباشد و بران کار کند حق آن بگذارد - و در روح
 اللہ و روح آورده اند لیس الاعتبار بالخرقہ انما الاعتبار بالحرف ان اللہ
 تعالیٰ یحب لقلوب الخوارق - و میفرمایند طاقیہ خواجگان پشت چهار ترکی دارد ہر
 چهار ترک چهار چیز باشد و مردانرا ہم دارد طاقیہ نہادن او علم بود و اگر نہ لباس بزرگان کرد
 منع است و اگر نہ در طلب جہد او مشغول باشد تا پیران خود میرسانند - آنرا شرط برین چهار نہاد
 اند اول ترک ہوائے نفس دوم ترک دنیا باشد سوم ترک عقبی باشد تا خود بخود شود و چهارم ترک خود
 کند چنانچہ گفتہ اند

بیت

اول خود ز جہاں دست بشوے آنگاہ زد دست شستہ این در مین

و میگویند کلاه چهار ترکی ترک گرفتن ہوائے طبایع الاریہ است - جو زگرہ بہ منزلہ ہوا است
 و چهار ترک صحابہ اربع است و زہ منزلہ حضرت رسالت پناه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ ہر
 چهار را بر گرفتہ اند و سرور کردہ اند و این ہر چهار نیز خود را بر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بر
 یکے طاقیہ است و یکے باقیہ است و یکے خرقہ تا قیہ از تقوی است قاما باقیہ از بقا است
 و میگویند کہ خرقہ عبارت از پارہ جامہ است یعنی پوشیدن خرقہ کہے را مسلم است کہ سوختگی
 دلش پارہ پارہ و نفس شکنہ باید تا خرقہ بر ہر ش زید و خرقہ اشارت بہ سوختگی دارد و باطن
 ہر کس بہ آتش محبت الہی محترق شدہ باشد خرقہ بر ہر ش خرقہ گردد -

بیت

چال عشقت کہ سخن پیش نیست سوختم و سوختم سوختم

میلو یا رسم و پیروی عاشقان کہ فراق برائے وصال دارند۔ بدان اسے عزیز کہ عاشق از لباس خویش عاجز و بیچارگی است و معشوق از لباس خویش ناز و کرشمہ و استغنائی است و عاشق خود را از عالم نسب و اصنافات مجرود و بی عالم در او الوراہ خیال کند پس ازین عالم گذشتہ و مقام فردانیت حاصل کند کہ بہ صفت یک وجودے متصف شدہ باشد چنان فرحت شود کہ در بیان نگنجد چنانچہ عارف میفرماید۔

بیت

بچود و معزیتہ اندر یکے خزینہ باہم گرفتہ الفے دزد و بگرے ملالے

در حدیث است را بیت ربی فی احسن صورت یعنی دیدم من حق تعالی را در نیکوترین صورت در آن صورت انسان است رفرے از و است قاسم معشوق از لباس کبر یائی و استغنائی دارو بہ این معنی عاشق را دومی می آید کہ عبارت از دومی ماومنی است میجو اہد کہ بہ حصول بدن کند چنانچہ عارف نے گوید

بیت

آن یاد بہان است اگر جا دگر کرد او جامہ دگر کرد و دگر بار بر آمد

یعنی معشوق یکے است اگر لباس کبر یائی و استغنائی دگر کرد چہ شد سبب آن است کہ اینجا در دنیا حادث گفتند و در آخرت قدیم بہ این معنی جامہ دیگر لباس کرد و باز آمد کہ این مثال آخرت است بر کسوت ظاہری دل نبندد ہر چہ بنید دل بر ان نہد کہ در مصنوع صالح را ہی نگردد چنانچہ بندگی حضرت مخدوم قدس اللہ سرہ میفرماید

بیت

در ہر چہ نگم کنم توئی پندارم از بسکہ دو دیدہ در خیالت دارم

یعنی از غایت شوق جمال دو چشم من در خیال روے تو مستغرق است و در ہر چیزیکہ نظر کنم وجود حق تعالی می بینم و چنان در قوت خیالی جاے گرفتہ است کہ در ہر چہ پندارم او حاضر و شاہد را بیت شیئا الا و را بیت اللہ فیہ ہمین یہ قول محقق کہ رشک و غیرت شوق و اشتیاق است و ہر کہ بہ بلاے عشق گرفتار شد خون غیرت خوردن او چارہ دیگر نباشد زیرا کہ عشق قوت عاشق است و عجب قوتے کہ او را خواہد کہ پیور دوم

خود قرار میماند چنانچه معشوق غمخور است استعنائے دارد و هرگز نخواهد که عاشق را به مراد خود رساند که
 وَاللَّهِ مِنْ دُونِ الْبُحْبُوحِ حَيْطًا اسْتَرَسَ دُونِي دَرِينِ رَاهِ قَرَارِ دَادِهْ خَوَا هَشِ مَعشُوقِ اِيْنِ
 باشد که از ان راه از من دور بوده است لیکن از خون دیده و از رشک دل در میان خون غلطان
 ماند ازین معنی که معشوق به طرف دیگر حریفان نظر دارد و با هر کس رنگ آمیزی کند به این معنی
 عاشق را رشک غیرت می آید درین محل مناسب جدا مانظم اشارت فرموده است درین
 یک بیت مینویشم

چون سحر حریفان نظری میکند آن خوچ از آتش غیرت دل محمود کباب است
 باید که هر دو جانب تسلیم و رضا بود و اگر اتحاد و معشوق مثال به صورتی فرض توان کرد
 بچند طریق میگویم چنانچه گفته اند۔

شعر

اسری فی الوصال عبید نفسی و فی الہجران صوفی للموافی

یعنی می بینم در وصال خود را بندساک خود آری در وصال مراد نفس است و کمال شراب

اوست و می بینم خود در فراق او که فراق خلاف نفس است و نفس به کلی مستهور است تا فهم

اما بلائے زاد که دومی محقق شد هر چند به هر بیان یگانگی و بیگانگی معلوم شد که التوحید

توکل الاثبات است یعنی توحید صرف کسی را مسلم نشد و بیگانگی تمام و غیرت تمام

هم ممکن نگشت از آنکه غیرت آن است که در وجود خود محتاج بدان دیگرے نباشد و اینجا

این ممکن نه که هر لحظه اگر از او تعالی فیض برین عالم نرسد در ساعتی تا چیز گردد و متماثل شود و جودا

بلکه در قیامنا صند این است یعنی وجود ما وجود حق است و قیام و ثبوت ما هم به وجود

اوست چنانچه بندگی حضرت مخدوم قدس الشریعہ فرموده اند

تو او نشوی و لیکن ارجمند کنی جائے برسی کز تو تو می بر خیزد

آری جزو کلی نشود و جزوی کلی نگردد و عرض عاشق معشوق نگردد و لیکن اگر تو کوشش

بلوغ نمائی در آنجا میرسی اگر از تو وجود تو برود ترا حکم او دهند از خودی بخود جدا چنانچه

چوب را حکم نبات میدهند که در فیض نبات چوب است هدران شیرین آلوده است قانا
از تو وجود تو رفتن شرط است و میگویند که جزو کل نشود و جزئی کلی نگردد یعنی از آنکه یک مفهوم
عام است دوم مفهوم خاص چنانچه تعلم فانی نفسی و لا اعلم فانی نفسیک همین است
یعنی میدانی تو آنچه در نفس و دل من است از عشق و محبت تو اما من نمیدانم آنچه در باطن
تست از ارادت وصل و فراق - و هر شئی بود و وجه دارد و وجه منته الی من به خصوصاً
نظر انسان که چاشنی از عالم بقا دارد پس هر یک را در محل او صرف باید کرد الحمد لله الذی
هدانا لهذا یعنی شکر خداست که راه نمود ما را بدین بیان حق توحید او تعالی - غرض
الحمد لله الذی یعنی در مقام محمودی و هدایت خاص که مغفرت خاص و رحمت خاص
و مقام صمدیت است مقرر و مثبت مر محمد علیه السلام راست و آنکه تبع اوست قولاً
و فعلاً و حالاً الا هتدی لولا ان هدانا الله یعنی حال این است که نمودیم ما راه
یا فتگان بدین مقام خاص به اعمال و افعال خود اگر خداست تعالی این راه خاص محموی
ما را نه نمودی و از امت خاص و نگر دانیدی پس این هدایتی است نه کسی والله اعلم
بالصواب والیه المرجع والمآب -

فصل دوازدم

در بیان متفرقات

حب آل رسول علیه السلام - بدان که عزیز و قتیله این آیت بر رسول الله
علیه السلام وحی شد قل لا اسئلكم علیه اجر الا المودة فی القربی تا آیت -
مدتی چنین باشد که اے محمد بگو امتان خود را که سوال نکند شمارا به هیچ چیز کاره مگر دوستی
قرابتان تو پس صحابه پرسیدند یا رسول الله قرابتان تو کیانند بنما تا ایشان را دوست
سیداریم رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم دست علی حسن و حسین علیهم السلام بگرفت و

اشارت بر فاطمه علیها السلام کرد و فرمود ایشان و فرزندان ایشان قرابتان من اند
بعده فرمودند اگر مراد اولاد (دی) و اکبادی - الصالحون لله و المطالحون لی یعنی گرامی
دارید شما فرزندان مرا که جگر گوشگان من اند پس صالحان را براسه خدا و طالحان را
براسه من دوست دارید - وَعِنْدَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِقْتَدُوا بِلِکْتَابِ اللّٰهِ وَعَقْوَتِي
گفت علیه السلام فرمان برداری خداست تعالی بکنید و حرمت فرزندان من نگاهدارید و
عند علیه السلام مثل اهل بیتی کمثل سفینه نوح من رکبها نجا و من تخلف
عنها هاک گفت علیه السلام ای مثل اهل بیت من همچو کشتی نوح است هر که بدان کشتی
نشسته یعنی حرمت ایشان نگاهداشت او نجات یافت و هر که مخالفت و امانت کرد هاک گردد
چنانچه گویند

بیت

غش محمداً بس است و آل محمد

سعدی اگر عاشقی کنی جووانی

و در کتابهاست تصوف و از کلام اولیاء اللہ می آرند که شمس الایمه حلوانی چون کودکی بود
در اسب سوار شد و در بزرگی شد یکی از علمای بزرگ شد چنانچه لطف و نظر اولیاء اللہ بر او شد
برینکه خطا از حضرت رسالت پناه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در خواب آورده میگویی بنویسند و خبر
آورد است که روزی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفت با رخدایا هر که علی را دوست دارد تو او را
دوست دار من وجه شش منافع اسمیه حارث گفت این سخنهای شما می گویند از حق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود از حق و ما یسطق من الهویة ان هو الا دمی تو صبی ان
منافع باز گفت اگر تو از حق گفتی بگو بر ما از آسمان سنگها بریز و تا آنکه رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم لب بجنبانیم که سنگها از آسمان چنان بیاید که آن کذاب هلاک شود و مرد لقلقه
تعالی قَامَطِرٌ عَلَيْنَا حِجَارًا مِّنَ السَّمَاءِ اَلَا یَتَذَكَّرُ الْمُؤْمِنُونَ وَ مَضْمَرَاتُ كَثَرِ الْعِبَادِ
سجده بغیر کوع کردن آورده اند که روزی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم با یاران فرمود
که اخراج بریل از حضرت عترت بر من آمد و گفت که حق تعالی فاطمه را دوست میدارد و

خود سجدہ کر دم و چون سر بر آوردم باز گفتم که حق تعالیٰ حسن و حسین را دوست میدارد و باز
 سجدہ کر دم چون سر بر آوردم باز گفتم حق تعالیٰ دوست میدارد و دوست داردند ایشان
 را باز سجدہ کر دم بجان اللہ این فرمودگی بر محبان ماضی و مستقبل و مضارع شامل است هنیا
 لا ارباب معرفت الحقوق بنعیه الجنة پس این سجدہ را بغیر رکوع گویند و
 در خبر آمده است که این آیت بر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نازل شد بر حسب امام حسن
 نازل شد و یطعمون الطعاه علی حبیبہ مسلکنا و یتیمنا و اسیرانی آخره برین محل
 این آیت درین قصه است که روزی امام حسن علیہ السلام مرض داشته بودند و نذر کرد که صحت
 می یابم سه روزه می دارم بعد صحت یافت و روزه داشت امام حسین علیہ السلام گفت برادر من روزه
 است خود هم روزه می دارم و امیرالمؤمنین علی رضی اللہ عنہ نیز از سبب دو فرزند ان خود روزه
 می داشت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نیز روزه داشت قصه تام جاریه ایشان بود گفت
 صاحبان ما همه از دو فرزند ان روزه داشته اند من هم روزه می دارم پنج کس صایم شدند
 بعد از ان برای افطار چیزی بیاوریدند ان فقراشت که در خانه هیچ نیست بعد حضرت
 فاطمہ جائے تتبع قرض ساخته چیزی نان مستعد کرد پنج کس بخش خود گرفته میخواهند
 که افطار کنند امر حق تعالیٰ شد که فقیر بر دروازه ایشان آمده سوال کرد که کسی بنده خداست
 که مسکین را فقیر دهد امام حسن علیہ السلام سوال شنید فی الحان بخش خود به فقیر داد امام حسین دید که برادر
 این کار کرد و خود بخش به فقیر رسانیدند من طریق حضرت علی و حضرت فاطمہ نیز به فقیر بخش
 رسانیدند قصه جاریه دید که صاحبان من نمی خوردند از خورده من چمی شود این نیز بخش خود
 به فقیر رسانید آن شب پنج کس را فاقه شد و شب آمد همان طریق مذکور پنج کس بخش خود گرفته
 میخواهند که افطار کنند باز به حکم خدای تعالیٰ فقیرے دیگر آمده سوال کرد که کسی در راه
 یتیم را فقیر رساند نتیجه او جنت است امام حسن شنید همان طریق مذکور بخش خود به فقیر رسانید
 ایشان را دیده چهار کس نیز بخش خود به فقیر رسانیدند و فاقه شد سیوم روز نیز صایم شدند

باز همان طریق مذکور پنج کس بخش خود گرفته میخواستند که انظار کنند باز امر جل و علا شد که فقیر بر
 در ایشان آمد سوال کرد که اسیر را خیر کند نتیجه او حجت است باز همان نوع مذکور امام حسن علیه السلام
 بخش خود به فقیر رسانید تدریجاً چهار کس نیز رسانیدند سه فاقه شد بعد امام حسن علیه السلام
 فرمودند که مدت است که حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وآله وسلم نظر تا فتاده است تا به
 منزل ایشان میرودیم بر ایشان نظر است اگر سبکی بسهیل میرود به مشقت امام حسن و امام حسین
 رفتند و حضرت را نیز اندوه شد که چند روز است که ایشان را ندیده اند و خود به خانه ایشان
 توجه کرده بودند که در راه ایشان را دیدند که به مشقت می آیند پرسیدند که چیست این نوع مشقت
 دارید همه گفتند روشن ضمیر اید فی الحال وحی آمد این آیت آورد **وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ**
مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا - زیرا که این آیت بحق امام حسن نازل شد اما پنج کس در ثواب داخل اند
 اما این آیت بر مغان ماضی و مستقبل و مضارع شامل است کس که بران عمل میکنند در ثواب
 شریک می باشد و در موقوف ملک المشایخ قطب الاقطاب حضرت قطبی در تشریح این اعتقاد می نویسند
 که بی جگر گوشه مصطفی و مرتضی اند و فضل عالم بحسب همجو کاسه چینی که نقش و نگار آماسته
 باشد اگر کانه بشکند هیچ تمیز زدا اما فرزندان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم را فضل ذاتی است
 همچو کانه زرا اگر کانه زرا بشکند قیمت او هیچ وجه نقصان نمیشود که حسب و نسب اصلی است
 عاریتی نیست پس تعظیم و تکریم ایشان بر مومنان واجب است و مردم عاقل و فاضل در هر باب
 مستعد میشوند اما بی نمیشود که بجز فرزندان حضرت رسالت پناه علیه السلام نیست چنانچه حضرت
 رسالت پناه صلی الله علیه وآله وسلم فرموده اند **الصالحون لله والطالحون لى** و دیگر فرمود
أنتدوا بكتاب الله وعترتى چنانچه امام شافعی گفته اند
لو كان الرضا حب آل محمد فليس هذا الثقلان انى رضى
 برین معنی حب بر مرتضی داشته گفته اند در موقوف خود و در کتابهاے دیگر حضرت بندگی
 مخدوم قدس الله سره فرموده **افضل الصحابة البكر و افضل الاولياء على بن ابي طالب**

تفضیل علی بر ابوبکر میشود و ازین نسبت در شرع رفض است پس واجب و لازم است که هر چه
در فهم خود آید جواب باید نوشت که صریحا حضرت قطبی در کتاب هم نوشته اند که معتقدین ابوبکر
شم عمر عثمان شم علی با همه اقطاب میتم اهتدایتم اما اینجا گفته اند از سبب حب علی گفته
اند که پیرو هر شریک در قاعده تصوف همین است و اگر نه از کجا معلوم میشود بران حکم نیست که قاعده
علم اصول است که آنچه به تصریح مراد داشت آن بر حکم است و آنچه به کفایت معلوم میشود آن
کفایت خلاف آن تصریح است بر آن حکم نیست و حضرت قطبی به چند محل در کتاب بهای خود
فرموده اند هر که درین بحث آید یا را فضی گوید یا خارجی گوید و صوفی را بحث من است اگر
بحث درین باب شروع که مراد از یقین قیام میشود و گوید من تابع مذمت حق ام که رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و یاران او بران بودند پس سخن کافی است بعد هر چه اعتقاد بران
خود باشد بران اعتقاد استقام باید کرد - حضرت قطبی در کتاب سمر آورده اند که هر چه تا همین
دال است خلقت انا و علی من نور و انهد هم ازینجا است که این نمی است
اتحی بین کل نوعین و تشکیل آن سه همین معنی داشت که از یک نور اند اخوت جنسیت
تفاضل کند و دیگر حضرت رسالت پناه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرموده اند نفی النبوت و نفی
الخلافت همین اشارت کرد یعنی درین همین پیغمبری است و در علی خلافت است زیرا که
نسبت میان ما چون نسبت میان ظاهری و باطنی است و صورت معنی که در حقیقت هر دو
یک اند من نور و اهدا همین است - و دیگر درین محل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود
اندانت منی یا علی کما یرون من موسیٰ یعنی تو از من یعنی تو بر او منی
و وزیر منی شریک مصلحت منی - و دیگر فرموده اند انا من بنی العلم و علی با بها درین نوع
حب علی بیان از محققان ماسلف کثیر آورده اند بنا علیة از کلام محققان معلوم میشود که حب
ن حرف و اعتقاد به آل محمد علیہ الصلوٰة والسلام بر نوعی حروف میدهند نیز او را است بلکه لسان عاجز
است ازین حب رفض نباید گفت زیرا که بیان زبده آن در رفض است و بیان محققان در

است و بیان عارفان در روح است از خود نمی گویند بجز کشف و دیگران در علم و کتبهاست
ما سلف مقابل میگویند حضرت قطبی میفرماید که بیان تصوف بر کسی مسلم باشد تا که به مقتضای

شرع موافقت باشد چنانکه درین بیت گویند -

ایات

امر تصوف به فقها سپرد
گرچه سپاسیادت به نسب بود باز
حکم سیادت بجماعت سپرد
بهر جماعت پس کار ساز
بود عقاید به جماعت فطریست

والله اعلم حکیم -

بدان اے عزیز در کتبهاست محققان آرند که امام حسن علیه السلام بر بام مسجد گریه میکرد و می گفت
خداوند از من در شکم ورود گانے و روده مرا با قش و دوزخ پر میکنی و نماز سے میگرد چون خواجہ حسن
بصری آتشید که بر بام کے گریه میکنند گفت گناہگار راست که فرجه یافته است که بر بام مسجد گریه میکنند
میخواست که برود و به بنیروز گفت وقت او چه غارت کنم که این زمان استغفار شود حسن علی فرود
آمد حسن بصری برایش افتاد گفت چه بود که چنین گریه کردی این چنین علی و او میگوید که پدوست
و فاطمه داری که مادر است و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داری که جدت است ترا تمام نیست
که برایشان کفایت کند امام حسن علیه السلام فرمود آری برین کفایت است اما در آن وقت
که این آیت نازل شد **وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ** یعنی بہترین خویشاوندان خود را
که نزدیک تو اند از تو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ را طلبید فرمود **لَا تَنْتَكِي عَلٰی**
بَشَاعَتِيْ بعد از طہاک تکمیل کن از شفاعت من زیرا کہ آیت چنین نازل شد **اِنَّ اَقْرَبَ**
عَشِيْرَتِكَ الْاَقْرَبِيْنَ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود بہر کسی که شفاعت
من بعد از طہاک است یعنی اول گناہ بر وے ثابت کنند و اورا موجب دوزخ کنند بعدہ شفا
من بیکار آید اے حسن بصری چہی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ را چنان
گفته باشد گناہگار حسن بصری گفت این حسن فرزند رسول خداست چنین میگوید بیچارہ حسن بصری

را چه حال باشد که بروقت امام این نوع ترس حق تعالی بود اکنون بعد سزا الف است
او کمتر باشد۔

مناجات

الهی عبدک العاصی اتاک
مقرّاً بالذنوب فقد دعاک
فان تغفر فانت لذاک هل
وان تطهر ذنوبی برحمتک سواک

و میگویند صوفی را بمعنی وجه تسمیه چه باشد بسیار جوابها گفته اند درین یکی از ان طریق گفته شود
که صوفی از اصحاب صفة است صوفی را از صفا گرفته اند بعد حرکت صادر از اشباع کردند
صوفی شد و در دل صفا حاصل کامل فاضل قابل کند تا لایق صوفی گفته شود که مشغول بحق باید
در یکی صوفی را از صوف گرفته اند که لباس ایشان کلیم بود همین را نیز صوف گویند که در ویشا
می پوشند و الله علیه و حکیم۔

بدان اسے عزیز و اسے رفیق شفیق بعضی علماء میگویند عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
و سلم ابوطالب ایمان نیاوردہ بود از جهت بزرگی خود کہ کلمہ فرزند چون گویم اما تحقیق نشناختہ
بود کہ پیغمبر آخر الزمان رسول اللہ حق است کہ بعد تولد حضرت خوشی کرد و جاریہ آزاد
ساخت و ہمشایر خان سلف در کتبہاے خود آوردہ اند کہ ایمان باطناً آوردہ بود و حضرت علی علیہ السلام
را فرمودہ بود کہ برو ایمان بیاور ازین معنی نیکو بیان موافق روایت حدیث واضح کردہ شدہ و
است بشو میگویند لقولہ انک لا تقبل می من اجبت و لکن اللہ یجذب می من یشاء
یعنی بدستی تو راہ نہ نمائی کہ را کہ دوست داری و لکن اللہ تعالی راہ نماید کہ را کہ خواهد
راہ پیدا کرد کہ راہ راہ است مستقیم و غیر مستقیم آسے ہر دو راہ حقیقت حق تعالی می نماید
کہ یضیل من یشاء و یجذب می من یشاء و انک گویند این آیت انک لا تقبل می
من اجبت در حق ابوطالب نازل شدہ است و اورا نفع نکرد گویم مختلف فیہ است
بعضی گویند در حق ابوطالب نفع شدہ است بعضی گویند عام است اما توان گفت کہ
در حق ابوطالب نفع شدہ است و خواهد شد در صحیح مسلم میگوید رسول اللہ علیہ السلام گفت

من اورا بسیار نفع کردم و در آخرت هم خواهم کرد و عین حدیث می آرم تا ترا مشکل نشود و عن ابن عباس بن عبدالمطلب انه قال يا رسول الله هل نفعت اباطالب بشئ فانه كان يحوطك ويغضب لك قال صلى الله عليه واله وسلم نعم هو في ضحضاح من نار و لو ان انا لكان في الاسفل من النار في رواية فانه كان ينصر ك. وفي حديث قال نعم و جادته في غمرات من النار فاخرجته الى ضحضاح. وعن ابى سعيد الخدرى ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ذكر عند عمه ابوطالب فقال صلى الله عليه واله وسلم لعلي ينفعه شفاعتي يوم القيمة فيجعل في ضحضاح من النار يغلي منه دماغه ابدمين باشد. و دیگر سخن ترا بگویم و تفسیر رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ابوطالب باگفت قل كلمة احاج بها على ربى يجوز است که گوید ابوجهل و کافر و دیگر گفت ترکست دین عبدالمطلب سخن پوشیده گفت بدین طریق که انا على ملة عبدالمطلب عبدالمطلب ايمان پوشیده آورده بود او میداشت اذن گفت انا على ملة عبدالمطلب ايمان آورده است بعد از آن وقت باشد که قوله تعالى گفت انك لمتهدى الى صراط مستقيما ايمان عبدالمطلب تو ابرح صريح است صراط الله الذى له ما فى السموات وما فى الارض الا الى الله تصير الامور و در تفسیر و کتبهاست محققان می آرند که رسول الله عليه السلام بعد فتح مکه طلب مغفرت مادر و پدر و او در یعنی عمو ابوطالب کرد و نهی شد بعد از اذن زیارت ایشان خواست اذن داده شد در مقبره رفت فرمان آمد مادر و پدر و او در را طلب کن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم گفت يا اماه يا اباه يا عماه هر يك ليبيك گفتند و زنده شدند برخواستند رسول الله صلى الله عليه واله وسلم گفت هل وجدتم ما وعد ربكم حقا قالوا نعم و وجدنا ما وعدنا ربنا حقا رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فرمود و انستيد من نبى حتم گفتند آرس و انتم رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فرمود قولوا لا اله الا الله محمد رسول الله هر سه کلمه طيبه گفتند و در قبر رفته خفتند. اينجا كلام است فقها گویند ان ايمان ما س است قرار نیست که حجت را برگزیدند فانه نكده شفاء من انما

سِرَّ أَوْ أَبَانًا سُنَّتَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَّتْ فِي عِبَادِهِ وَخَيْرَ هُنَا لَكَ الْكَيْفُ وَنَه
 ویکه میگویند که این نوع چون باشد که رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استغفار خواند بعد معلوم
 شد بود که ایشان بغیر کلمه گفته مرده اند چنانچه حق تعالی گفته است مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ
 آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ
 أَصْحَابُ الْجَحِيمِ گوئیم حق تعالی گفته است لَمَّا سَرَّ أَوْ أَبَانًا وَقْتِ بَاسٍ إِيْمَانٍ آوْرِدُونَ دَرَسْتَ
 نیست و ایشان وقت باس ایمان نیاورده اند بلکه بعد رفع آن ایمان آورده اند یا آنکه وقت
 باس ایمان نفع نمیکند از جهت اجراء حکم شرع ازان وقت مآورد و فرزندان و حکم اسلام جاری
 داشته از غسل و کفن و صلوة و غیر ذلک مراد باشد از کسے نمیشود و چون بخرد آنکه کسے نداند چون نفع
 کند شرعا قاضی چون حکم بکند لابد بهمین گویند حکم با ظاہر - دیگر توجیه به نظر ایشان بیان کنم که خاصه
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم هم باشد بسیار خصایص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را بوده
 است یکے این هم باشد - دیگر وَلَقَرْنَاكَ يَنْفَعُهُمْ إِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَاسَنَا كَفَتْ أَسْت
 و ایمان قوم یونس قبول شد که إِيْمَانُ قَوْمِ يُونُسَ لَمَّا آمَنُوا كَفَتْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ
 فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَنَجَّيْنَاهُمْ إِلَىٰ حَيَاتٍ هِ ازان کل قوم یونس شود
 پس ازان کس رسول اللہ که حبیب اللہ است اگر شود چه عجب باشد تا آنکه رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم را میگوید وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَأْسُ
 یونس و فضل در مرتب نبوت است نه در اصل نبوت در ان همه برابر اند و امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 برابر با ائم فضل است اُمَّةٌ وَسَطًا لَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ مِمَّنْ بَيَّانَ مَكْنَهُمْ وَبَاسٌ
 میگوید كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ لَابد اگر در حق ایشان شود هیچ عجب
 غیب نباشد - و آنکه گفت مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا وَاطْلُبْ كَرَمًا
 ممنوع ازان شد باز اند براسے زیارت رفته بود شرع گفت ایشان را طلب کن ایشان را بگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

در بر سنجهای منقول عنهم این بد عبارت بخین نوشته اند -

بر حکم فرمان گفت درین جا چه آید هیچ چیز نیاید هیچ مناقض نباشد میان آیت و حدیث نیک باید
 که فهم بجزی عرض بیان شرح است پوشیده نیست این حیات دوم شده بود بعد حیات ایمان آورده
 اند هیچ باس نمانده بود مع ذلک اختلاف علما است و الله اعلم تا هر چه حکم شود اما ظاهراً هر کس برین است که
 بیان کرده شده است ناچار و انک لتهدی الی صراط مستقیم درست باشد و فایده تمام
 میدهد۔ و الصحبت تو ثنات یا ایها الذین آمنوا اتقوا الله و کولوا مع الصالحین
 هم از بهر این معنی امر باشد۔ در عقاید میگوید الشقی قاسع و السعید قاسع یعنی همین بیان میکند
 چنگ به دامن مرشدان هم از بهر این سر میزنند در خدمت ایشان هم از بهر این معنی باشد اما
 صلحا را اعتبار تمام است ان رحمت الله اقریب من الحنین همین اشارت میکند۔ در
 شریعت الاسلام میگوید مردم را باید که در حیات و موات جوار صلحا و درویشان باشد زیرا که تاثیر
 بر کائنات ایشان میرسد و از صحبت قاسقان حیات و موات احترام از کند که شومست آن اثر
 کند لقد من الله علی المؤمنین اذ بعث فیهم رسولا من انفسهم هم از بهر این
 معنی تمهید یافته است یقین بدانی و خود را یکی از بندگان اهل الله گردانی تا از ایشان ترا
 گیرند که من احب ما احبتم معهما ثابت است قانهم و اعتنهم۔ بدان اے عزیز
 اصحاب طریقت و حقیقت آنست که چند اصطلاحات در موزات محققان درین رساله ثبت
 یافته است و نوشته شده است لیکن شمه از آن طفیل مشایخ کبار و علما یا الله و نیدار فی محله فرموده
 اند بعد ما بر تل خویش از آنجا کشیده درین رساله همان چیز را با زیادت و نقصان و فقدان از آنها
 کردیم و چند محل هم بر قانون آن اصطلاحات گفته شده و اگر فکر کنی و عبرت به اسنان نظر بکنی
 بدانی که این جمله مقالی اسناد مستنبط است و همین متدل است همه آنچنان بیانی هیچ مخالف سلف
 فلف نیست و هیچ مشکل تا مفهوم نیست مگر چند محل طریقه باز گونه سخن منقلب نوشته اند از جهت
 تمثیل که معنی ظاهر خوب میشود و چند کلمات حضرت قطبی که مستجاب و مستجابات از اسرار الهی
 تحقیق منسب یافته است نیکو شرح کرده ام و موجب این قول ابو هریره هم باشد که او میگوید

ه در نسخهای منقول عنهم چنین نوشته اند۔

انی حفظت من رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وعائش من العلم وعاء لقد
 بثته ووعاء لو بثته لقطع مني هذا البلع ویکے میان آن ثبت کردم روایت کریم
 بشما گفتم و درم و عارا اگر ثبت کنم روایت بشما کنم و بر شما گویم بر آئینه بریده شود از من این
 بلعوم یعنی طلقوم کردن بزندانم انکار بکنند۔ ازین معنی چند اقوال را پوشیده است همان باشد
 که سلم عليك لا انتغى الجهلين ویا آنکه بدین طریق می آیم همه جهان از حرف خود
 نمی گذرد و هم زبان دراز کند چنانکه گفت قدیم است هم بران میروند که ما سمعنا هذا انی
 ابائنا الاولین ما چون قبول کنیم و پس روی شما بکنیم اننا وجدنا ابائنا علی امة
 وانا علی اثرهم محمد و ن از خدا بشنو که چه خوش جواب بدیشان میدید که انتم و اباءکم
 فی صلال مبین هم از ان باز آیند و هم بران روند این چنین جا ملائز که بس آید باز بکنند چه گویند
 اجعل الالهة الها و احد صلح ان هذا الشیء عجاب سبحان الله همه باز گونه فهم میکنند عجیب
 از خود و از جهل خود نمیکذارند از ایشان میکنند و جهالتی دیگر میگویند ما سمعنا بهذا فی الملة الاخرة
 ان هذا الاخلات۔ اکنون بسیار چه گویم این بیش از شدنی نیست اگر خاک گشتنی است
 و کان امر الله قد صامقاً و مرا۔ تحفه دیگر اسے عزیز درین رباعی نظر کن تا ترا در
 عاشقان شمرید که حضرت بندگی محترم قدس سره فرموده اند
 رباعی

بحق آن فدائے کان بعالم

سکن طعنه مرا از بت پرستی

آر که ما وایت الله شیئا الا رایت الله قیامه است میگوید که این کلمات به افعال صفات

است زیرا که صفت به اعتبار عین ذات است اگر کسی را تجلی صفات او باشد بدان نسبت

فروق نباشد و عنوان کرد و این تجلی اولیا و الله کلمات محققان فرموده اند که من عرف الله طال

لسانه و در تجلی ذات محققان کلمات محققان اند چنان در سکر اند که باز در صحو آمدن در بیان او سخن

نمی توانند بیان تجلی بیشتر شده است اگر ترا حاجت افتد به من مطالع کن تا به مقصود رسید

و بت مقصود و مطلوب را گویند و بدین اعتبار بر اللہ تعالی اطلاق توان کرد یعنی مرا طعنه ممکن نمیرد
 حاصل خدا پرستی کرده زیرا که اینجا فرق نیست میان بتگر همان بتگر را بت میگویم و می پرستم دیگرے اینجا
 نیست صانع و مصنوع اینجا ظهور ندارد در هم صانع است فحسب و همورا میسرستم عبادت میکنم
 دوم را وجود نمی بینم و نمیدانم پس جاسے طعنه نباشد و نکند سخن بر حسب اصطلاح میگویم و الا نه تو دمن
 همه بر یک راه هستیم و اگر کسی مراد ازین بت ظاهر مجازی میدارد و گوید پس طعنه خواهیم کرد و منع خواهیم
 فرمود زیرا که اینجا اگر چه بدان نسبت فرق نباشد که نظر بر صفات اللہ کنیم اما منع از عبارت آمده
 است اللہ تعالی گفته است وَمِنَ الْبَيْتِ الْمِيلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوا
 لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَكُمْ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ
 چون پس طعنه نکنیم منع نفرماییم و اگر این بت پرستی کافر شوی اولیای اصحاب النار هم
 فیها خلدون و اگر دی اینجا فرق بکن یا ممکن اما این بت پرستی بکنی یا نکنی اما این بت پرستی
 کنی عن اللہ و عند الناس ملعون گردی کافر شوی ایمان بر باد دی نعوذ باللہ من ذلک و گفته اند
 فرقی نیست میان بت و بتگر بتگر همه چیز تواند کرد و بت بیچ نکند و اگر عالم محو و فنا مرداری پس هم
 مشرک میشوی که همه چیز اثبات میکنی خود را و بت را و بتگر را با ز بت پرستی را زیادت بران بینی چون
 فرق نمیکنی همان باشد کذب مقتا عند اللہ ان تقولوا اما لا تفعلون هر چه که شود گوشوا بت
 پرستی کردن نخواهم داد و بتگر را بپرستید اگر چه فرق کنید یا نکنید اما از بت احترام کنید فاجتنبوا الرجس
 مِنَ الْاَدْوَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ حَتَّىٰ يَخْشَىٰ اللّٰهُ غَيْرَ مَشْرُكِينَ يَدَّبُّوا بِهٖا اَمْرٌ بَيْنَ شَرِّهَا
 و آنکه گفته اند

مصرع

ندیدم جز وجودش بیچ دیگر

پس خود را بر اے چه می بینی و بت و نام بتگر بر اے چه میگیری خود را فانی گردان و بتگر را ثابت
 کل شیء هالك الا وجهه و یا آنکه بیچ وجودے نمی بینی اما قول و جهک شطر المسجد الحرام
 تا آیت امر بین شده است تا استقید کما امرت چنانکه قصه از بت تراش و ابراهیم بت شکن

معلوم است۔ اکنون زبان را بس کن اقطع لسانک ایها الصوفی چنانچه خواهد نظام الدین
اولیا فرمایند۔

نظامی این چه اسرار است که خاطر برون دادی کسے کسش نمی داند زبان درش زبان و کسش
اگر چه سر را بداند یا نداند رعایت شرع واسطه فرموده زبان را در کسش و اگر نه این چه اسرار است
و این چه جمال نمودنی نیست که اظهار میکنی زیرا که فرموده اند خیر الکلام اقل و دل و گفته اند کلموا
الناس علی قدر عقولهم و من عرف الله کل لسانه شاهده برین شده است و لهذا
برین حدیث رساله اصطلاح صوفیان به اتمام رسان۔ قال النبی صلی الله علیه
واله وسلم مثل امتی کمثل الغیت لا یدری اوله خیرا و آخره و بعضے میگویند فی حدیث
کمثل المطر است میان مطر و غیث بعضے فرق کرده اند مطر باران بدر میگویند و غیث
باران نیک رامی نامند بسیار سوال و جواب درین حدیث میکنند در اول امت سابق اصحاب
انداخر مهدی از ایشان شرقاً و غرباً بازا سلام و عدل آشکارا شود و هیچ کس فقیر نشود همه غنی
شوند که اول باران گیاه برآید مویشتی را شود آب برآید همه را ذخیره گردد و لایدری اول خیر
او آخره لا بد طرفین برابر باشد در اول عمل بسیار بود و در آخر علم بسیار شود و در قرب اول با رسول الله
بود کثوفات بدان بسیار شد و در آخر قرب تا قیامت میشود حکم قیامت میگردد کثوفات
بدان سبب میگردد۔ حدیثی گفته است اناسید ولد ادعوا لا تختار و جائے گفته است
فخر بسیار معنی است که پیشتر بیان او گذشته است اما یکے ہمیں میگویند که پیش از معلوم
آن مرتبه رسول الله صلی الله علیه و سلم فرموده اند چون معلوم شد فضل خود بدین اعلام کرد و این
هم باشد لایدری اول حال نکل واحد منہم اغیرا و آخره بدین که اول حال عمر در
آزے و شهوات می گذرد و آخره توبه و استغفار میگردد و اول حال مغفور مرقع القلم آخر حال
ترقی و عروج تحصیل مقامات ماالنهایت قال الرجوع الی البدایت طرفین یکے میشود

این بیت از حضرت نظامی گنجوی است نه از حضرت نظام الدین اولیاء

یکے می باشد بر حکم هل جزاء الاحسان الا الاحسان۔ در عوارف میگوید مقتدا و تجلیات که ترا شود

در دنیا بهتر از آنکه دو رکعت نماز بگذاری زیرا که آن آمدنی است و آن موازین این است پس این باید تا آن بسیار بیاید۔ اول حال سیر لوک آخر حال جذب و عروج اول حال سکر و آخر حال صحو۔

و اختلاف میان این مقامات که معلوم تو شده باشد بسیار جا گفته آمده ایم و میگوئیم و باز تکرار میکنیم بعضی تلویح را بر تکلیف فضل دهند و سکر را بر صحو مرتبه نهند و بعضی عکس این فرمایند لایدری اوله

خیر ام آخره باشد اول است صحابی که مشهور اند که نقش حسن الامداد و الله ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد بعد النبیین افضل من الصحابی و آخر است مهدی خاتم المادلیا که شرفاً

و غرباً در وقت او همه لمان باشد آنچه تقدیر حق تعالی باشد خواهد شد بیان این میکند۔ اما تو حیات را نیکو میدانی پس در استغفار بر جاده شرع و پس روی عالمان عامل جهد بلیغ بکن و بیان محققان

و ذکر فکر به مطالعه مشغول باش تا ترا همین کلمات و او انس شوند که صحبت موثره گفته اند الا ان الله بكل شیء محیط عیان این همه کرده است و یحاذر کوا الله نفسه طو الی الله المصیر

و گفته اند کل ذنب مغفور سوی الاعراض عتی پس بعجز و بیچارگی مقرب باش که حق تعالی عفو میکند چنانچه درین بیت عارفی خوش اشارت کرده است

سبحان خالق که صفاتش ز کبریا
بر خاک عجز میفکنند عقل انبیا
گر صد هزار قرن همه خلق کائنات
فکرت کنند در صفت عزت خدا

آخر به عجز معرفت آیند کله آله
دانسته شد که هیچ نه دانسته ایم ما

العجز عن المعرفة معرفة
هر چه خواهی بکن اے دوست مکن یار و گبر
ان الله لا یخفر ان یشکرک به و یغفر ما روت ذکک لمن یشاء همین بیان

میکند پس همین نوع آنجا گفتن بهتر است که دانسته که هیچ نه دانسته ایم ما۔ اکنون بدین بیت شیخ سعدی اتمام کن زبان را اگر در آق طبع لسانک ایها الصوفی تا به نظر محققان براد

اے کہ پنجاہ رفت و در خوابی مگر این پنج روز در یابی

زیرا کہ مراد از پنج روز ہم ہفتہ است کہ مردم روزے تولد میشود و روزے کہ وقات
میکند آن ہر دور روزے نمی شمرند پس باقی ہین پنج روز ازین قلیل المدت است
یعنی پنجاہ سال عمر تو گذشت باقی این پنج روز عمر تو اندک ماندہ است بارے این را دریا
و در توبہ و استغفار مشغول باش۔ مَنْ تَابَ وَ آمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ

يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَ كَانِ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا قَفْ وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنَّ هَدَانَا اللَّهُ۔

اللهم ارزقنا ذلك الكرامات بحممت نبيك وحبيبك وسنت خاتم الانبياء

عليه السلام۔ الحمد لله الذي تتم بنعمته الصالحات و اشهد ان لا اله الا الله

وحد لا شريك له و اشهد ان محمدا عبده ورسوله۔ مرضيت بالله ربا و

بمحمد رسولا و بالاسلام ديننا و اشهد ان الجنة حق و النار حق و الميزان

حق و الصراط حق و الساعة حق و ان لقاء الله تبارك و تعالی حق و ان

الساعة اتية لا ريب فيها و ان الله يبعث من في القبور۔ و استغفرک

و اتوب اليک۔ و اخوذ عواهد من ان الحمد لله رب العالمين۔ و تمت کلمت

سرباک صلوات و عدا لا اله الا الله کلمتہ و هو السميع العليم

م

نشانی ۵۰ $\frac{۲۴۶}{۵}$ ۷

ملنے کا پتہ

مہتمم صاحب اعزازی کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف

قیمت

یک روپیہ و ہشت آنہ علاوہ محصول ڈاک

عصم
۷

تَبْصِرَةٌ وَذِكْرٌ لِكُلِّ عَبْدٍ مُنِيبٍ

کتاب تطاب

تبصرة الاصطلاحات الصوفية

از تصانیف

حضرت سید السادات قدوة السالکین زبدة الواصلین مخدوم
سید اکبر حسینی المعروف بـ **سید پیر** قدس اللہ سرہ العزیز
خلف الصدق و فرزند اکبر

حضرت سلطان العرفاء اکاملین امام الاولیاء الواصلین مخدوم
سید صدر الدین ابوالفتح محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز
رحمة اللہ علیہ

تصحیح و اہتمام

مولوی حافظ سید عطا حسین صاحب ام، اسی ای

ناظم وظیفیاب سرسبز تعمیرات سرکار عالی

در معین پریس واقع بازار عسلی میاں حیدرآباد وکن طبع شد

وبلسلہ برکات عہد عثمانی ادامہ اللہ تبارک و تعالی

از کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف شایع شد

ربیع الاول ۱۳۶۵ھ